ترجمہ اُردو

کتاب تشخیص المقال عربی

مصنفہ

عالیجناب معلی القاب قدوۃ المحققین عمدۃ المتکلمین عارف کامل و عالم عامل افضل العلماء و اشرف الفضلاء

حضرت مولانا مولوی سید محمد وحید الدین خان صاحب بہادر مرحوم سابق معتمد عدالت و کوتوالی سرکار نظام خلد اللہ ملکہ

(در مناظرۂ مسیحیین یعنے رد نصاریٰ)

مسمّٰی بہ

اثبات الحق

مترجمہ

منشی عالم مولوی فاضل جناب مولوی سید محمد محی الدین خان صاحب مترجم ہائی کورٹ سرکار نظام خلد اللہ ملکہ

فرزند اصغر مصنف کتاب

حسب فرمائش مولوی سید احمد خان صاحب وکیل ہائی کورٹ سرکار نظام خلد اللہ ملکہ

سنہ ۱۹۰۰ء

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں چھپا

فہرست ترجمہ تشحیص القال المسمی بہ اثبات الحق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً

خداوند عالم نے ہمیشہ اپنی مخلوقات کی ہدایت کے لیے انبیا علیہم السلام کو مبعوث کیا اور اثبات نبوت کے لیے انھیں معجزات عنایت فرمائے لیکن اکثر اہل دنیا نے نبوت کے تسلیم کرنے مین شکوک پیدا کیے اور جہانتک انبیا علیہم السلام سے مخالفت کی اہل کتاب مین اہل یہود کا فرقہ بہت قدیم ہی اسی فرقے نے بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ سخت مخالفت کی تھی اور اُنکے مبعوث ہونے کے بعد اس فرقہ کے لوگون نے اُنکے ساتھ جس قسم کی مخالفت کی تھی اور جو طریقہ عمل اختیار کیا تھا اور جو کچھ کیا کتب تواریخ سے بخوبی معلوم ہو سکتا ہی جس طرح اس فرقہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ مخالفت کی تھی ویسی ہی مخالفت حضرت خاتم النبیین محمد المصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بھی کی اور حضرت کی نبوت کا ابتک یہ فرقہ مخالف ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی امت نے اہل یہود سے بھی بڑھ کر حضرت خاتم النبیین کی نبوت سے مخالفت کی اور ابتک اُسی مخالفت پر قائم ہین حضرت خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے کے بعد بھی اُن دونون فرقون کو زیادہ تر مخالفت رہی اور اہل اسلام اور یہود اور نصرانیون سے ہمیشہ مختلف مسائل مین مباحث ہوتے رہے کبھی ان دونون فرقون کے علما اہل اسلام کے خلاف رسائل لکھتے تھے کبھی اہل اسلام اُنکے خلاف رسائل تصنیف کرتے تھے لیکن یہ سب کچھ سوا ہندوستان کے دیگر ممالک مین ہوتا تھا ہندوستان مین ایسٹ انڈیا کمپنی کے فتوحات سے قبل اس قسم کے مباحث کا موقع بہت کم تھا لیکن جبسے کہ ایسٹ انڈیا کمپنی کا ہندوستان پر تسلط ہوا تب سے اس قسم کے مباحث کا ہندوستان مین بھی چرچا شروع ہوا اور روز بروز ایسے مباحث مین ترقی ہوتی گئی بہت سی کتابین مسیحیون نے اہل

استفادہ کرنا ممکن نہین تھا اسلیے کہ روز بروز ہندوستان مین عربی زبان کی تعلیم گھٹتی جاتی ہی اور گو اب تک عربی دانی ہندوستان سے مفقود تو نہین ہوئی لیکن اس قدر کم ہو گئی ہی کہ اب بمقابلہ زمانہ سابق کے فیصدی ایک شخص بھی عربی دان ملنا دشوار ہی اور اگر کچھ لوگ عربی زبان سے واقف ملتے بھی ہین تو اُنکی واقفیت ایسی محدود ہوتی ہی کہ وہ بہت دقیق کتابین عربی کی نہین سمجھ سکتے اعلی درجہ کی عربی کے قابلیت کے لوگ ہندوستان مین اس قدر کم ہین کہ جنکا شمار کر لینا سہل ہی بہر حال کسی مشکل مضامین کے ادق عربی کی کتاب سے علی العموم اہل ہندوستان اس وقت مستفید ہونے کی قابلیت نہین رکھتے اسکی ضرورت ہی کہ ایسی کتاب کا اُردو مین ترجمہ کیا جائے تاکہ علی العموم اہل ہندوستان اُس سے اُسیطرح استفادہ اُٹھا سکین جسطرح کہ جناب ممدوح کی کتاب سابق سے استفادہ حاصل کر سکتے ہین چونکہ بمقابلہ کتاب سابق کے اس کتاب مین اکثر مضامین زیادہ اور مفید تھے اور اس سے جس قدر وسیع معلومات حاصل ہو سکتی ہی اور جو فائدہ اس سے حاصل ہو سکتا ہی اُسکے لیے کتاب سابق ناکافی ہی ان وجوہ سے مین نے اسکی ضرورت خیال کی کہ اس عمدہ کتاب کا اردو مین ترجمہ ہو جائے تاکہ ہندوستان کے وہ لوگ جو عربی مین اتنی استعداد نہین رکھتے کہ کسی عربی کتاب کے مضامین سمجھ سکین اس کتاب سے بھی اُسیطرح مستفید ہو سکین جسطرح وہ جناب ممدوح کی کتاب سابقہ سے مستفید ہوے پس مین نے اردو مین اس کتاب کا ترجمہ کر دیا اور اس ترجمہ کا نام (اثبات الحق) رکھا جو مسائل مندرجہ کتاب کے نتائج کی غرض اصلی ہی امید ہی کہ اس ترجمہ کے بعد اس کتاب کے عمدہ مضامین کے سمجھنے مین لوگون کو کوئی دقت باقی نہین رہیگی۔

مصنف رحمہ اللہ نے اس کتاب کی تمہید مین یہ بھی تحریر فرمایا ہی کہ

(۱) اگر علماے مسیحی مصنف کی رایون سے اتفاق فرمائین تو بہتر ہی اس صورت مین آیندہ کوئی حجت ہی باقی نہین رہتی لیکن اگر اُن مین سے کسی صاحب کو اختلاف ہو تو بجواب رسالہ ہذا یا ابطال دلائل مصنف کو غلطیون سے مطلع فرمائین مصنف اُنکا نہایت ممنون ہوگا مصنف کو تحقیق اور احقاق حق مد نظر ہی نفسانیت اور تعصب مد نظر نہین ہی۔

(۲) جو صاحب اس رسالہ کا جواب تحریر فرمائین اُنھین امور مندرجہ ذیل ملحوظ رکھنے

چاہییں۔

(الف) جس مسئلہ مین اختلاف ہو اُس مسئلہ سے متعلق اس کتاب کے عبارت نقل کر کے ہر مضمون صاف طور پر یا تسلیم کریں یا اُس سے انکار کریں کوئی امر اُس بحث سے متعلق بلا جواب باقی نہ رہے۔

(ب) جن امور کے بحثوں مین اختلاف ہو اُنکے دلائل مین سے جس حد تک دلائل تسلیم کیے جائیں صاف طور پر اُنکا تسلیم کیا جانا بیان فرمائیں اگر نہ تسلیم کی جائیں تو صاف طور پر فصاحت کے ساتھ دلائل اُنکی تردید کیجائے جیسا کہ اہل مناظرہ کو کرنا چاہیئے۔

(ج) مصنف کی تشخیص کے خلاف اگر کوئی امر تشخیص فرمائیں تو اُسے مکمل طور پر دلائل کافی تحریر فرمائیں اور مناظرہ کے قواعد کی پابندی فرمائیں کوئی امر بلا دلیل تحریر فرمائیں اور مکابرہ اور دیگر طریقہ بیہودہ بحثوں کی فضول خیال کریں۔

(۳) مصنف بھی جواب الجواب مین امور مذکورہ کا لحاظ رکھیگا اور جو صاحبان شرائط کے خلاف مکابرانہ جواب تحریر فرمائینگے اُسکا جواب دینا مصنف کو لازم نہیں ہوگا۔

(۴) بلحاظ مسیحیوں کے فرقوں کے اگر کسی خاص فرقہ کے علما جواب تحریر فرمائیں اور کسی امر کو وہ اپنے فرقہ سے غیر متعلق خیال کریں تو اُنھیں ایسے امور کی نسبت صرف اس قدر لکھ دینا کافی ہے کہ ان امور کو فلان فرقہ سے تعلق ہے اسلیے ہمین اسکا جواب دینا ضرور نہین ہے

(۵) اور اگر کسی صاحب کی کتاب کے حوالہ یا نقل مین شبہہ ہو تو وہ جواب مین تصحیح نقل کا مطالبہ فرماسکتے ہین اور مصنف تصحیح نقل کا ذمہ دار ہے بحوالہ کتاب وصاحب کتاب قابل اطمینان طریقہ سے تصحیح کردیجائیگی قبل از مطالبہ تصحیح کسی امر کے انکار پر زیادہ زور دینے کی سعی محض بے نتیجہ خیال کرنی چاہیے۔

گو ۱۸۷۵ء سے مصنف صاحب کے ختم حیات تک کسی صاحب نے اس رسالہ کا جواب تحریر فرمایا نہ ابتک کسی صاحب نے اختلاف کیا اور اختلاف سے متعلق کوئی رسالہ تحریر فرمایا لیکن اگر اب بھی کسی صاحب کو اختلاف ہو تو مترجم بشرائط قرارداد جناب مصنف صاحب جوابدہی کے لیے مستعد ہے چونکہ مترجم کو جناب مصنف صاحب کے آرا اور دلائل سے بالکل اتفاق ہے

اور ہرگز کبھی نہ کسی قسم کے تعصب کا مترجم کے خیالات پر کچھ اثر ہو نہ کسی قسم کی کوئی نفسانیت مدنظر ہو بلکہ منظور یہ ہو کہ ہر امر بحث طلب کی نسبت یہ معلوم ہو جاوے کہ درحقیقت حق کیا ہو جو مقصود عموماً بے تعصب مناظرین کا ہوا کرتا ہو مترجم اُن حضرات کا نہایت ممنون ہوگا جو کسی امر مشخصہ جناب مصنف صاحب کی تردید کے ایسے معقول اور کافی دلایل پیش کرسکیں جنسے ایک بے تعصب باقاعدہ مناظرہ کرنے والے شخص کی راے تبدیل ہوسکے مترجم کو منظور یہ ہو کہ جہانتک ممکن ہو اُسکو ہر مسئلہ کی اصلیت متحقق ہو اسوقت بلحاظ اُن دلائل کے جو جناب مصنف صاحب نے تحریر فرمائے ہین کسی امر مین مترجم کو اُنکی راے سے اختلاف کا موقع نہین ہو اور بجز اسکے چارہ نہین ہو کہ ہر امر کی نسبت جو جناب مصنف صاحب کی راے ہو وہ تسلیم کیجاوے مترجم کا ہرگز یہ قصد نہین ہو کہ اگر کوئی صاحب جواب تحریر فرمائین تو کبھی اُنکی صحیح راے سے اختلاف کرنے کی سعی کیجاوے بلکہ جہانتک معقول اور موجہ دلائل کے ساتھ باقاعدہ نتائج پر جواب مبنی ہوگا شکریہ کے ساتھ تسلیم کیا جائیگا لیکن اگر خود جواب ہی بے اصول اور غلط ہوگا تو مجبوراً مترجم کو جواب دینا پڑیگا لیکن اگر کوئی صاحب کم علم تعصب کی وجہ سے بے اصول بے قاعدہ بلا کافی دلایل کے کوئی جواب تحریر فرمائینگے تو ایسی مہمل اور لغو تحریرات کا جواب مترجم پر لازم نہ ہوگا۔

مترجم کو ذی علم علماے مسیحیین سے امید ہو کہ جہانتک مصنف کے مباحثہ قابل تسلیم خیال فرمائینگے ضرور تسلیم کرینگے اور جو امور قابل اختلاف تصور فرمائینگے اُنکی نسبت پورے غور کے بعد کافی لیاقت کے ساتھ جواب تحریر فرماکر مترجم کو ممنون فرمائینگے۔

مقدمہ

اصطلاحات نصاریٰ کے بیان مین

نصاریٰ کے کچھ گنتی ہی کے اصطلاحات ہین جو تھوڑے سے کلمات ہین جنکی مین نے اپنے کلام مین اسغرض سے رعایت کی ہی کہ میرا مقصود مضبوط ہو اور اُنکی غلطی مفہوم ہو سکے اسلیے کہ جب میرا کلام اُنکے معمول کے موافق اور منقول کے مطابق ہوگا تب لامحالہ اُنکو کوئی انکار کی سبیل نہ رہیگی اور کسی طرح عذر کا محل نہ ہوگا غرض مین نے یہی مناسب سمجھا کہ اُنکے اصطلاحات مین تغیر نہو پس واضح رہے کہ منجملہ نصاری کی اصطلاحات کے ایک گناہ ہی جسکی دو قسمین ہین - گناہ اصلی اور گناہ فعلی گناہ اصلی تو آدم علیہ السلام کا گناہ ہی جبکہ اُنھون نے اپنی زوجہ کی اطاعت کی اور بہشت کے درخت کا پھل کھایا لہذا خدا تعالے نے یہ گناہ اُنکے اور اُنکی اولاد کی نسبت تحریر فرمایا - گناہ فعلی جسے خطاء عملی بھی کہتے ہین وہ ہی جسکا انسان بنفسہ بوجہ عدم تعمیل احکام ناموس ارتکاب کرتا ہی - نصاریٰ کا بیان ہی کہ گناہ اصلی آدم علیہ السلام کے آثار کی پیروی ہی کرنے پر موقوف نہین ہی بلکہ یہ ایک خطاء طبعی ہی ہر ایک انسان اپنی نسل مین اسی کے ساتھ پیدا ہوتا ہی یعنی گناہ انسان سے نافرمانی کے صدور اور اظہار ہی پر موقوف نہین ہی بلکہ وہ گناہ اُسکی تقدیر مین لکھا ہوا ہی اسلیے کہ طبیعت مین خطاء جبلی ہی پس انسان بالطبع خطاوار ہی عام اس سے کہ وہ خطا اور نافرمانی کرے یا نہ کرے - نصاری کا قول ہی کہ گناہ ایک ہی انسان یعنے آدم علیہ السلام مین داخل ہوا اسوجہ سے کہ اُنھون نے بہشت کے درخت کا پھل کھایا پس آدم علیہ السلام نصاریٰ کے نزدیک گنہگارون کی اصل ہین - اور گناہ ایک ہی انسان یعنے مسیح علیہ السلام سے اُنکے فدیہ اور کفارہ ہونے کی وجہ سے نکلگیا پس وہ نصاریٰ کے نزدیک نجات پائے ہوے ہین - اب ذنب فعلی

جسکا انسان بنفسہ مرتکب ہوتا ہی اُسکو اعمال صالحہ اور صدقات فاضلہ اور عالمون یعنے پادریون کی دعا اور بزرگون کی استغفار رزائل اور دفع کر دیتے ہین - پھر نصاریٰ سے باخود ہا نجات کی کیفیت مین مختلف ہین بعض کا قول ہی کہ تا وقتیکہ ایمان کامل اور عمل صالح نہو نجات ممکن ہی نہین ہی - اور بعض محض عمل سے اور بعض محض ایمان سے نجات ممکن خیال کرتے ہین اور اہل برطانیہ جو ہمارے ملک یعنے ہندوستان مین فرمانروا ہین اور فرقہ پروٹسٹنٹ کے نام سے مشہور ہین اور مارطین لوطر کے تابع ہین اُنھون نے اُن دونون رایون کے سوا تیسری راے اختیار کی ہی اہل برطانیہ اور القاثولیقیون مین اختلاف ۱۵۲۸ مسیحی مین ظاہر ہوا ہی جسوقت کہ ہنری ہشتم کی اُنکے ملک مین سلطنت تھی خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے کے قبل سب نصاریٰ اسقف رومی کے جو کہ پاپا کے ساتھ ملقب تھا تبع تھے پھر خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے کے بعد انمین بڑے بڑے اختلافات واقع ہوے اور حسب ذیل متعدد فرقہ ہو گئے - القاثولیقیون - یونانیون - سریانیون - قبطیاغیون - فولیقیون - ارامنہ - علاوہ انکے اور فرقہ بھی ہین جنکی تفصیل مطول کتابون مین مل سکتی ہی اور اسقف ہی دین کا سردار ہی جیسا کہ قاموس مین ہی اور یہ لفظ یونانی لفظ سے معرب ہی اصل مین ایپسقپین تھا جسکے معنی دین کے منتظم اور امور دین کے قائم کرنے والے کے ہین جسے لغت انگریزی مین بشپ کہتے ہین اور اسقف کے صدر کو اُنکے نزدیک مطران کہتے ہین قاموس مین مذکور ہی کہ مطران نصاریٰ وہ شخص ہی جو اُنکا بزرگ ہو اور شماس رؤس نصاریٰ سے وہ شخص ہی جو سر بیچ مین سے مُنڈاتا ہی ایمان سے منڈانا بیعت کے لیے لازمی ہی اور قسیس وہ شخص ہی جو کہ علماے نصاریٰ کا بزرگ ہو یعنے پادری اور قسیس یعنے پادری نصاریٰ کے نزدیک دو قسم کے ہوتے ہین ایک خاص دوسرا عام خاص وہ ہی جسپر اُسکے اہل بیت کی موعظت اور نصیحت واجب ہو عام وہ ہی جو پیری مریدی قائم کرے اور منصرین یعنے نصرانی ہونے والون کو اصباغ کرے یعنے نصرانی بنائے اور عشاء ربانی کی خدمتگزاری کرے پس خاص کے لیے ہرگز جائز نہین ہی کہ وہ مجمع عام مین کھڑا ہو یا اصباغ دے یا عشاء ربانی کی خدمتگزاری کرے تاوقتیکہ قساست عامہ کی خدمت کے انجام دہی کا اُسکو حکم ندیا جاے لیکن اسکے لیے کمیٹی شرط ہی

تاکہ معلوم ہوسکے کہ اُسمین خدمت کے انجام دہی کی صلاحیت ہی یا نہین اگر بشہادت اجماعی صلاحیت رکھتا ہو تو اُسوقت اُس خدمت پر وہ مامور کیا جاسکتا ہی اصطباغ جسکو معمودیہ بھی کہتے ہین وہ ایک خاص پانی ہی جسمین نصاری اپنے بچے کو بدین اعتقاد غوطہ دیتے ہین کہ یہ اُس بچے کے لیے تطہیر ہی جسطرح غیر نصارے کے واسطے ختان ہی منجملہ اصطلاحات کے عربون ہی جسکے لغوی معنی عقد کے ہین قاموس مین بالضم عربون کے یہ معنی مندرج ہین کہ جس سے معاہدہ بیع منعقد ہوتا ہی مگر نصاری کی مراد اِس سے وہ عرایین ہی جسکو مسیح نے انجیل مین مقرر کیا ہی جو دو ہین اُول معمودیہ اور اصطباغ ہی جو یہ ہی کہ قسیس یعنے پادری اپنے ایک ہاتھ مین پانی لیکر نصرانی بننے والے کے چہرہ پر چھڑکے یا اُسکو پکڑکر پانی مین غوطہ دے اور یہ کہے کہ مین اصطباغ کرتا ہون تجھکو اے بھائی فلانے باپ اور بیٹے اور روح القدس کے نام سے دوسرا عشاء ربانی ہی وہ یہ کہ پادری روٹی اور شراب کے ساتھ گرجا مین آئے اور اُسپر کچھ انجیل کے آیات پڑھے اور دوسری دعائین پڑھے اور سب نصاری اُسکے آگے جمع ہون اور وہ پادری اُنمین سے ہر ایک کو روٹی کا ایک ٹکڑا دے کر یہ کہے کہ یہ مسیح کا جسم ہی جسکو اُنھون نے تمھارے واسطے قطع کیا ہی پس لو اور کھاؤ اور یاد رکھو کہ مسیح کا جسم تمھارے ہی لیے قطع کیا گیا ہی پھر ہر ایک کے گلاس دیکر یہ کہے کہ یہ مسیح کا وہ خون ہی جسکو اُنھون نے تمھارے لیے برباد کیا ہی پس لو اور پیئو۔ لیکن نصاری باہم دیگر مختلف ہین اکثر کا یہ قول ہی کہ عربون ایک اصطباغ ہی جو نصرانی ہونے کی علامت ہی اور اہل برطانیہ کہتے ہین کہ یہ جدید پیدایش کی علامت ہی اور اسمین سب متفق ہین کہ عشاء جو عربون کی دوسری قسم ہی مسیح کے محبت کی علامت ہی کنیسہ جسکو اہل برطانیہ اپنے محاورہ مین کلیسا کہتے ہین یعنے جمع ہونے کا مقام جسکے نصاری کے نزدیک دو معنے ہین ایک محسوس جس سے مراد اُن مومنین کی جماعت ہی جو کہ مسیح پر ایمان لائے ہین اور خدا کا کلام پڑھتے ہین اور بنظر اُن امور کے جنکا مسیح نے حکم دیا ہی وہ عشاء ربانی کی خدمت قائم کرتے ہین اور جو کچھ جن اشیا مین جسطور پر استعمال بہ وسے احکام لازمی ہی اُسی طرح وہ کرتے ہین اور دوسرا صرف تقدس کا مفہوم ہی بعض کا قول ہی کہ جو فی الحقیقت محسوس ہی مجمع مقدس ہی کی صفت ہی پس کنیسہ محسوسہ کے معنی مجمع مقدس محسوسہ کی طرف راجع ہین ۔ اور

ہمارے اکثر علما کے کلام سے یہ بات پائی جاتی ہے کہ کنیسہ اسم ظرف ہے اور یہ کچھ بعید نہیں ہے کہ مظروف کو اسم ظرف کے ساتھ موسوم کیا ہو۔ مقدسین کے تقاوب کے تجدد ی نصارٰی کی مراد اہل تہذیب ہے۔ لفظ حواری جو کہ ہمارے اور اُنکے درمیان شائع ہے پس یہ مددگار یا انبیا کے مددگار کے معنی مین مستعمل ہے جیسا کہ قاموس مین مندرج ہے اور نصارٰی اس لفظ سے مسیح کے بارہ شاگرد اور اصحاب اور رسول مراد لیتے ہین۔ اور اُنکے اسماء متبرکہ یہ ہین۔ شمعون بن یوناسمی بصفا المقب بطرس اور صفا کے معنے عبرانی زبان مین پتھر کی چٹان کے ہین اور اندریاس اُنکا بھائی اور یعقوب بن زبدی اور یوحنا اُنکا بھائی جنھین یحیٰ بھی کہتے ہین اور فیلبوس جنکے نام مین تخفیف کرکے کبھی فیلپ بھی کہتے ہین اور برثولوماوُس اور توما المسمے بہ ویدیموس جنکو ملامس بھی کہتے ہین اور متی عشار اور یعقوب حلفائی یعنے ابن حلفی اور بداوُس جو تداوُس کہلاتے ہین اور شمعون قانی جو غیور کہلاتے ہین۔ اور یہوذا۔ اسخریوطی جو غدار مشہور ہین اسلیے کہ اہل نصارٰی کے نزدیک اُنھون نے مسیح کے ساتھ غدر کیا اور اُنکو یہود کے سپرد کردیا پھر نادم ہوکر اپنا گلا آپ ہی گھوٹ کے ہلاک ہوگئے۔ ابن ساباط کی راے ہے کہ بولس اُنکا قائم مقام ہوا لیکن نصارٰی مین مشہور یہ ہے کہ متیاس اُنکی جگہ ہوا اور یہی متحقق ہے جیسا کہ اعمال الرسل کے باب اول کی تیسوین آیت سے آخر باب تک ظاہر ہوتا ہے پس مقرر کیا اُنھون نے دو آدمیون کو (یعنے یوسف کو جو کہ اسا بالس کے ساتھ نام زد تھا اور عادل کے ساتھ ملقب تھا اور متیاس کو) پھر اُنھون نے دعا کرنی شروع کی اور کہنے لگے اے پروردگار تو تمام مخلوق کے دلون کے بھید جانتا ہے ہمکو بتلا دے کہ تو نے ان دونون آدمیون سے کسکو منتخب کیا ہے۔ تاکہ وہ اس خدمت اور رسالت کے قرعہ کو پائے جسمین یہوداسنے خطا کی۔ تاکہ اپنے مکان خاص مین جائے پھر اُنھون نے قرعہ ڈالا تو متیاس کے نام کا قرعہ نکلا پس اُسکو گیارہ حوارین کے سلسلہ مین شامل کردیا۔ انتہے ترجمہ مطبوعہ سنہ ۱۸۱۶ع بولس مسیح کے آسمان پر تشریف لیجانے کے قبل اُنپر ایمان نہین لایا تھا بلکہ اُنکے تشریف لیجانے کے بعد سنہ ۳۵ مسیحی مین اُنپر ایمان لایا اور اسکے ایمان کا حال اعمال الرسل کے نوین اور بائیسوین اور چھبیسوین بابون سے ظاہر ہوتا ہے اور اُنکے مورخین کے کلام بھی اُن ابواب کے موافق ہین پس جو شخص کہ مسیح پر اُنکے آسمان پر

تشریف لیجانے کے قبل ایمان نہ لایا ہو بلکہ اُنکے تشریف لیجانے کے تقریباً دو سال کے بعد ایمان لایا ہو
ایسے شخص کے لیے لفظ حواری کا استعمال ہرگز مستحسن نہیں ہی یہ امر پوشیدہ نہین ہی کہ اکثر علماء اسلام
نے اسکے شان مین رد و قدح کی ہی بلکہ اُسکے ایمان مین بھی شک کیا ہی اور یہ خیال کیا ہی کہ بولص
یہودیت مین نہایت مضبوط تھا اور مسیح اور اُنکے حواریون کے ساتھ سخت عداوت رکھتا تھا۔
چنانچہ خود اُسنے اپنے رسالون کے متعدد مقامات پر اسکا اقرار کیا ہی لیکن جبکہ اُسنے یہ دیکھا کہ
دین مسیحی کے پیروی کے ستارہ طلوع ہوے اور اُسکے آیات کے آفتاب چمکنے لگے اور کوئی حیلہ
اُسکی روشنی کے بجھانے کا نہین باقی رہا اور کوئی وسیلہ اُسکے چمک کے چھپانے کا باقی نہین رہا
اُسوقت اُسنے یہ فریب کیا کہ اپنے آپ کو بہ تکلف نصرانی بنا لیا اور یہ مشہور کیا کہ مین نے مسیح کو
دیکھا اور ایسی ویسی باتین کُنسے مین نے یا دکین پس مین اُنپر ایمان لایا جیسا کہ اعمال الرسل اور
بجز اسکے اور دوسرے رسالون مین مفصلاً مرقوم ہین۔ پھر جبکہ عوام کے قلوب اُسکی بات چیت
سنکر اور اُسکے حالات اور افعال دیکھکر پورے مطمئن ہو گئے تب عوام کی آمد و رفت اُسکے ہان
شروع ہو گئی اور دین عیسوی کے مسائل اُس سے سیکھنے لگے ایک دن اُسنے اُن مین سے ایک
سے پوشیدہ طور پر یہ کہا کہ مسیح نے ایسا اور ایسا کیا پس وہ ایسے اور ایسے ہین اُسوقت اُسنے
مسیحیین کے عقائد کی خلل اندازی مین اور اصول دین کے ابطال مین اور ایمان اور یقین کی
بنیاد کے منہدم کرنے مین پوری فتحیابی حاصل کی اور عبادات کو گانا سننے کے ساتھ اور ریاضات
کو نازک اندام عورتون کی ہمنشینی سے بدل دیا حتے کہ یہ نوبت پہونچی کہ امت کے قدم پھسل گئے
اور گمراہ ہو گئے نہ اصل دین ہی باقی رہا نہ کوئی رسم ہی باقی رہی صرف نام ہی نام باقی رہگیا
جیسا کہ ہم اپنی آنکھون سے دیکھ رہے ہین اور کانون سے سُن رہے ہین۔ لیکن مین اس قول پر
بھروسا نہین کرتا اور ہرگز یقین نہین کرتا ہون اور قطعاً اُسکی مقدوحیت پر اعتماد نہین کرتا جس
طرح کہ مین اُسکے علو مرتبت اور حواریین کے ساتھ مساوی منزلت ہونے پر اطمینان نہین کرتا مثل
ابن سابا طے کے جسنے اُسکو حواریین کے زمرہ مین شمار کیا ہی بلکہ اُنکے عمائد مین خیال کیا ہی جہانتک
دلیل رہنمائی کرتی ہی یہی ہی کہ وہ حواریین کے تابعین مین سے ہی میرا کلام جو اُسکی شان مین اسطرح
بے ادبی کیجانب منجر ہوتا ہی جو اُسکے ایمان کے انکار کیجانب مفضی ہی یہ محض الزامی اور صرف

حد بے بنیاد پر مبنی ہی ورنہ میرا اعتقاد اور اعتماد ہرگز اسکے موافق نہین ہی بلکہ [illegible] ہم کو
چاہیے کہ حواریین اور تابعین صالحین بندگان کے ساتھ حسن ظن سے [illegible] خیال
فرمائین اسلیے کہ ہم انکی شان مین الزاماً قدح کرتے ہین بدگمانی نہین کرتے اور جو کچھ ہم
انکے افعال پر اعتراض کرتے ہین الزاماً اور جدلاً اعتراض کرتے ہین — ادعاً اور [illegible] اتنا
نہین کرتے اور میرا غالب خیال یہی ہی کہ اسکا کلام بھی مثل کلام مسیح اور حواریین کے
تحریف کیا گیا ہی یا مترجمین کی جہالت اور قلت تدبیر کی وجہ سے باطل کلام بھی آپس مین
مخلوط ہو گئے ہین ورس بواو مفتوح اور راء ساکن اور سین مہملتین کے معنی آیت کے ہین [illegible]
اور اس ہی جسطرح قرآن مجید کے سورتین آیات پر منقسم ہین اسیطرح عہدین کے ابواب اور ورس
پر منقسم ہین اور لفظ اصحاح اور فصل بھی باب کی جگہہ وضع کیا جاتا ہی اگر شروع مقالہ مین
ان اصطلاحات کے مفہوم ظاہر نہ کر دیے جاتے ہرگز بطن رسالہ اسکا تعقل نہوتا اسوجہ
سے تمہید پر مین نے مبادرت کی۔

پہلا مقالہ

(اس امر کے بیان مین کہ عہد عتیق اور عہد جدید کی کتابین جنکے اسماء کے ساتھ
معنون ہین ان تک انکے اسناد متصل پہونچتے ہین یا نہین۔)

علماء مسیحی کا ادعا یہ ہی کہ عہد عتیق کی کل انتالیس کتابین سفر پیدایش سے کتاب نبوت
ملاخیا تک اور عہد جدید کی ستائیس کتابین انجیل متی سے مکاشفات یوحنا تک جس جس کی
طرف منسوب ہین باسناد صحیح ہین مگر ساتھ ہی اسکے اس امر کو بھی تسلیم کرتے ہین کہ گو تمامہ
وہ منسوب الیہم کی تالیف نہون مگر انکے نسبت کی صحت مین شک نہین ہی جیسے اسفار توریت
جو نہ سب کلام الٰہی ہی نہ کلام رسول حضرت موسی علیہ السلام کا کلام بھی اسمین درج ہی
اور سوا حضرت موسی کے اور لوگون نے بھی بعض بعض جملے اسمین الحاق کیے ہین کوئی گمان
کرتا ہی کہ وہ عزرا نبی نے ملائے ہین کوئی کچھہ اور خیال کرتا ہی اسیطرح کتاب یوشع علیہ السلام
کی نسبت بھی کہا جاتا ہی بعض کتب کے بعض ابواب الحاقی مانتے ہین جیسے بعض ابواب
صموئیل علیہ السلام کی کتاب کے اور بعض زبور کے اور بعض کلام کتاب سلیمان علیہ السلام کے

اور گو کتاب القضاة اور اخبار الایام اور کتاب راعوث کو کسی طرف منسوب نہین کرتے مگر مجموعہ کتب سماوی مین داخل سمجھتے ہین اور جن جن ابواب کو بالیقین الحاقی جانتے ہین انھین بھی کتب مقدسہ سے خارج نہین کرتے ہین اہل اسلام کو صحت اسناد سے انکار نہین وہ سند متصل طلب کرتے ہین مگر باوصف مطالبہ کے علماء مسیحی زبانی تو برابر دعوی کیے جاتے ہین لیکن آج تک انھون نے کوئی ضعیف سند بھی پیش نہین کی بس انکے مجرد ادعا کو اہل اسلام نہین قبول کر سکتے وہ کہتے ہین کہ کتاب پر کسی کا نام لکھنے سے اسکی نسبت کی صحت نہین ہوتی ہی اسلیے کہ اکثر کم علم کتاب تالیف کر کے اعتبار بڑھانے کے لیے کسی جلیل القدر عالم کا نام لکھدیتے ہین کتب احادیث دین اسلام مین ہر ہر حدیث کے مع الفاظ و بلکہ مع اعراب کیسی متصل سندین اہل اسلام کے پاس موجود ہین اگر علماء مسیحی کو ہر ایک آیت کی سند نہین میسر ہی تو تمام کتاب ہی کی سند متصل پیش کرین اور غور فرمائین کہ قرآن شریف کی اسناد بجمیع آیات و الفاظ و حروف و اعراب کسقدر بدرجہ تواتر موجود ہین آج تک لاکھون حافظ قرآن شریف کے موجود ہین جنمین سے ہر ایک کا اپنی اپنی استادون کے توسط سے نبی آخر الزمان صلے اللہ علیہ وسلم تک سلسلہ پہنچتا ہی علماء مسیحی اس سے کمتر ہی سند دکھائین اور اگر علماء مسیحی صرف منسوب الیہم کا نام لکھا ہونے کی وجہ سے اپنی جوش اعتقاد دینی کی بنیاد پر یقین فرماتے ہین کہ یہ کتابین منسوب الیہم کی تالیف ہین تو حواریون کے نام سے جو بہت کتابین مشہور ہین انھین کیون منسوب الیہم کی تالیف نہین سمجھتے شاید کتب عہد عتیق کی تصدیق کا یہ سبب ہو کہ یہود کی دیانت پر انھین جسقدر وثوق اور اعتماد ہی اسیقدر مسیحیون کی دیانت پر اعتبار نہین ہی اسوجہ سے جسکے نام سے جو کتاب یہودیون نے مشہور کر دی اور جسکا نام عنوان کتاب پر لکھدیا وہی واقعی اور لایق یقین ہی اب مین اس امر کی تشخیص کرتا ہون کہ علماے مسیحی صحت اسناد ثابت کر سکتے ہین یا نہین میری راے مین ثابت کرنا ممکن نہین ہی اسلیے کہ علماء مسیحی اس باب مین کمال مضطرب ہین کبھی کہتے ہین کہ کتب عہد عتیق کی اسناد پیش کرنا علماء یہود کے ذمہ ہی ہمکو انکی صحت اور صحت نسبت کی وجہ ثبوت دینی لازم نہین ہی لیکن یہ نہین خیال کرتے کہ اس قول سے بڑی دقت واقع ہوگی اور یہ دریافت کیا جائیگا کہ آپ لوگون کو یقین ہی کہ ان سب کتابون کی نسبت انبیا منسوب الیہم سے صحیح ہی یا

نہین اگر یقین ہی تو سند پیش کیجیے نہین مجموعہ کتب مقدسہ سے خارج کیجیے اور انھین کلام الٰہی
تسلیم کیجیے اور بیبل مین ہرگز داخل نہ رکھیے اگر یہ جواب دیا جائیگا کہ یہ یقین ہمنے اپنی اجتہاد
و استدلال سے حاصل نہین کیا بلکہ یہودیون کی تقلید کی بنیاد پر حاصل ہوا ہی تو اسکے جواب
مین کہا جائیگا کہ آپ لوگون پر لازم ہی کہ یہود کے مزعومات کے بموجب اُنکی موافق بھی تقلید کیجیے جو
اعتقاد کرو اور معاذ اللہ مسیح علیہ السلام کی نبوت کی تکذیب کرو بعض اوقات علماے مسیحی یہ
ارشاد فرماتے ہین کہ مسیح علیہ السلام نے اِن کتب کی تصدیق کی ہی یہی بات صحت اور صحت
نسبت کے لیے کافی ہی جسکے بعد ہمین اسناد متصلہ کی کچھ بھی ضرورت باقی نہین جسکے جواب
مین مین یہ عرض کرتا ہون کہ گویہ ارشاد محض بے اصل ہی جیسا کہ مقالہ آیندہ مین مفصل اسکا
تذکرہ کیا جائیگا لیکن قطع نظر اس سے جبتک علماے مسیحی کتب عہد جدید کی سند متصل پیش کر کے
اُنکی صحت اور صحت اسناد نہ ثابت کرین ایسی بات مباحثہ مین ذکر کرنی نامناسب ہی بعض
اوقات یہ ارشاد ہوتا ہی کہ اڑھائی سو برس ہجرت نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم سے
قبل نسخہ قدکس واٹیکانوس لکھا گیا تھا جو شہر روم واقع ولایت اطالیہ مین موجود ہی اور
دو سو سال پہلے ہجرت سے ایک اور نسخہ لکھا گیا تھا وہ کتب خانہ موسوم بہ اُم برطنہ واقع
شہر لندن مین موجود ہی اُسے قدکس الکسندرینوس کہتے ہین اور ایک نسخہ مرقومہ دو سو سال
قبل از ہجرت کا کتب خانہ شہر پارس مین موجود ہی اُسکا نام قدکس افریمی ہی ایسے پُرانے
نسخون مین جو جو کتاب جس جس کے نام سے لکھی ہوئی ہی اُسی کی یقین کرنی چاہیے جس سے
معلوم ہوتا ہی کہ پُرانے نسخون کے وجود کو یہ حضرات صحت کتب اور صحت نسبت کی دلیل قرار
دیتے ہین جو بوجوہات ذیل ناقابل لحاظ اور بے اصل ہی (۱) یہ کہ تاوقتیکہ ان پرانے نسخون
کی سند نہو کہ انمین جو جو کتاب جس جس نبی کی طرف منسوب ہی اُسکی نسبت صحیح ہی اور روز تحریر
سے تا عہد موسیٰ علیہ السلام سند متصل موجود نہو ان نسخون کی صحت کیونکر تسلیم ہو سکتی ہی صرف بقدر
کہنہ ہونے سے تو علماے مسیحی سند کے مطالبے سے محفوظ نہین رہ سکتے۔ (۲) یہ کہ اگر کتاب کا پُرانا
ہونا ہی صحت اور صحت نسبت کی دلیل ہی تو ہر ایک جعلی کتاب کا نسخہ جب پُرانا ہو جاے صحیح
تصور کیا جائیگا پس اگر انجیل دوم یوحنا اور انجیل دوم مرقس معنون بانجیل مصریان اور انجیل دوم

متی معنون بانجیل طفولیت وغیرہ ہوا اسوقت کی لکھی ہوئی اب کسی کتب خانہ مین موجود ہوں تو کیا
علمائے مسیحی انھین صحیح تسلیم کرلینگے اور اگر کسی نے اُسی زمانہ مین حضرت عیسی علیہ السلام کے نام سے
کوئی کتاب ملحدانہ لکھ رکھی ہو تو وہ بھی اسوقت مسیحی صحیح تسلیم کرینگے اسلیے کہ یہ سب ہجرت سے
پہلے کی لکھی ہونگی لیکن مجھے سخت تعجب ہی کہ علمائے مسیحی کیون ان نسخونکا ذکر کرتے ہین یہ ذکر تو اُنکی
کتب کو بالکل باطل کیے دیتا ہی کیا انھین اسکا علم نہین ہی کہ ان پُرانے نسخون مین منجملہ کتب عہد
عتیق وعہد جدید کے کئی کتابین ہین اور کتنے باب ہین اور کیا کیا اسمین خرابیان واقع ہین جسکے ذکر کا
یہ موقع نہین ہی اسلیے یہان اُسکا بیان نہین کیا جاتا اگر فی الحقیقت بعض علمائے مسیحی اُسسے ناواقف
ہین تو اگر وہ مجھسے خواہش کرینگے تو جواب الجواب مین مین تفصیل تمام اُن امور کو لکھ دونگا۔
(۳) یہ کہ یہ قول ہی دراصل باطل ہی خود علمائے مسیحی ان نسخون کی قدامت نہین تسلیم کرتے
موٹفاکن صاحب ہر ایک نسخہ کی نسبت یہ تحریر فرماتے ہین کہ کوئی نسخہ قبل از صدی ششم
مسیحی تحریر نہین ہوا اور قدکس افریمی کو بشب مارشن صاحب محررہ صدی ہفتم مسیحی قرار دیتے
ہین اور قدکس الکسندرینوس کی اودیسٹل صاحب بہت مذمت کرتے ہین اور میکالس صاحب
فرماتے ہین کہ یہ نسخہ آٹھوین صدی مسیحی سے پہلے کا لکھا ہوا نہین ہی۔ (۴) یہ کہ حسب تصریح بشب
مارشن صاحب وغیرہ علمائے مسیحی اُن تینون نسخون مین ایسا اختلاف ہی کہ کسی جگہ سے کوئی
عبارت باہم متفق نہین ہی اگر قدامت پر صحت منحصر ہی تو عبارات مختلفہ اور معانی متباینہ کو منجانب
مولف اعتقاد کیجیے گا اور نیز اختلال حواس مولف مان لیجیے گا اعاذنا اللہ عنہ۔ (۵) یہ کہ اگر ہم
ان سب امور سے بھی قطع نظر کرین تو بھی صرف زبان سے کہنے سے تو کسی کو اعتبار نہین ہوتا
جو استدلال کرتا ہو وہ علمائے مسیحی نسخ مروجہ حال مین جو جو کتابین جس جس کی طرف منسوب ہین
اگر اُنکی نسبت اُن نسخون ہی مین دکھاوین اور آیات کی صحت کراوین یا اپنے علمائے معتمدین کے
اقوال سے سمجھاوین تو بھی اسقدر بدنما نہو علمائے مسیحی کی کتب عہد عتیق کو کتب مستعملہ یہود سے
ذرا مقابلہ تو کیا جاے کہ باہم کسقدر فرق ہی پس ہم کسطرح کہہ سکتے ہین کہ علمائے مسیحی کے کتب
عہد عتیق بآیاتہ صحیح ہین اور یہود کے غلط ہین بلکہ معاملہ بالعکس معلوم ہوتا ہی پس صحت نسبت اور
صحت آیات ثابت نہین ہوتے لہذا میری راے مین کوئی وجہ علمائے اسلام کے قول مین

لغزش کی نہین ہی اور علماے مسیحی کے اقوال اس باب مین از سرتا پاے اصل ہین تاریخ ٹیلر صاحب کے پینتالیسوین باب کی تیسری اور چوتھی فصل اور تاریخ ولیم میور صاحب کی تیسوین دفعہ سے صاف واضح ہی کہ اسلاف مسیحی دین عیسوی کی ترقی کے لیے بہت جعلسازی کرتے تھے اور جھوٹی کتابین بنا لیتے تھے اور نبی اور حواری کیطرف منسوب کر دیتے تھے اور مسیحی مختار تھے کہ اپنے اپنے ملک کی رسمون کے موافق اپنے لیے عبادت کے قواعد مقرر کرین اور دوسرے قرن مین عہد جدید کی کتابین کلیسا کی آبائی ایک جلد مین مدون کین اور اُنھین اصول دین مانا پس با وجود مسیحیون کی اس جعلسازی کے کتب عہد جدید کی صحت اسناد اور صحت فی نفسہ کب ممکن ہی اور کتب عہد عتیق دو سو چوراسی برس قبل مسیح علیہ السلام کی عبرانی زبان سے یونانی مین ترجمہ ہوئین پس ان حالات مین مسیحی غور فرمائین کہ یہود کی بد دیانتی جو کچھ ہی وہ ظاہر ہی اور مسیحیون کی جعلسازی کی یہ حالت تھی اور اُنھین وہ اختیار تھا جو مذکور ہوا تو ظاہر ہی ان دونون قرنون مین مسیحیون نے کیا کچھ نہ کیا ہوگا علی ہذا یہود کے لیے ایسی حرکات مین کیا امر مانع تھا پس جس زمانہ تک کہ قدکس واطیکانوس لکھا گیا اُسوقت تک بہت سی کتابین وہ آپ بنا کر کیا نہین لا سکتے تھے اور اُنھون نے کیا ایسا نہ کیا ہوگا۔

دوسرا مقالہ

(اس امر کے بیان مین کہ کتب عہد عتیق اور عہد جدید الہامی اور غیر محرف ہین یا نہین اس مقالہ مین ایک مقدمہ اور دو مبحث اور ایک خاتمہ ہی

مقدمہ

(کتب عہد عتیق و عہد جدید کے الہامی ہونے کے بیان مین)

علماے مسیحی ادعا کرتے ہین کہ تمام کتابین عہد عتیق و عہد جدید مروجہ حال الہامی ہین اور کلام الٰہی ہین اور کلام آلہی سے اُنکی مراد یہ ہی کہ بذریعۂ وحی یعنے الہام جس کلام کا باستعانت روح القدس ظہور ہوا ہو جس سے مطلوب یہ ہی کہ روح القدس کے لینے کے بعد متکلم نے وہ کلام فرمایا ہو اور ضرور ہی کہ کتاب الہامی شریعت اور واقعی انصاف کے بموجب ہو جسے اللہ نے آدمی کے دل مین منقش کیا ہی اور بعض (جیسے پادری فنڈر) یہ دعوی کرتے ہین

کہ جمیع امور خواہ مشاہدات اور مبصرات ہون خواہ اولیات ہون سب الہام سے لکھے جاوین
اور بعض جیسے پادری فریخ یہ کہتے ہین کہ الہامی کتاب ہین یہ ضرور نہین ہی کہ تمامہ بالہام
لکھی گئی ہو بلکہ جو باتین متعلق بحواس ہین اُن مین الہام کی ضرورت نہین ہی مثلاً جو امر کہ سماعت
یا بصارت سے حاصل ہو سکتا ہی اُسمین الہام کی حاجت نہین ہی اور اسی سبب سے اُنہین خطا کا
احتمال ہی جیسا کہ بعض مفسرین انجیل نسب نامہ مندرجہ انجیل متی کی نسبت خیال فرماتے ہین
اہل اسلام کا یہ دعویٰ ہی کہ اسقدر بلاشک ہمارا ایمان ہی کہ اللہ تعالے نے حضرت موسی علیہ السلام
کو توریت عطا فرمائی اور حضرت داؤد علیہ السلام کو زبور دی اور بعض اور انبیا کو بھی کچھ صحیفہ عطا
فرمائے اور حضرت عیسی علیہ السلام کو انجیل مرحمت فرمائی لیکن وہ کتب اور صحف سمادی حضرت حق سبحانہ
سے انبیا علیہم السلام کو خواہ بذریعہ وحی یا مکتوبہ مرحمت ہوے تھے انقلاب ملوک اور ظالم
بادشاہون کے تغلب کی وجہ سے تلف ہو گئے اور بجنسہ اب مفقود ہین بعضے زمانون مین سُنی
سنائی کچھ باتین انبیا کی جمع ہوئین جسمین کوئی جملہ اللہ کے کلام کا اور کوئی مضمون نبی کی حدیث کا
اور کوئی قول اصحابی کا اور کوئی الحاق کاتب تھا پھر وہ بھی بجنسہ باقی نہین رہا مترجمون نے
مختلف زبانون مین جو اُنکا ترجمہ کیا تو اپنی ناواقفیت سے کسی نے کچھ مطلب سمجھکر کچھ لکھ دیا
کسی نے اُسکے برخلاف سمجھکر کچھ اور ہی تحریر فرمایا کسی نے کم توجہی سے خلاف مضمون کتاب
جو کچھ قلم سے نکلا نکلنے دیا جسکی وجہ سے ایک زبان کا ترجمہ دوسری زبان کے ترجمہ سے
موافق نہین ہی اسکے بعد اُن ترجمون مین تغیرات اور اصلاحین ہوئین جسکی وجہ سے وہ کتاب
اب کچھ اور ہی چیز ہو گئی پس مجموعہ بیبل جو اب مسیحیون مین رائج ہی اُسکا یہ حال ہی لیکن اہل اسلام
یہ دعویٰ نہین کرتے کہ اِس بیبل مروجہ حال مین کوئی بات کلام الٰہی نہین ہی بلکہ بعض بعض مضامین
اگر کلام الٰہی کا ترجمہ ہون یا موافق کلام الٰہی کہے جائین تو یہ عقل جائز رکھتی ہی لیکن تعیین نہین
کہہ سکتے کہ کسقدر اور کیا کیا کلام الٰہی ہی پس مسیحیون کی علما کے ذمہ امور مفصلہ ذیل کا بار ثبوت
ہی۔ ایک یہ کہ کتب عہد عتیق و عہد جدید مروجہ حال بالہام لکھے گئے ہین اور مولف صاحب
الہام تھے اور اُنھون نے روح القدس لیکر یہ کلام فرمایا اور لکھا۔ دوسرے یہ کہ روح القدس
لیتے ہوے اُنھین کسنے دیکھا تھا اور اس باب مین علماے مسیحی جسقدر شقوق اور احتمال قرآن شریف

اور نبی آخر الزمان صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت پیدا کرتے ہین وہ سب ان کتب اور مولفین کتب کی نسبت قرار دیکر ہر ایک کا جواب دین اور وجہ ثبوت پیش کرین اور جس احتمال کا جواب شافی اور وجہ ثبوت کامل وکافی نہ دے سکین یا جس احتمال کو یہان نہ نافذ کرین اسکا تذکرہ کبھی اہل اسلام کے سامنے نہ کرین۔ تیسرے یہ کہ کتب مروجہ حال اُس کلام الہامی کے مطابق ہین اور اسکے ترجمہ درست ہین پس اب مجھے ضرور ہی کہ علماء مسیحی کے اقوال کی تشخیص کرون کہ یہ اقوال فی نفسہ صحیح متصور ہوسکتے ہین یا نہین میری تشخیص مین کوئی بات اقوال مذکورہ مین سے درست نہین ہی اسلیے کہ علماے مسیحی کلام آلہی کو کلام الہامی مین حصر کرتے ہین بلکہ کلام الہامی و کلام آلہی کو متحد مانتے ہین اس واسطے کہ تمام بئبل کو کلام ربانی کہتے ہین اور الہامی جانتے ہین اور الہام کی تعمیم کرتے ہین کہ نبی کا الہام ہو یا حواری یا تابعی کا یا ان تینون قسمون کے سوا کسی کا جو شخص کہ پہلے نبی کا منکر ہو اور نبی کے جان کا معاند ہو اور ایسے نبی کے انتقال کے بعد یہ دعوی کرے کہ مجھے الہام ہوتا ہی اور مین اُسی نبی کی تصدیق کرتا ہون اگرچہ علماے مسیحی ایسے شخص کو بھی بزمرۂ حواری داخل کرتے ہین لیکن یہ امر درست نہین ہی ورنہ لوقا اور مرقس نے کیا گناہ کیا ہی جو وہ حواری نہین سمجھے جاتے جبکہ وہ پہلے سے مومن بہ مسیح علیہ السلام اور صاحب الہام تھے اور ہر عاقل سمجھدار سمجھ سکتا ہی کہ کوئی ذی عقل ایسے الہام کو کلام آلہی نہین کہسکتا اسلیے کہ ہر شخص اسیطرح الہام کا دعوی کرسکتا ہی اور ہر یہودی مسیحیون کے نزدیک اس حیلہ سے صاحب الہام قرار پاسکتا ہی فی الحقیقت کلام آلہی وہ ہی جسکی نسبت نبی نے فرمایا ہو کہ یہ اللہ نے فرمایا اور تعیین بتایا ہو کہ یہ کلام آلہی ہی اور خاص نبی کا وہ ارشاد اور نبی کی وحی جسے علماے مسیحی اپنی اصطلاح مین کبھی بالہام تعبیر کرتے ہین دراصل وہی حجت ہی اور غیر نبی کا الہام کوئی حجت نہین ہی بلکہ اسکا معارضہ بالہام ہوسکتا ہی اور الہام ایسا امر نہین ہی کہ اُسکی ثبوت کے لیے کوئی دلیل خارجی قائم ہوسکتی ہو اسلیے کہ الہام ایک وجدانی امر ہی اور باطنی امور پہ دلیل کا قائم ہونا دشوار ہی اور سوا نبی کے کسی کا قول واجب التسلیم نہین ہی بلکہ ایسی صورت مین علماے مسیحی کو یہ ایک اور بڑی دقت پڑتی ہی کہ وہ انبیا علیہم السلام کی نسبت دروغگوئی جائز رکھتے ہین اور انبیا علیہم السلام کی عصمت سے منکر ہین جیسا کہ کتب عہد عتیق جابجا اس امر پہ مشعر ہین کہ نبی اور کاہن سب جھوٹے ہوے

پس باوجود جھوٹ کے تیقن کے خود انبیا کا قول الہام کے باب مین لایق تصدیق نہین ہی تو غیر نبی کا کلام الہام کے باب مین کسطرح قابل تصدیق ہو سکتا ہی اہل اسلام ہزار ہا اولیا کو صاحب الہام مانتے ہین اور انھین سچا جانتے ہین مگر اُنکے الہام کو کوئی حجت نہین خیال کرتے نہ وحی کے مانند سمجھتے ہین اور یہ امر کہ کلام الٰہی وہ ہی جو باستعانت روح القدس لکھا جاوے ہرگز صحیح نہین اسلیے کہ کتب مسیحین سے بجز طرح طرح کی بولیان بولنے کے اور کوئی علامت استعانت یعنی روح القدس لینے کی نہین اسصورت مین کہ ایک جہان دیدہ سیاح جو مختلف زبانین جانتا ہو اگر الہام کا دعوی کرے اور کوئی کتاب تالیف کرے تو مسیحیونکو لازم ہوگا کہ اسکے الہامی ہونے سے انکار نکرین سوا اسکے روح القدس کی جو صورت مرئیہ مسیحیون نے اپنی متخیلہ مین قرار دی ہی اُسے کوئی ذی عقل نہین تسلیم کر سکتا یعنے کبوتر کی صورت اگر یہ توجیہ کیجاے کہ جب روح القدس اب و ابن دونون سے متول ہوا تو ابن سے بوجہ احتیاج ایک نوع کی کمی رہی پس جس شکل مین ابن مجسم اور مرئی ہوا اُس کم مین روح القدس مجسم و متشکل ہوا جو لوگ کہ ابن اللہ کا تجسم و تشکل بشکل انسانی تسلیم کرینگے وہی لوگ روح القدس کا بشکل کبوتر تجسم و تشکل تسلیم کرینگے اور یہ امر جو کہا جاتا ہی کہ کتاب الہامی شریعت اور انصاف دلی کے موافق ہو یہ بھی بلاشبہہ غلط ہی اسلیے کہ باختلاف رسوم و عادات اور قوت اور ضعف قلب کے انصاف اور شریعت دلی ہر قوم اور ملت مین بلکہ ہر متنفس مین باہم مختلف ہی پس شریعت دلی کے ساتھ تو کتاب کی موافقت محال ثابت ہوتی ہی اسلیے کہ مشرکین مین سے ہنود کا انصاف و شریعت دلی تو اسکی مقتضی ہے کہ گاے کا گوشت نہ کھائین اور کسی جاندار کو نہ مارین اور مسیحیون کا انصاف اور شریعت دلی اسکی مقتضی ہی کہ بھیڑ بکری سور گیدڑ وغیرہ سب جانور نوش جان فرمائین گو بعض جانور بمقتضاے حکمت نہ کھائین ورنہ سب جانور انکی شریعت مین ہری ترکاریون کے مانند متصور ہوتے ہین اور بعض علماے مسیحی کا جو یہ ارشاد ہی کہ صاحب الہام مشاہدات و محسوسات اور اولیات کو بھی بالہام لکھے یہ بھی غلط ہی اسلیے کہ الہام نہ ٹھہرا اُسکی جان کو آفت ٹھہری اسلیے کہ عقل و ہوش و حواس ہی کھو بیٹھے جو دیکھنے اور سننے سے گئے اور اور وجدانی باتون مین بھی الہام کے محتاج ہوے اور علماے مسیحی کا یہ ارشاد کہ کتاب الہامی تمامہ بالہام لکھی جانی ضرور نہین خود اُنکے لیے بہت مضر ہی اسلیے کہ اس قول کی بنیاد پر اُنکے کتب مقدسہ نامعتبر قرار پاتے ہین اسلیے کہ بعض اجزا اسکے

الہامی ہونے سے ساری کتاب الہامی نہین ہوسکتی ورنہ یہ لازم ہوگا کہ جو کوئی دس بیس فقرہ الہامی کتاب کے اپنی خرافات مین لکھدے وہ سب خرافات الہامی قرار پائے اگر یہ کہا جاوے کہ جسمین اکثر فقرہ الہامی ہون وہ کتاب الہامی کہلائیگی یعنے اکثر کا اعتبار ہوگا تو بھی احتمال مذکورہ بالا باقی رہیگا یعنے اگر کوئی شخص اکثر باتین کتب الہامی سے لکھکر بعضی خرافات طبعزاد اسمین ملادے تب بھی وہ کل کتاب الہامی قرار پائیگی علماے مسیحی ذرا اسپر بھی غور فرمائین کہ کتب عہد عتیق اور چارون انجیلون وغیرہ کتب عہد جدید مین کسقدر ایسے امور ہین جو سننے اور دیکھنے سے نہین حاصل ہوسکتے اور جن امور کو کہ علماے مسیحی امور قلبی متعلق بالہام قرار دینگے اگرچہ وہ بہت کم ہین لیکن وہ کیا بواسطہ سمع کے حاصل نہین ہوسکتے ہین اور ظاہر ہے کہ نبی سے سنکر ہر شخص لکھ سکتا تھا پس غیر نبی کو الہام کی ضرورت ہی کیا باقی ہے اگر علماے مسیحی یہ فرمائین کہ جو کچھ صاحب الہام کہے یعنی جسکو کبھی الہام کا مرتبہ حاصل ہوا ہو وہ جو کچھ فرماوے وہ الہامی ہے تو نسب نامہ مندرجہ انجیل متی کو بعض علماے مسیحی ناحق غیر الہامی اور غلط کیون قرار دیتے ہین اور جو انجیل کے مفسرین اس نسب نامہ مین تاویل نہین کرتے اور غیر الہامی اور غلط بتاتے ہین وہ سخت بے ادبی کرتے ہین اس صورت مین تخصیص کی کیا ضرورت ہے ان صاحبون کی رائے مین سمعی اور حسی جو کچھ صاحب الہام نے فرمایا وہ سب الہامی ہے مگر کتاب کو الہامی کہنا اور اسمین خطا کا احتمال جائز رکھنا کتاب الہامی سے امان کی ارتفاع کا مستلزم ہے اسلیے کہ ہر مضمون اور مطلب مین غلطی اور خطا کا احتمال ہوسکتا ہے اور یہ اس امر کا مستلزم ہوگا کہ کتاب واجب العمل نہین رہی اگر علماے مسیحی ذرا غور فرمائین تو اپنے ان جمیع اقوال سے دست بردار ہوکر اہل اسلام کے مفہوم کو پسند فرمائینگے۔

مبحث اول

(کتب عہد عتیق کی تحریف کے بیان مین)

علماے مسیح توریت اُس کلام کو کہتے ہین جو خدا تعالے سے یہود کو ملا اور بیان کرتے ہین کہ یہ لفظ عبرانی ہے جس سے مراد تعلیم ہے اور اسکے تین حصہ ہین ایک حصہ مین صرف پانچ کتابین موسیٰ علیہ السلام کی ہین اسے توریت کہتے ہین۔ دوسرے حصہ مین اور پیغمبرون کی کتابین ہین تیسرے حصہ مین زبور ہے اور مجموعہ کو عہد عتیق کہتے ہین اور کبھی مجموعہ کو بطور کسی شی کے بنام جز تسمیہ کے توریت بھی کہتے ہین اہل اسلام اسمین تحریف ثابت کرتے ہین اور علماے مسیحی اُسکے مصئون اور

محفوظ رہنے کا دعوی کرتے ہین اور تحریف سے انکار کر کے یہ ادعا کرتے ہین کہ اسمین وقوع تحریف محال ہے اہل اسلام کی تحریف سے مراد تغییر ہی خواہ ازدیاد کے ساتھ ہو یا کمی کے ساتھ خواہ بعض الفاظ کی بعض الفاظ کے ساتھ تبدیل ہو خواہ بر اہ نفسانیت یا منفعت دنیوی ہو یا بتوہمات اور وساوس شیطانی یا براہ غلط فہمی دنادانی وقوع پذیر ہو یا بطور اصلاح کے عمل مین آئی ہو پس تشخیص طلب امر یہی کہ کیا کتب عہد عتیق مین تحریف اسطور پر واقع ہی یا نہین جسکی نسبت فریقین کی بحثون پر غور کرنے کے بعد اسمین ذرا شک نہین رہتا کہ درحقیقت کتب عہد عتیق مین نہایت درجہ کی تحریف ہوئی اہل اسلام اسکو ہزارہا قطعی دلائل سے ثابت کرتے ہین جنکی تفصیل قدماء اہل اسلام کی کتب مین موجود ہین اور علماء حال مین سے صاحب کتاب استفسار نے بتفصیل تمام دلائل تحریف لکھے ہین جنکا بخوف تطویل یہان ذکر کرنا مناسب نہین سمجھا گیا ہو چاہے اس بحث کو اس کتاب مین دیکھے خصوصاً پانچوین استفسار سے گیارھوین استفسار تک علماء مسیحی اہل اسلام کی کسی دلیل تحریف کو نہین دفع کر سکتے ان دلائل کو تسلیم کر کے اور انھین کافی سمجھکر بالآخر یہ عذر پیش کرتے ہین کہ مسیح علیہ السلام نے کتب عہد عتیق کی تصدیق کی تھی پس اہل اسلام کے دلائل سے مسیح علیہ السلام کا کلام زیادہ تر معتبر ہی اس سے قطع نظر کر کے اہل اسلام کے دلائل کے بموجب ہم عمل نہین کر سکتے اور یہ بھی کہتے ہین کہ مسیح علیہ السلام نے یہود کے جمیع افعال قبیحہ پر ملامت کی ہی اور تحریف بڑا فعل قبیح ہی اگر یہ بھی وقوع پذیر ہوتا تو اسپر بھی ملامت کرتے مگر چونکہ اسکی نسبت اُنھون نے ملامت نہین کی تو تحریف بھی نہین ہوئی اور یہ بھی کہتے ہین کہ اگر یہود تحریف کرتے تو ضرور تھا کہ مسیح علیہ السلام کے متعلق اشارون کے مقامات نکال ڈالتے اور بشارات کو خارج کر دیتے حالانکہ جو آیات کہ صاف اور صریح اس امر کی شہادت ہین کہ مسیح موعود عیسی علیہ السلام ہین وہ کتب عہد عتیق مین موجود ہین باوصف اس عناد کے انکا نہ نکالنا عدم وقوع تحریف کی دلیل ہی دیکھو کتاب اشعیا کی ساتوین فصل کی چودھوین آیت اور اُسی کتاب کی فصل پنجاہ وسوم اور کتاب دانیال کی نوین فصل کی چودھوین آیت سے ستائیسوین آیت تک اور کتاب میخا کی پانچوین فصل کی اول و دوم آیت اور کتاب زکریا کی بارھوین و دسوین آیت اور بائیسوین زبور داود سے سترھوین و اٹھارھوین آیت سوا اِسکے اور مقامات کتب مقدسہ کے عیسی علیہ السلام سے متعلق صاف بشارات ہین میرے نزدیک

یہ عذر بدتر از گناہ ہی میری راے مین یہ امر نہایت سہل تھا کہ علماے مسیحی تحریف قبول کر لیتے اور اہل
اسلام کے الزامات کو قبول کرتے دیکھو حضرت لوط علیہ السلام کا شراب پینا اور اپنی دونون بیٹیون
سے زنا کرنا اور اُنکو حاملہ کر دینا جیسا کہ کتاب پیدائش کے نوین باب مین اکتیسوین آیت سے
چھتیسوین آیت تک مذکور ہی جب اسے تسلیم کیا جاتا ہی تب اگر علماے مسیحی فعل شنیعہ کو شراب کی وجہ
سے پیغمبر کی نسبت جائز رکھتے ہین تو غیر نبی جو اشخاص ہمیشہ شراب پیا کرتے ہین اُنکی نسبت اسوجہ سے
علماے مسیحی اس سے بھی کچھ بڑھ کر جائز رکھین مین اس باب مین زیادہ تصریح مناسب نہین سمجھتا وہ
خود ہی کچھ تشریح کرین تاکہ لوگونکا اطمینان ہو اور اگر یہ خوش اعتقادی انبیا ہی سے مخصوص ہی
تو خیر ہم صبر کرینگے علیٰ ہذا حضرت ہارون پیغمبر علیہ السلام کا گوسالہ بنانا اور اُسکی پرستش کرنا
جسکی نبوت کتاب شمار کے بارھوین باب سے و نیز دیگر ابواب سے ثابت ہی اور کتاب خروج کے
بتیسوین باب سے اُنکی گوسالہ پرستی اور گوسالہ سازی متحقق ہی اور علیٰ ہذا سلیمان علیہ السلام پیغمبر
کی بت پرستی اور دیگر معائب جنکی نبوت پر کتاب اول سلاطین کا تیسرا اور چھٹا باب اور کتاب
دوم اخبار الایام کا اول اور ساتوان باب گواہ ہی اور کتاب اول سلاطین کا گیارھوان باب
اُنکی بت پرستی و دیگر معائب پر شاہد ہی اسیطرح داؤد علیہ السلام کا اوریا کی جورو سے زنا کرنا اور
دیگر شنائع جیسا کہ کتاب دوم صموئیل کے گیارھوین باب مین مندرج ہی اور یہودا کا ثامار اپنی بہو سے
زنا کرنا جیسا کہ کتاب پیدائش کے اڑتیسوین باب سے واضح ہی اور حسب تصریح نسب نامہ مندرجہ
باب اول انجیل متی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نسب بتوسط حضرت سلیمان علیہ السلام حضرت
داؤد تک اور بتوسط فارص بن ثامار یہودا تک منتہی ہوتا ہی پس علماے مسیحی خود ہی غور فرمائین
کہ اس صورت مین حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا علوی نسب زانیون اور عیب دارون کی طرف
منتہی ہوگا یا نہین کیا ایسے نسب کا شخص پیغمبر ہونا چاہیئے اور بزعم اہل کتاب کتب عہد عتیق
مین ایسے ہی نسب کا شخص مبشر بالنبوۃ ہی یا نبی کو ایسی چیزون سے پاک ہونا ضرور ہی مین ایسے
امور مین زیادہ تفصیل مناسب نہین سمجھتا براہ مہربانی علماے مسیحی خود ہی ارشاد فرمائین علیٰ ہذا
دروغ کا انبیا کی نسبت منسوب کرنا جیسا کہ کتاب ارمیا کے پانچوین اور چھٹے اور تیئیسوین باب سے
ظاہر ہی پس کیا یہ سب تشنیع تسلیم کرنی بہتر ہی یا تحریف تسلیم کرنی مناسب ہی کتب عہد عتیق نے

انبیا کے لیے تو کوئی عیب باقی ہی نہین رکھا لیکن خود انبیا سے منسوب ہو کر بے عیب ہین شاید
کتب مقدسہ انھین اسی سبب سے کہتے ہین کہ انسے انبیا کی تقدیس خوب ظاہر ہوتی ہی - انبیا پر یہہ
گناہ کبیرہ اور وہ کثیر شنایع جنکا اوپر ذکر ہوا ہی جائز رکھنے اور اُنکے معبوث ہونے اور تبلیغ کا فائدہ
بالکل نیست و نابود کرنا اور نیز ہزارہا قبائح مصرحہ الزامات اہل اسلام کو تسلیم کرنا اور یہود کے جمیع
اتہام کو یہود کی دینداری کے وثوق اور اعتماد پر صحیح ماننا اور تحریف کا قائل ہونا تو علماے مسیحی ہی کا
کا کام ہی پس کیا یہ شنائع نہین ہین کیا یہ شرائط الہام ہین علماے مسیحی کا یہ قول کہ مسیح علیہ السلام نے کتب
عہد عتیق کو تصدیق کیا مسیح علیہ السلام پر ایک بہتان ہی مسیح علیہ السلام نے انبیا پر یہہ شنائع کبھی جائز نہین رکھے تھے -
مسیح علیہ السلام کی تصدیق غیر مسلمہ ہی اسلیے کہ کلام مسیح علیہ السلام مندرجہ کتب مروجہ میں کہیں تصدیق نہین
پائی جاتی ہی صرف یہ ثابت ہوتا ہی کہ موسی علیہ السلام اور غیرہ انبیا علیہم السلام صاحب کتاب ہین کلام مسیح علیہ السلام
سے یہ نہین دریافت ہوتا کہ جو کتب عہد عتیق اُس وقت رائج تھین یا بالفعل رائج ہین اور یہود کی کتب
متداولہ سے مختلف ہین یا مسیحیون کے ایک فرقہ کی مستعملہ کتب جو دوسرے فرقہ کی متداولہ کتابون سے
مختلف ہین وہ صحیح اور غیر محرف ہین - یا جو کتابین مسیح علیہ السلام کے وقت مین موجود تھین
بجمیع آیات و الفاظ بتمامہ اُنکی صحت مان کے اُنکو صحیح اور غیر ممکن التحریف بیان کیا ہو چنانچہ پیلی صاحب
مقتداے علماے مسیحی کی بھی یہی راے ہی کہ مسیح علیہ السلام کے کلام سے صرف وجود کتب ثابت
ہوتا ہی نہ صحت اور عدم تحریف جسکا بالتفصیل آگے بیان ہوگا در اصل وجود کتاب کی تصدیق اور
چیز ہی اور صحت اور مصئون ہونے کی تصدیق دوسری چیز ہی کیا علماے مسیحی بتا سکتے ہین کہ مسیح
علیہ السلام نے کس نسخہ کی تصدیق کی تھی اور اُسمین کے کتابین تھین اور کسوقت اور کس جگہہ اور کس کس
کی اُنھون نے تصدیق فرمائی اور جناب ممدوح نے کل کتابین پڑھکر تصدیق فرمائی تھی یا سُنکر
یا بعض کتابین پڑھکر اور بعض کتابین سُنکر اور کس زبان کے ترجمہ کی تصدیق کی تھی علماے
مسیحی کا یہ ارشاد کہ اگر یہود تحریف کرتے تو مسیح علیہ السلام اُنھین اس فعل پر ملامت کرتے بہت
عجیب اور بے اصل ہی عدم علم سے عدم شئے پر استدلال کسی عقلمند کا کام نہین ہی عدم شئے اور
چیز ہی اور عدم علم اور چیز ممکن ہی کہ مسیح علیہ السلام نے یہود کو ملامت کی ہو مگر علماے مسیحی کو معلوم نہو
اور یہ امر غور طلب ہی کہ کتب عہد عتیق مین کسقدر افعال قبیحہ بنی اسرائیل کے بیان کیے گئے ہین اور

کسقدر اُنکے قبائح عادی اور شنائع جبلی مذکور ہین لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اُنکے شنیعہ فعلون پہ
ملامت کی ہی نہ جمیع قبائح پہ علےٰ ہذا تحریف کو بھی تصور کرنا چاہیے ممکن ہی کہ یہود کے اکثر افعال
بد پر ملامت ہوئی ہو مگر مسیحیون تک نہ پہونچی ہو اور نیز تحریف پر بھی ملامت ہوئی ہو مگر مسیحیون
تک نہ پہونچی ہو لیکن قوی احتمال یہ ہی کہ مسیح علیہ السلام نے ملامت کی لیکن مسیحیون نے اُسے
سُنا نہ سنا کر دیا اپنی کتابون مین اُسے درج نہین کیا یا بوجہ یہود کی قوت اور اپنے ضعف کے بخوف
جان بطور تقیہ اپنی کتابون مین سے اُسے نکال ڈالا قطع نظر اسکے یہ احتمال تو کسی طرح رفع نہین ہو سکتا
کہ بعد عروج مسیح علیہ السلام یہود نے واقعی اچھی طرح تحریف کی ہو اور علماے مسیحی کا یہ خیال کہ اگر
تحریف کرتے تو بشارات اور اشارات مسیح علیہ السلام کو نکال ڈالتے بوجوہات ذیل بہت ہی بے بنیاد
ہی (۱) یہ کہ یہود اُن اشارات کو اپنے مسیح موہوم سے متعلق قرار دیتے ہین پھر اُنھین نکالنے کی
کیا ضرورت تھی البتہ مدت وتعیین زمان بعث ودیگر علامات کے تغییر مین اُنھون نے کوئی
فروگذاشت نہین کی۔ (۲) یہ کہ یہود اُن اشارات اور بشارات کو بحق عیسی مسیح علیہ السلام
تسلیم کرتے یا نہین تسلیم کرتے اگر تسلیم کرتے تو حضرت عیسی علیہ السلام پہ ایمان لاتے نہ یہ کہ
معائب اور مطاعن سے اُنھین یاد کرتے اور بصورت ثانی اخراج کی کوئی ضرورت نہین تھی
اسلیے کہ جب اُنھین بحق عیسے علیہ السلام تسلیم ہی نہین کرتے تو اخراج سے کیا فائدہ تھا
باایں ہمہ اہل یہود کہتے ہین کہ بعض اشارات مین مسیحیون نے تصرف کیا ہی جسطرح یہود کو عیسی علیہ
السلام کے مبعوث ہونے سے انکار تھا اسی طرح علماے مسیحی کو نبی آخر الزمان صلے اللہ علیہ وسلم
کی نبوت سے انکار ہی مگر باوجود اسکے علماے اہل اسلام کتب عہد جدید سے بہت صاف اور
صریح طور پر اشارات اور بشارات کو تسلیم کرتے ہین اور یہ امر بالتحقیق ثابت ہی کہ علماے مسیحی جمیع
خصائل اور شمائل اور آثار وعلامات اور احکام وطریقت نبی آخر الزمان صلے اللہ علیہ وسلم سے
بخوبی واقف نہ تھے جن امور سے وہ لاعلم تھے اُنھین کتابون مین نہ متغیر نہین کر سکے مگر بعد واقفیت
اُنھون نے خلاف مطلب تفاسیر مرتب کین پس کیون یہی وجہ عدم اخراج یہود کی نہین تسلیم کیجاے
علماے مسیحی کی تحریف سے متعلق اقوال ملاحظہ طلب ہین۔ گو بطور تقیہ جو جناب پولوس مقدس سے
مشروع ہوا ہی یہود کے ڈر سے یہ تو ابھی تک فرماے جاتے ہین کہ یہود نے تحریف نہین کی لیکن

کسقدر قوی دلائل سے یہود کی تحریف ثابت کرتے ہین اور قبل از تشریف آوری مسیح علیہ السلام اور اُسکے بعد کی تحریف یہود کے قائل ہین مسیحی مورخ اس بات کے قائل ہین کہ دو سو چوراسی برس قبل از تشریف آوری مسیح علیہ السلام کتب عہد عتیق زبان عبرانی سے یونانی مین ترجمہ ہوئین اور طولماؤس بادشاہ مصر نے ستر (۷۰) عالم یہودی اور بعض کی راے مین بہتر (۷۲) احبار مصر مین جمع کئے اُنھون نے کتب عہد عتیق مین کامل طور پر تحریف کی اور عبریون کے حسد سے حق کو باطل کیا اور اس کام مین وہ سب متفق الراے تھے اور مسیحی اکثر مواضعات تحریف سے مطلع ہین چنانچہ پانچوین فصل سفر پیدایش مین عدد سنین مین تحریف ہوئی ہے اور اسی طرح کتاب دانیال کی نوین فصل مین جو اعداد ہین تحریف ہوئی ہے۔ آگاوسطین یعنے آگسٹاین نے اپنی کتاب کے پندرھوین مقالہ مین اسکی تصریح کی ہے اور قدما علماے مسیحی اُسکے بھی قائل ہین کہ نسخہ قصاعیہ مین بہت جھوٹا طوفان دیا ہے خصوصًا اسفار سلیمان مین جسکا سبب یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ رب اقیلا یہودی نے جو مشہور بانکلس تھا مسیح علیہ السلام کی تشریف آوری کے بعد تمام توریت موسی علیہ السلام کی نقل کی اور رب یوشابن عزیال نے اسفار یشوع بن نون اور سفر القضاۃ اور اسفار الملوک اور کتاب نبوۃ اشعیا اور باقی انبیاء کی کتب نقل کی ہین اور رب یوسف اعمی نے مزامیر اور سفر ایوب اور راعوث واستیر و اسفار سلیمان علیہ السلام نقل کین اور اسمین بہت سے جھوٹے امور مخلوط کیے اور الفاظ بدلے اور بڑھائے اور تاویلات کین چنانچہ اس امر سے بعض مفسرین بیبل بھی متفق ہین اور کتاب تفسیر فلیبس مین بھی اس قول کی تصدیق موجود ہے قطع نظر اس تغیر و تبدل کے یہود نے تو بعض کتابین ہی مفقود کر دین چنانچہ علماے مسیحی مین سے خود مفسرین بیبل اس امر کے قائل ہین کہ یہود نے اُنیس الہامی کتابین صحیح مجموعہ عہد عتیق مین سے خارج کر دین (۱) جنگنامہ محولہ درس چہار دہم باب بست ویکم کتاب شمار (۲) کتاب الیسیر محولہ درس سیز دہم باب دہم کتاب یوشع اور درس بست وہشتم باب اول کتاب دوم صمویل - (۳) کتاب یاہو پیغمبر بن حنانی محولہ درس سی وچہارم باب بستم اخبار الایام (۴) کتاب سمعیا نبی محولہ درس پانزدہم باب دوازدہم کتاب دوم اخبار الایام (۵) کتاب عیدو غیب محولہ درس پانزدہم باب دوازدہم کتاب دوم اخبار الایام (۶) کتاب ناتقین نبی (۷) کتاب اخیاہ نبی (۸) مشاہدات عیدو غیب جو

تیمثیون محولہ ورس انتیس باب نہم کتاب دوم اخبار الایام ہین۔ (۹) کتاب اعمال سلیمان محولہ ورس چہل ویکم باب یازدہم کتاب اول سلاطین (۱۰) کتاب اشعیا جسمین حال عریا بادشاہ یہودا کا من اولہ الی آخرہ درج ہی محولہ ورس بست ودویم باب ششم کتاب دوم اخبار الایام (۱۱) کتاب مشاہدات اشعیا نبی محولہ ورس سی ودوم باب سی ودویم کتاب دوم اخبار الایام۔ (۱۲) کتاب تاریخ تصنیف صمنیل محولہ ورس سیم باب بست ونہم کتاب اول اخبار الایام (۱۳) ایکہزار پانچ گیت سلیمان علیہ السلام کی (۱۴) کتاب سلیمان خواص نباتات اور حیوانات کے بیان مین۔ (۱۵) تین ہزار امثال سلیمان کی جنمین سے کچھ اب بھی عہد عتیق مین موجود ہین چنانچہ تعداد گیت اور وجود کتاب خواص اور تعداد امثال ورس سی ودوم وسی وسوم باب چہارم کتاب سلاطین سے ظاہر ہی۔ (۱۶) مرثیہ یترمیاہ جو علاوہ نوحہ یترمیاہ نبی ہی محولہ ورس بست وپنجم باب سی وپنجم کتاب دوم اخبار الایام (۱۷) کتاب لیموئیل محولہ ورس اول باب سی ویکم کتاب امثال (۱۸) کتاب اجورین محولہ ورس اول باب سیم امثال (۱۹) موسی علیہ السلام کی چھ کتابونکا مجموعہ یعنے کتاب مشاہدات وکتاب پیدایش خرد وکتاب معراج وکتاب الاسرار وکتاب ٹسٹمنٹ وکتاب الاقرار اگر یہ چھٔون علٰحدہ علٰحدہ شمار مین لائی جائین توکل چوبیس کتابین ہونگی یہ کتابین باتفاق علماے مسیحی صحیح اور الہامی تھین اور یہ چھ کتابین انکے سوا اور ہین جو مسیحیون مین مختلف فیہ تھین کہ بعضے الہامی اور صحیح اعتقاد کرتے تھے اور بعضے غیر معتبر جانتے تھے اور جعلی خیال کرتے تھے یعنے کتاب سوم عزرا وکتاب چہارم عزرا وکتاب معراج اشعیا وکتاب مشاہدات اشعیا وملفوظات حقوق وزبور سلیمان لیکن علماے مسیحی کی حمایت قابل غور ہی جنھون نے ان ورسون مین جنمین قسم اول کی کتابون کے حوالہ تھے کچھ ایسی اصلاح فرمائی ہی کہ انسے کسی طرح کتاب مفقودہ کا صاف وصریح پتہ نہ لگ سکے مگر مفسرین بیل ودیگر علماے مسیحی مقر ہین کہ یہود نے یہ کتابین پھاڑین اور جلادین کریزاشتم کہتے ہین کہ بعض ایسی کتابون کی طرف ورس بست وسوم باب دوم متی مین اشارہ ہی ممفرڈ اپنی کتاب سوالات السوال مطبوعہ ۱۸۴۳ء لندن مین سوال دویم کے ذیل مین لکھتے ہین کہ کتابین محولہ ورس بست وسوم باب دوم متی نیست ونابود ہوگئی ہین اسلیے کہ جو کتابین انبیا کی اب موجود ہین کسی مین عیسی ناصری نہین کہلاتا اور کریزاشتم اپنی ہوملی یعنے تفسیر نہین متی مین تحریر فرماتے ہین کہ بہت سے پیغمبرون کی کتابین نیست ونابود ہوگئی ہین

اسلیے کہ یہود نے غفلت بلکہ بے دینی سے بعض کتابین کھودین بعض کتابین پھاڑڈالین بعض کتابین جلادین اور یہ امر کہ یہود نے قصداً کتابین پھاڑین اور جلائین مرجح ہی اسلیے کہ مسائل دین عیسوی کی اُن کتابون سے حواری سند کرتے تھے اس لبعض سے وہ کتابین نابود کین جسٹن فرماتے ہین کہ یہود نے بہت سی کتابین عہد عتیق مین سے اسلیے نکالڈالین کہ یہ خیال کیا جاے کہ عہد جدید عہد عتیق کے موافق نہین ہی آدم بیلی جو مقتداے علماے مسیحی ہین یہ تحریر فرماتے ہین کہ شہادت مسیح علیہ السلام سے اسی قدر ثابت ہوتا ہی کہ مسیح علیہ السلام کے زمانہ مین یہ کتابین موجود تھین اُس شہادت سے کتابون کی تعداد اور ہر ہر جملہ اور ہر ایک لفظ کی تصدیق نہین ہوتی پس اگر مسیح علیہ السلام کی تصدیق کو تعداد کتب اور آیات سے مطابق کیا جاے تو لازم ہو گا کہ یا متی حواری کو جھوٹا تسلیم کیا جاے اسلیے کہ جن کتب کا وجود نہین ہی اُنکا حوالہ دیا ہی یا معاذ اللہ مسیح علیہ السلام کی تصدیق کو غلط مانا جاے علماے مسیحی نہ متی حواری پہ نہ معاذ اللہ مسیح علیہ السلام پہ کذب جائز رکھین گے پس یہ تسلیم کیا جاے کہ یہود نے کتب مذکورۂ بالا جلادین اور معدوم کین یا جن ورسون مین ان کتب کا حوالہ ہی اُنھین الحاقی سمجھا جاے بہر حال تحریف سے عیسائیون کو نجات نہین مل سکتی۔ ہنری واسکاٹ کی تفسیر ملاحظہ ہو اُس سے بخوبی واضح ہو گا کہ یہود نے قبل از تشریف فرمائی مسیح علیہ السلام اور اُسکے بعد اکثر کتب عہد عتیق ضائع کین زبور سلیمان تو اب تک بعض قدیمی نسخون مین موجود ہی پس جب ایک لفظ کے زیادہ یا کم کرنے سے تحریف متحقق ہوتی ہی تب نہایت تعجب کے قابل امر تحریف مین اُن حضرات کا تامل ہی جنکو باوجود اکثر کتابون کے ضائع ہونے کے ثابت ہونے کے بھی تحریف قرار دینے مین تامل ہی شاید اُنکے خیال مین پاس ادب اُسکا مقتضی ہو گا۔ مگر افسوس ہی کہ مورخین اور مفسرین بیبل نے بے ادبانہ اور بیباکانہ تحریف کا اطلاق کیا شاید مورخین اور مفسرین تنگ ظرف ہونگے اور یہ علما عالی حوصلہ اور با ادب ہین جو عفو پر زیادہ نظر رکھتے ہین یا یہ کہ اُن علما کو بھی ایسا ہی عمل مد نظر ہو اور اپنے بچانے کی پیشبندی کرتے ہون بہر حال علماے مسیحی کے اقوال سے ہزارون دلائل نقلی کتب عہد عتیق کے قائم ہو سکتے ہین مگر اہل اسلام کا دعوے اس سے بخوبی ثابت ہی پس اس باب مین زیادہ طوالت کی ضرورت نہین ہی۔

مبحث دوم

(کتب عہد جدید کے تحریف کے بیان مین)

علماے مسیحی لفظ انجیل کو عبری مانتے ہین جسکے معنی خوشخبری اور بشارات اور تعلیم کے ہین۔ اور جو فقط انگلیون سے معبر ہی اور اب اسی کتاب کے معنی مین مستعمل ہی جو باستعانت روح القدس براہ الہام حواریون کے شاگردون نے لکھے جو چار کتابین ہین ایک متی حواری کی انجیل دوسری مرقس تابعی کی انجیل تیسری لوق تابعی کی انجیل چوتھی یوحنا حواری کی انجیل اور اب یہ دستور ہی کہ حواریون کے اعمال اور انکے رسائل اور مکاشفات یوحنا کا کتب مذکورہ کے ساتھ جو مجموعہ ایک جلد مین مجلد ہو اُسے انجیل کہتے ہین اور ایسے ہی مجموعہ پر عہد جدید کا اطلاق کرتے ہین اہل اسلام اس مجموعہ مین تحریف ثابت کرتے ہین اور علماے مسیحی وقوع تحریف سے انکار کرکے اُسکے مصئون اور محفوظ ہونے کا دعوی کرتے ہین اور کہتے ہین کہ اس مجموعہ مین تحریف کا واقع ہونا محال ہی۔ پس یہ امر تصفیہ طلب اور قابل تشخیص ہی کہ اس مجموعہ مین تحریف واقع ہوئی یا نہین اور یہ کتابین تحریف سے محفوظ ہین جسکی نسبت اہل اسلام کے دلائل اور مسیحیون کے عذرات پر غور کرنے کے بعد میری یہ راے ہی کہ یقیناً تحریف وقوع پذیر ہوئی تحریف کے دلائل تو قدما اہل اسلام کی کتابون مین بالتفصیل موجود ہین اور اسلامی علماے حال مین سے صاحب کتاب استفسار نے پانچوین استفسار سے گیارھوین استفسار تک نہایت بسط و تفصیل کے ساتھ دلائل تحریف بیان کیے ہین جو علماے مسیحی اس زمانہ مین برسر مباحثہ ہین وہ اہل اسلام کے دلائل کے جواب سے عاجز ہوکر بالآخر یہ عذر پیش کرتے ہین کہ یہ کتابین باستعانت روح القدس بالہام ووحی لکھی گئی ہین انمین تحریف ممکن نہین ہی جسکا ابطال مقدمہ سے ظاہر ہی اور یہ امر بھی غیر منع مین ہی کہ جو کچھ باستعانت روح القدس لکھا جاے یا الہامی ہو اُسمین تحریف ممکن ہو باانیہمہ یہ امر خالی از مصادرہ نہین ہی اسلیے کہ یہ دعوی کا اعادہ ہی اسپر اس طرح معارضہ ہوسکتا ہی کہ کتب عہد جدید باستعانت روح القدس بالہام ووحی نہین لکھے گئے ہین اسلیے کہ انمین تحریف ہوئی ہی اور جسمین تحریف وقوع پذیر ہو وہ بموجب علماے مسیحی کے ادعا کی کلام الہامی نہین ہی پس کتب

عہد جدید کا الہامی نہیں ثابت علمائے مسیحی کی کتابیں دیکھنے سے تحریر اہل اسلام کے دعوی کے
بموجب بخوبی ثابت ہوا اور عہد عتیق و کتب عہد جدید تحریف سے انکے محفوظ ہونے کا ادعا بالکل غلط
معلوم ہوتا ہے محققین مسیحی اور مفسرین جمیل اس امر کے قائل ہین کہ دین عیسوی کی ترقی کے لئے تینین
سلطنت نے بہت سی لا از یان کی ہین اور بہت کتابین جعلی بنائی ہین۔ ولیم میور صاحب کی تاریخ
کلیسا کی دو تین فصلین اور ہارن صاحب کی تفسیر اس جعلسازی کی مفسر ہی حسب اقرار علمائے مسیحی
چوہتر کتابین حسب تفصیل ذیل مسیحیون مین مختلف فیہ ہین بعض انکین الہامی اور صحیح مانتے ہین اور
بعض غیر الہامی اور جعلی جانتے ہین اور وہ چوہتر کتابین حسب ذیل ہین۔
(۱) سات کتابین جو حضرت عیسی علیہ السلام سے منسوب ہین۔ نامہ بنام اگبرسن بادشاہ اڈوسیہ
نامہ بنام پطرس وپولوس۔ کتاب تمثیلات و وعظ۔ وحمد گیت جو مریدون کو خفیہ تعلیم کرتے تھے۔
کتاب شعبدہ بازی و سحر۔ کتاب سقط الراس مسیح علیہ السلام ومریم ودایہ مریم۔ نامہ بنام لیوپاسٹل دری
شہر لیسس کہ چھٹی صدی مین آسمان سے اور سلیم مین گرا تھا۔ (۲) آٹھ کتابین جو حضرت مریم علیہا
السلام سے منسوب ہین۔ نامہ بنام اگناشس۔ نامہ بنام سی سلیمان۔ کتاب سقط الراس مریم۔
کتاب مریم ودایہ مریم۔ تاریخ وحدیث مریم۔ کتاب معراج مسیح علیہ السلام۔ کتاب سوالات خرد و
بزرگ مریم۔ کتاب نسل مریم وانگشتری سلیمان۔ (۳) نو کتابین جو یوحنا حواری سے منسوب ہین۔
اعمال یوحنا۔ انجیل دوم یوحنا۔ حدیث یوحنا۔ کتاب خانہ بدوشی یوحنا۔ نامہ بنام ہیڈروپک۔
وفات نامہ مریم۔ تذکرہ مسیح علیہ السلام وتنزول آنجناب از صلیب۔ مشاہدات دوم یوحنا آداب
نماز یوحنا۔ (۴) گیارہ کتابین جو پطرس حواری سے منسوب ہین۔ انجیل پطرس۔ اعمال پطرس
مشاہدات پطرس۔ ایضاً مشاہدات پطرس۔ نامہ بنام کلیمنس۔ مباحثہ پطرس وا پین۔ تعلیم
پطرس۔ وعظ پطرس۔ آداب نماز پطرس۔ کتاب خانہ بدوشی پطرس۔ کتاب قیاس پطرس
(۵) دو کتابین جو اندریاہ حواری سے منسوب ہین۔ انجیل اندریاہ۔ اعمال اندریاہ۔ (۶) دو
کتابین جو متی حواری سے منسوب ہین۔ انجیل طفولیت۔ آداب نماز متی۔ (۷) دو کتابین جو فیلپ
حواری سے منسوب ہین۔ انجیل فیلپ۔ اعمال فیلپ (۸) پانچ کتابین جو توما حواری سے منسوب
ہین۔ انجیل توما۔ اعمال توما۔ انجیل طفولیت مسیح علیہ السلام۔ مشاہدات توما۔ کتاب خانہ بدوشی توما

(۹) ایک کتاب جو برتولما حواری سے منسوب ہی۔ انجیل برتولما (۱۰) تین کتابین جو یعقوب حواری سے منسوب ہین۔ انجیل یعقوب۔ آداب نماز یعقوب۔ وفات نامہ مریم (۱۱) تین کتابین جو اُس متیاہ سے منسوب ہین جو بعد عروج مسیح علیہ السلام عوض یہود اغدار داخل زمرہ حوارین ہوا۔ انجیل متیاہ حدیث متیاہ۔ اعمال متیاہ (۱۲) تین کتابین جو مرقس انجیلی سے منسوب ہین۔ انجیل مصریان آداب نماز مرقس۔ کتاب پی شن برنباہ۔ (۱۳) دو کتابین جو برنباہ سے منسوب ہین۔ انجیل برنباہ۔ نامہ برنباہ۔ (۱۴) ایک کتاب جو تھی ڈیوس سے منسوب ہی۔ انجیل تھی ڈیوس۔ (۱۵) پندرہ کتابین جو پولوس مقدس سے منسوب ہین جو عروج مسیح علیہ السلام کے دو سال بعد ایمان لاکر زمرۂ حوارین مین داخل ہوے۔ اعمال پولوس۔ اعمال تھکلہ۔ نامہ بنام لاودکیان۔ نامہ سوم بنام تھلینکیان۔ نامہ سوم بنام گھرنتیان۔ نامہ گرنتیان وجواب آن از پولوس مقدس۔ نامہ بنام سینکا و جواب آن۔ ورزن پولوس۔ مشاہدات پولوس۔ ایضاً مشاہدات پولوس۔ اناباکشن پولوس۔ انجیل پولوس۔ وعظ پولوس۔ کتاب افسون مار۔ برئسیت پطرس وپولوس۔ رچرڈ وسٹ صاحب معتبر ہیلی ان چہتر کتابون مین سے دس کتب مفصلہ ذیل۔

نامہ عیسی بنام اگبرس۔ نامہ عیسی بنام لیوپاس پادری شہرایرس۔ جو چھٹی صدی مین آسمان سے اورشلیم مین گرا۔ نامہ بنام اگناشس۔ نامہ بنام کلیمنس۔ انجیل طفولیت۔ انجیل یعقوب حواری۔ نامہ برنباہ۔ اعمال پولوس۔ نامہ پولوس بنام لاودکیان۔ چھ نامہ پولوس کی سینکا۔ اور سوا اُنکے اور چھ کتابین مفصلہ ذیل جعلی تصور کرتے ہین۔ آئین عقائد حوارین۔ نامہ پولی کارپ کا۔ انجیل ولادت مریم۔ انجیل نیقودیما۔ شہادت تھکلہ۔ تاریخ دوازدہ حواری تصنیف آبدیاس جس سے (۱۶) کتابون مین جعل کا انحصار ہوتا ہی اور علاوہ ان سب کے انجیل نی ٹی وٹی آف میری محولہ کتاب اکسیہومہ بھی مختلف فیہ ہی پس جس حالت مین کہ جعلسازی اسقدر بڑھی ہوئی ہو کہ جسقدر کتب عہد جدید مجموعہ مروجہ حال مین موجود ہین اُس سے چہار چند جعلی کتابین بنائی گئی ہون تب دوچار بات تو ہر ایک کتاب مین ملادینا کچھ حقیقت نہین رکھتا اور ورسونکا تو کچھ شمار ہی نہین اور اثبات اس امر کا کہ دوسری انجیل متی معنون بانجیل طفولیت اور دوسری انجیل مرقس مشہور بانجیل مصریان اور دوسری انجیل یوحنا جعلی ہین اور چہارون انجیلین موجودہ مجموعہ کتب عہد جدید مروجہ حال صحیح اور اصلی ہین اور جملہ اکیاسی کتب مذکورہ بالا کا بے اصل اور غیر الہامی

اور مجموعہ عہد جدید سے لایق اخراج ہونے کا ثبوت مسیحیونکو کبھی میسر نہ ہوگا جیسا کہ مقالہ اولے مین مفصل بیان ہوا ہی اور علماے مسیحی کو امور مفصلہ ذیل کو تصریح بیان کرکے کتب موجودہ مجموعہ عہد جدید مروجہ حال کی صحت اسناد تا بہ منسوب الیہم اور اکیاسی کتب مصرحہ بالا کی غیر صحت اور کذب استناد تا بہ منسوب الیہم کا وجہ ثبوت پیش کرنا ضرور ہی بغیر امور مفصلہ ذیل کے بیان کے اُنکا یہ دعوے کہ کتب مذکورہ جعلی ہین قابل لحاظ نہین ہی۔ (۱) یہ کہ اس جعل کا بانی کون ہوا ہر ایک جعلی کتاب کے جعلساز کا کیا نام ہی (۲) یہ کہ کس بادشاہ کے عہد مین اور کس سنہ مین جعلساز نے جعل بنایا۔ (۳) یہ کہ کس ملک اور کس مقام مین یہ جعلسازی کی اور خفیہ کی یا علانیہ۔ (۴) یہ کہ کس غرض سے یہ جعل بنایا اور اس جعلسازی کا کیا ثمرہ پایا (۵) یہ کہ جعلی کتاب مین سے کیا کیا مضامین غلط اور کیا کیا مضامین صحیح ہین اُنکا تعین کیا جاے (۶) یہ کہ جعلساز نے تنہا یہ جعلسازی کی یا اور لوگ بھی اُسکے ساتھ شریک تھے اگر تھے تو اُنکے کیا نام تھے (۷) یہ کہ سب سے پہلے اس جعلسازی پر کون شخص مطلع ہوا اور کس زمانے مین کس جگہہ اور کس دلیل سے (۸) یہ کہ مطلع ہونے والون نے جعلسازی کی اطلاع پاکر کیا تدارک کیا اور کیا تدبیر عمل مین لائے۔ (۹) یہ کہ جعلسازون کے مرنے کے بعد اُنکی جعلسازی کی اطلاع ہوئی یا اُنکی زندگی مین (۱۰) یہ کہ اگر جعلساز کی زندگی مین اُسکا جعل پکڑا گیا تو وہ ملزم قرار پایا اور اُسنے جعل سے اقبال کیا یا نہین۔ یہی دسون امور اکیاسی کتب مین سے ہر ایک کتاب کی نسبت بیان کیے جائین اور اسطور پر تفصیل بتائی جاے کہ پہلی دفعہ فلان شخص جعل کا بانی ہوا اور دوسری دفعہ فلان شخص اور تیسری دفعہ فلان اور فلان کے بعد فلان شخص نے جعلسازی کی اسیطرح اخیر تک یعنی بالترتیب جعلسازون کے نام بتائے جائین اور اسیطرح کل امور مستفسرہ۔ اب علماے مسیحی سے پوچھا جاے کہ کتب عہد جدید مروجہ حال ہدایت کے لیے کافی ہین یا نہین اگر کافی ہین تو جعل کی ضرورت نہین ہی اور اگر کافی نہین ہین تو الہامی اور کلام الٰہی نہین ہین سوا اُسکے دوسرا یہ امر بھی دریافت طلب ہی کہ قبل از تالیف کتب عہد جدید یہ جعل ہوا یا بعد اگر قبل از تالیف جعل ہوا تو اُنکا جعلی کہنا بیجا ہی وہ نئی تالیف ہین اسلیے کہ جعل کا احتمال ما بعد مین قریب الفہم ہوگا نہ ما قبل اگر تالیف کی نسبت کو جعلی کہا جاے تو اس سے اصل کتاب جعلی نہین ہوسکتی اسلیے کہ اس سے زیادہ کچھ بھی نہین کہا جاسکتا کہ اس کتاب کو فلان شخص کی تالیف کہنا

غلط ہی اور اگر بلا قید نسبت تالیف جعلی کہا جاے تو بلا شبہہ صحیح ہوگا جیسے کہ کہا جاے کہ یہ منسوب الیہ کے ملفوظات ہین اس بلا ابست سے نسبت کی گئی اور اگر بعد تالیف کتب عہد جدید یہ جعل ہوا تو بے فایدہ ہی اسلیے کہ چند باب یا کئی درس الحاق کرنے سے بھی جعلساز کا مقصود حصل ہوسکتا تھا اور جعلساز کا ذی عقل اور ذی علم ہونا ضرور ہی اور کوئی عاقل ایسے بیہودہ امر کا اقدام نہین کر سکتا پس دونون صورتون مین جعل ثابت نہین ہوگا۔ تیسرا یہ امر غور کے قابل ہی کہ چارون انجیلون کے اختلافات کثیر کی جس قدر علماے اہل اسلام نے تشریح کی ہی جو کتاب استفسار مین بھی تفصیلاً موجود ہی اُسے جبکہ علماے مسیحی نے کمیٹی کر کے قبول کر لیا اور الہامی ماناپس مفصلہ بالا انجیلون کو کس دلیل سے علماے مسیحی نامقبول فرماتے ہین اس سے زیادہ کیا ہوسکتا تھا کہ ان انجیلون مین بعض مقامات غیر الہامی یا الحاقی یا محرف قرار دیتے جیسا کہ چارون انجیلون مین قرار دیا ہی یا رکیک توجیہات سے علماے مسیحی اپنی تضییع اوقات کرتے اور تطبیق کے درپے رہتے جیسا کہ مستطیر ادارہ نے کیا ہی یہ عذر کہ متروکہ انجیلون کے مولف صاحب الہام نہ تھے اور ان انجیلون کی نسبت منسوب الیہم کی طرف صحیح نہین ہی اُسوقت تک قابل سماعت نہین ہین جب تک کہ چارون انجیلون کے مؤلفون کا صاحب الہام ہونا ثابت نکیا جاے اور ان چارون انجیلون کی منسوب الیہم سے نسبت کی صحت نہ ثابت کیجاے البتہ یہ عذر قبول کیا جا سکتا ہی کہ متروکہ انجیلین بالتصریح تثلیث کا ابطال کرتی ہین اور نیز اُنسے الوہیت مسیح اور کفارہ اور مصلوب ہونا بالکل باطل ہوتا ہی اور ان انجیلون مین نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت بتصریح اسم مبارک موجود ہی اور یہ انجیلین اکثر قرآن شریف کے مطابق ہین اسوجہ سے وہ نامقبول قرار پائی ہین چنانچہ قریب قریب اسی کے بلکہ یہی امر علماے مسیحی کے کلام سے مستنبط ہوتا ہی ولیم میور صاحب نے دفعہ سیم مثبتہ صفحہ ۹ پر جو حاشیہ تحریر فرمایا ہی اور دفعہ سی و نہم مندرجہ صفحہ ۸۲ پر جو حاشیہ لکھا ہی وہ اشارتاً اسی امر پر دال ہی حاشیہ اول الذکر مین متروکہ انجیلون کی نسبت وہ لکھتے ہین کہ وہ اکثر قصون اور بے اصل کہانیون سے بھری ہوئی ہین جنمین سے کتنی باتین قرآن مین مندرج ہین مثل عیسی علیہ السلام کے ہنڈولے مین بات کرنی اور گیلی مٹی سے چڑیان بنا کر جلانے کی حاشیہ آخر الذکر کا یہ مضمون ہی کہ اہنون کے بدعت کی خبر نبی آخر الزمان کو پہونچی اُسے غلط سمجھکر یہ نئی بات ایجاد کی کہ مسیح کے مشابہ کو پھو دسنے

مصلوب کیا یعنے یہ امر بعت اسلیے قرار پایا کہ کفارہ مسیح کا ابطال کرتا ہی اور عدم مصلوبی اور عروج
مین یہ قول قرآن سے موافق ہی باوجود اس تعصب اور تحریف سے انکار کے علمائے مسیحی کے اقوال
فی الحقیقت تحریف کتب عہد جدید کا اقبال دعوی ہین ہارن صاحب وغیرہ مفسرین بیبل نے درس
ہفتم و ہشتم باب پنجم نامہ اول یوحنا کو محرف لکھا ہی اور آٹھ مقامات مین تحریف قبول کی ہی لیکن
اگر بعض دیگر مفسرین کے مختلف اقوال بھی جمع کیے جاوین تو اُسکے رو سے قریب ساٹھ مقام کے
تحریف ثابت ہو سکتی ہی اور اختلاف عبارات اور کاتبون کی سہو وغیرہ امور بعض مفسرین نے تو
ایک لاکھ پچاس ہزار اور بعض نے چالیس ہزار اور بعض نے تیس ہزار قرار دیے ہین اور عہد جدید
کی ہر ایک کتاب مین ان اختلافات کی تقسیم اور تعین بخوبی کی گئی ہی مثلاً انجیل متی مین تین سو
ستر مقامات قرار دیے ہین اور علی ہذا القیاس اور انجیلون مین اور دیگر رسائل عہد جدید مین اور
ہر ایک تبدیل شدہ درس اور ہر ایک کلمہ اور حرف محرف اور متغیر بہ محل لکھا گیا ہی اور بعض مقامات
پر یہ بھی ایما کیا گیا ہی کہ دراصل یہ لفظ تھا یا یہ لفظ معلوم ہوتا ہی اور اسی طرح امور مختلف فیہ کو
تحریر فرمایا ہی بلکہ بعض کتابین علمائے مسیحی نے اس التزام سے طبع کین ہین کہ جملہ اختلافات اُنکے
حاشیہ پر مندرج ہین گو یہ اختلافات بھی تحریف مصطلحہ اہل اسلام و نیز تحریف لغوی کا ایک جز و
ہین لیکن اسوقت کے بعض پادری صاحب اسے تحریف کہتے ہوے شرماتے ہین اور سہو کاتب
قرار دیتے ہین جو اُنکی دانائی کے خلاف ہی اسلیے کہ اصل الہامی نسخہ سے مقابلہ کر کے اِس اختلاف
کو کیون رفع نہین کیا اور سہو کاتب کی کیون تصحیح نہین کی کیون تصحیح کے برعکس علمائے مسیحی نے
مصلحۃً اختلاف اور زیادہ ہونے دیے اور سہو کاتب بدستور باقی رکھتے گئے یہانتک کہ
ڈیڑھ لاکھ تک نوبت پہونچی اور ابھی کیا ہی جسقدر زمانہ زیادہ گذرتا جائیگا اختلافات
اور سہو بھی زیادہ بڑھتے جائینگے کیا یہ امر بھی کتب الہامی کے خواص اور لوازمات مین سے ہی
کہ جو کچھ اُن مین کمی بیشی کر دیجاے وہ بھی الہامی ہو جاتی ہی پھر وہ درست نہین ہو سکتی
کیا یہ بھی حواریون یا اہل کتاب کا معجزہ ہی کہ باوجود کثیر تبدل تغیر کے وہ کتابین محرف
نہین کہلا سکتین اور سب سے زیادہ عجیب یہ امر ہی کہ علمائے مسیحی مختلف عبارتون مین سے
مختلفات کی تمیز اور اصل عبارت کا تعین نہین کر سکتے یعنے بالیقین علمائے مسیحی یہ نہین کہہ سکتے

کہ یہ عبارت اصل ہی اور یہ عبارت متصرفہ اور بانہمہ سہو کاتب ارشاد فرماتے ہین اور یہ کچھ نہین بتا سکتے کہ کاتب نے کس لفظ کے عوض کیا لفظ سہو سے لکھا اور زیادہ تعجب کے قابل یہ امر ہی کہ اُنکے اصول موضوعہ موجود ہین اور یہ اپنے اصول موضوعہ کے بموجب تعین کر سکتے ہین اور پھر اپنے اصول موضوعہ کے بموجب تعین نہین کرتے - اُنکے اصول موضوعہ مین سے ایک یہ اصل ہی کہ جب کتب مقدسہ مین دو عبارتین مختلف ہون تو جسکا مطلب صریح ہو وہ متروک کر دیا جاے اور جسکا مطلب دقیق اور خلاف عقل ہو وہ مقبول کیجاے اسلیے کہ کسی کا اپنی کم فہمی اور نا سمجھی سے بطور اصلاح سہل عبارت کا ملا دینا ممکن ہی لیکن سخت افسوس کے قابل یہ امر ہی کہ نسخہ قدیس واطیکانوس و قدیس الکسیندریوس اور نسخہ قدیس افریمی جبکہ موجود ہین تو کیون اُنسے ابتک کتب مقدسہ کی تصحیح نہین کیگئی - اور کیون ابتک اختلاف رفع نہین کیا گیا - علماے مسیحی کو اصل موضوعہ مذکورۂ بالا کے بموجب لازم ہی کہ وہ اس امر کا اقبال کرین کہ مسائل مشعر بالوہیت مسیح علیہ السلام مشعر بتثلیث وکفارہ وغیرہ محالات عقلی جنکا دلائل عقلی ونقلی سے ابطال ظاہر ہی وہ سب الحاقی ہین جعلسازون نے اس غلط اصل کو سنکر جو قاعدہ کلیہ مسلمہ اور مخترعہ علماے مسیحی ہی یا خود اس قانون کے مقنن نے یہ محالات عقلیہ کتب عہد جدید اور عہد عتیق مین شامل کیے اور علماے مسیحی نے محال اور خلاف عقل ہونے کی وجہ سے انھین تسلیم کیا اور الہامی جانا مہربانی فرماکے علماے مسیحی اس موقع پر بھی اُن دسون امور مذکورۂ بالا کی تشریح فرما دین اور بیان کرین کہ سب سے پہلے اختلاف کا کون بانی ہوا اور اُسنے کس کتاب مین کیا بات اور کس ورس مین کس لفظ کے بدلے کیا لفظ اور کس عبارت کے بدلے کیا عبارت بنائی اور دوبارہ کیا اختلاف واقع ہوا اسی طرح علی الترتیب سب اختلافات بیان فرمائین اور اسیطرح باقی امور مستفسرہ کی تصریح فرماوین پس ان اختلافات کا اقبال بعینہ تحریف مصطلحہ اہل اسلام کا اقبال دعوی ہی صرف یہی اقبال اہل اسلام کے دعوے کے اثبات کے لیے کافی ہی لیکن علماے مسیحی خصوصاً مفسرین بائیبل نے اس سے بڑھکر اقبال کیا ہی جسکی نسبت اوپر اشارہ کیا گیا ہی پس اگر اسوقت کے بعض پادری صاحب حسب اپنی اصطلاح مین تحریف کسی اور چیز کا نام رکھین اور کہین کہ یہ کتب مقدسہ مین واقع نہین تو یہ نہ انھین کچھ مفید ہی نہ اہل اسلام کے ثبوت دعوی مین کچھ مُضر ہی لیکن یہ ضرور دریافت کیا جائیگا

کہ تحریف لفظ عربی ہی سریانی لاطینی یا چینی یا انگریزی تو ہی نہین اسکے معنی لغوی تغیر کے ہین
جیسا کہ قاموس وغیرہ کتب لغت سے ظاہر ہی اور معنی مصطلحہ اہل اسلام بھی معنی لغوی کے مطابق
ہین پس ارشاد ہو کہ تحریف لغوی بھی آپ کے کتب مقدسہ عہد جدید مین واقع ہی یا نہین
اگر ہی تو انکار اور نزاع بے فائدہ ہی اور اگر نہین ہی تو ڈیڑھ لاکھ تغیر و اختلافات کیسے ہین
کیا تحریفات مصرحہ بالا سے بھی ان مین تغیر نہین ہوا کیا جو کوئی ان کتابون مین جو کچھ چاہے
کر سکتا ہی اور جو جی چاہے لکھ سکتا ہی مگر بہ برکت کلام ربانی وہ سب کلام ربانی ہو سکتا ہی
اور تغیر نہین سمجھا جا سکتا اور کتب مقدسہ کے وثوق مین خلل نہین آسکتا۔

(خاتمہ)

(کتب عہد عتیق اور عہد جدید کے حال مشترکہ کے بیان مین)

اِس خاتمہ مین بلا تخصیص دونون عہدون کے اور خرابیون کا حال بیان کیا جائیگا یعنے بائبل کی بے اعتبادی اور قابل وثوق نہونے کا تذکرہ ہوگا لیکن قبل اسکے کہ مقصود سے متعلق بیان شروع کیا جاوے چند امور کا تذکرہ مناسب ہی جو حسب ذیل ہین۔

(۱) یہ کہ علماے اہل اسلام کتب عہد عتیق و عہد جدید مروجہ حال کی تحریفیں مین تابحانہ بایدر سائل کے لحاظ سے تنزلاً گفتگو کرتے ہین ورنہ اہل اسلام کتب مروجہ حال کو شروع سے کلام الٰہی ہی نہین مانتے بلکہ منسوب الیہم کا بھی پورا کلام نہین خیال کرتے اور منسوب الیہم سے نسبت کی صحت بھی نہین تسلیم کرتے جیسا کہ مقالۂ اول اور مقدمہ مقالۂ ہذا مین مذکور ہوا اور ظاہر ہی کہ جب اہل اسلام نے ان کتابون کو کلام آلٰہی نہ مانا تب اُن مین تحریف کی بحث بالکل بے فائدہ ہی لیکن اہل اسلام کا مقصود یہ کتابین نہین ہین بلکہ اہل اسلام اُن کتابون مین تحریف کا دعویٰ کرتے ہین جو حضرت موسیٰ اور حضرت داؤد و حضرت عیسی علیہم السلام کو جناب آلٰہی سے مرحمت ہوئین اور اسوقت ان ممالک مین عنقا صفت ہین۔

(۲) یہ کہ اگر کوئی کتاب ایک وقت مین معدوم ہو تو اُس سے اُس کتاب کا ابتدائی وجود منتفی نہین ہوسکتا اور یہ نہین کہہ سکتے کہ وہ کوئی چیز تھی ہی نہین بعض پادری صاحبون نے اس زمانے مین ایک کتاب موسوم بمیزان الحق تالیف کر کے طبع کرائی اور علماے اہل اسلام کے جواب کے دیکھنے کے بعد اُسکے اکثر مقامات تبدیل کر کے مکرر اُسے طبع کرایا اور جب اُسمین علماے اہل اسلام کے اعتراضات سے بہت سے نقصانات پائے تب اُسے تیسری دفعہ زیادہ تر انقلاب کے ساتھ طبع کرایا جو ابتک موجود ہی۔ اور اس سے قبل کی دونون دفعہ کے مطبوعہ نسخون کی نیست و نابود کرنے مین بدل وجان بہت کوشش کی جسکی وجہ سے وہ نسخہ اب کمیاب ہین دس بارہ سال مین بالکل معدوم ہوجائینگے لیکن اس سے یہ لازم نہوگا کہ ان دونون نسخونکا

ابتدائی وجود جاتا رہے اور ہر شخص یہ سمجھے کہ یہی میزان الحق مروجہ حال مطبوعہ دفعہ ثالث اصل میزان الحق ہے مطبوعہ دفعہ اول و دوم کوئی شے نہین تھی یہ صرف علماے اسلام کی بنائی ہوئی بات ہے اسیطرح توریت و انجیل جو کلام آلہی ہین اُنکے عنقا صفت ہونے سے اور مروجہ حال کے مشتہر ہونے سے یہ لازم نہین ہوگا کہ اُنکا ابتدائی وجود جاتا رہے اور اُنکا وجود غیر مسلمہ قرار پائے اور کتب مروجہ حال جو صرف اُنکے صحیح ترجمہ بھی نہین ہین۔ بلکہ ہزارون غیر چیزین اُنمین ملکر ایک عجیب معجون ہوگئی ہین کلام آلہی قرار پائین۔

(۳) یہ کہ ہر باشعور اور ذی عقل بلکہ ہر لڑکا اور کم عقل بھی اِس بات کو سمجھ سکتا ہے کہ اگر مصنوع اور مفعول کا وجود ثابت اور متحقق ہے تو گو فاعل اور زمان اور مکان اور علت غائی وغیرہ امور خارجی نہ معلوم ہون تو بھی اِس سے نفی علم مصنوع اور مفعول یا نفی کلی اُسکی لازم نہین آتی اگر اُن امور خارجی کا بھی علم ہوا تو زیادہ تفصیلی علم حاصل ہوا اور نہ اصل علم مین تو کچھ خلل واقع نہین ہوتا وجود اصلی مین تو کچھ فرق نہین آتا جیسے ایک پُرانا مکان کسی جگہہ بنا ہوا موجود ہو اور اُسکا بانی اور زمانہ تعمیر اور لاگت اور علت غائی وغیرہ امور خارجی معلوم نہون اور کوئی شخص اُسکا علم بمشاہدہ حاصل کرے یا بتواتر تو امور خارجیہ کے نہ معلوم ہونے سے اُس مکان کے وجود کا علم نہین جا سکتا اور نہ اُس مکان کا وجود جا سکتا ہے اسیطرح جب وقوع فعل کا علم یقینی ہو تو امور خارجیہ کی لاعلمی سے وقوع فعل کا علم نہین مرتفع ہو سکتا جسمین امور ماضیہ اور حال کی تخصیص نہین ہے بلکہ امور مستقبلہ کا بھی یہی حال ہے جیسے قیامت کا علم یقینی ہے حالانکہ وقت اور تمام امور خارجی پر کوئی بھی مطلع نہین ہے پھر اِس سے قیامت کا انکار نہین ہو سکتا چنانچہ علماے مسیحی کو بھی اِس سے اتفاق ہے پس وقوع تحریف جو بہ دلائل قطعیہ بعلم یقینی معلوم ہے اگر اہل اسلام کو اِس سے متعلق بعض امور خارجیہ کا علم نہو تو علم تحریف مرتفع نہین ہو سکتا البتہ جو لوگ امور خارجیہ کے علم کی شرط قرار دیتے ہین اُنھین سخت دقت پڑیگی پس اگر علماے مسیحی امور خارجیہ کا جاننا ضروری خیال کرتے ہین تو اُنھین قیامت کے انکار کے سوا چارہ نہین ہے اور دسون امور مستفسرہ بالا بھی بیان کرنا اُنھین واجب ہے اور اہل اسلام کو تحریف کے باب مین اُن امور کے بیان کی ضرورت نہین ہے۔

(۴) یہ کہ اصل عبری انجیل جو کلام الٰہی ہے اگرچہ وہ اس زمانے مین عنقا کے مانند نایاب ہے لیکن بعض علماء اہل اسلام نے اُسے دیکھا ہے پس علماء اہل اسلام ان چارون انجیلون سے انکار الزاماً نہین کرتے بلکہ تحقیقاً انکار کرتے ہین چنانچہ بعض علماے اہل اسلام نے نقل کیا ہے کہ کان ولیاً من اولیاء الله اسمه شیخ محمود الشاشی وکان من اجداد خواجه عبد الله احرار قدس سرهما وهو کان کثیر العبادة وکان یحج عاما ویغزو من الکفار عاما واتفق له انه کان یذهب الحج فورد فی بغداد فبلغ عند خلیفة بغداد رسالة من ملك روما فی اللغة العبریة وقد کان الله تعالی منّ علی المحمود قدس سره بالهام سبعین لغة من لغات العالم وکان الخلیفة یتجسس للرسالة فانبه الرجال انه ورد شخص فی بلدتك یحسن العبریة فطلبه الخلیفة فقرء قدس سره الرسالة عند حضور السفیر وکتب جوابه فی غایة الفصاحة فذهب السفیر الی ملکه ونقل القصة وارتحل المحمود قدس سره الی الحج فلما رجع عنه وذهب علی عادته المالوفة بعد العام او بعده بعدة سنة الی الجهاد سمت الروما فعلی حسب الاتفاق وقع الهزیمة علی اهل الاسلام فاسر المحمود قدس سره فجئ به الی الملك وکان السفیر المذکور حاضرا عنده فعرفه السفیر وقال للملك ان هذا الرجل یحسن العبریة فقال الملك للمحمود قدس سره الا اُعطیك کتابا عبریا وهو امانة عندنا من الاباء مختوم بخواتمهم فترجمه لنا بلساننا فاجاب المحمود قدس سره فشرع فی ترجمته فلما طالعه رای انه الانجیل المنزل من السماء والاناجیل الاربعة المشهورة لیست بکلام الله تعالی بل هی تواریخ عهد المسیح علیه السلام جمعها اربعة رجال وقال المحمود قدس سره انی رایت فی الانجیل المذکور احوال نبینا صلی الله علیه وآله واصحابه وسلم مذکور فیه بما یزید علی نصف الکتاب فی اوصافه وحالاته بتقاریب مختلفة کما ان فی فرقاننا ذکر عیسی فی مقامات شتی بتقاریب مختلفة فالمحمود قدس سره اتم ترجمته واعطی الملك لکن بعض مقاماته ترجم لنفسه وحفظه عنده فلما تم ترجمته اخذه الملك وقال لخدامه خذوا ما عند المحمود من المتاع والقراطیس المکنونة فاخذوا منه وترکه عریانا انتهی

جسکا ترجمہ حسب ذیل ہی:

منجملہ اولیا اللہ کے ایک ولی تھے جنکا نام شیخ محمود شاشی تھا جو خواجہ عبید اللہ احرار کے اجداد مین سے تھے یہ صاحب عبادت بہت کیا کرتے تھے ایک سال حج کو جاتے تھے اور ایک سال کافرون سے جہاد کرتے تھے اتفاقاً یہ ہوا کہ جب یہ حج کو جاتے تھے بغداد مین وارد ہوئے اور خلیفہ بغداد کے پاس بادشاہ روم کا خط عبرانی زبان مین آیا اور خداوند تعالے نے اپنے کرم سے محمود کو دنیا کی زبانون مین سے اکثر زبانین الہام فرمائی تھین خلیفہ خط پڑھنے والے کی جستجو مین تھا لوگون نے اسکو خبر دی کہ آپ کے شہر مین ایک شخص وارد ہوا ہی جو عبرانی خوب جانتا ہی پس خلیفہ نے انھین طلب کیا اور انھون نے خط کو سفیر کے سامنے پڑھا اور جواب اسکا بکمال فصاحت لکھدیا سفیر اپنے بادشاہ کے پاس واپس گیا اور اسنے یہ سب حالات بیان کیے اور شیخ محمود حج کو چلے گئے جب حج سے واپس آئے اور موافق اپنی عادت کے دوسرے سال یا چند سال کے بعد جہاد کو روم کی طرف گئے تو یہ اتفاق ہوا کہ مسلمانون کو شکست ہوئی اور شیخ محمود گرفتار ہو گئے اور لوگ پکڑ کر انکو بادشاہ کے سامنے لائے اسوقت سفیر مذکور بھی حاضر تھا اور انکو سفیر نے پہچانا اور بادشاہ سے کہا کہ یہ شخص عبرانی خوب جانتا ہی پس بادشاہ نے شیخ محمود سے کہا کہ مین تمکو ایک کتاب دیتا ہون جو ہمارے آبا و اجداد سے ہمارے پاس امانت چلی آتی ہی اور اسپر انکی مہرین ہین تم اسکا ہماری زبان مین ترجمہ کر دو شیخ محمود نے اسے منظور کیا اور ترجمہ شروع کیا جب دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ انجیل ہی جو آسمان سے اتری تھی اور یہ مشہور چار انجیلین خدا کا کلام نہین ہین بلکہ عیسےٰ عم کی تاریخین ہین جنکو چار آدمیون نے جمع کیا ہی شیخ محمود کہتے ہین کہ انجیل مذکور مین مین نے دیکھا کہ ہمارے نبی کا احوال نصف کتاب سے زیادہ مین مذکور ہی آنحضرت کے اوصاف و حالات بتقاریب مختلف لکھے ہوئے ہین جس طرح ہمارے قرآن مین عیسےٰ کا ذکر مختلف مقامون پر بتقاریب مختلف ہی پس شیخ محمود نے ترجمہ تمام کر کے بادشاہ کو دیا لیکن بعض مقامات کا ترجمہ اپنے لیے کر کے اپنے پاس رکھا جب ترجمہ تمام ہوا بادشاہ نے وہ لے لیا اور اپنے خدام کو حکم دیا کہ جو مال اور اسباب اور کاغذات خفیہ طور پر شیخ محمود کے پاس ہون لے لیے جائین خدام نے ایسا ہی کیا اور انکو برہنہ چھوڑ دیا فقط۔

اور دربارہ اصل موسی علیہ السلام کی اصل توریت کے معدوم ہونے کے علماء یہود اور نصارا بھی قائل ہین اور انھیں اس سے اتفاق ہی کہ معدوم ہونے کے بعد عزرا نبی علیہ السلام نے پھر جمع کی تاہم نبی ہارون مین صحیح توریت کا وجود متحقق ہوا ہی جیسا کہ آیندہ اقوال سے منکشف ہوگا یہ مروجہ ترجمہ ہرگز اُسکے ترجمہ نہین ہین اسلیے کہ جو باتین اُسمین متحقق ہوئی ہین اُن ترجمون مین اُنکا وجود ہی نہین ہی قال کعب الاحبار کان لابی سفر من التورٰیۃ یدخلہ تابوتا ویختم علیہ فلما مات ابی فتحتہ فاذا فیہ ان نبیا یخرج فی اٰخر الزمان ھو خیر الانبیاء وامتہ خیر الامم وھم یشھدون ان لا الہ الا اللہ ویکبرون اللہ اکبر علی کل شرف ویصفون فی الصلوٰۃ کصفوفھم فی القتال قلوبھم مصاحفھم یاتون یوم القیمۃ غرا محجلین اسمہ احمد وامتہ الحمادون یحمدون اللہ علی کل شدۃ ورخاء مولدہ مکۃ ودار ھجرتہ طابۃ لا یلقون عدوا الا وبین ایدیھم ملائکۃ معھم رماح یحنن اللہ علیھم کتحنن الطیر علی فراخھا یدخلون الجنۃ تاتی ثلثہ فمنھم یدخلون الجنۃ بغیر حساب وتاتی ثلثہ منھم بذنوب وخطایا فیغفر لھم وتاتی ثلثہ منھم بذنوب وخطایا عظام فیقول اللہ سبحانہ وتعالی اذھبوا بھم فزنوھم وانظروا الی اعمالھم فیزنوھم ویقولون ربنا وجدناھم قد اسرفوا علی انفسھم ووجدنا اعمالھم من الذنوب کامثال الجبال غیر انھم کانوا یشھدون ان لا الہ الا اللہ فیقول اللہ سبحانہ وعزتی وجلالی لا اجعل من اخلص الشھادۃ لی کمن کفر انتھی

ترجمہ کعب الاحبار نے کہا میرے باپ پاس ایک سفر توریت کا تھا جسکو وہ صندوق مین بند کرتے تھے اور اُسپر مہر لگاتے تھے پس جب میرے باپ مرگئے مین نے اُسکو کھولا تو کیا دیکھا کہ اسمین لکھا ہی کہ آخر زمانہ مین ایک نبی کا ظہور ہوگا جو سب نبیون سے بہتر ہین اور اُنکی امت سب امتون سے بہتر ہی وہ لوگ گواہی دینگے کہ کوئی پروردگار سواے اللہ کے نہین ہی اور ہر کنگرہ پر اللہ اکبر کہکے اُسکی بزرگی کا اظہار کرینگے اور نماز مین صفین اسطرح باندھینگے جسطرح اُنکی صفین جنگ مین ہونگی اُنکے دل اُنکے مصحف ہونگے اور قیامت مین وہ پچکلیان آوینگے نام اُن نبی کا احمد ہوگا اور اُنکی امت تعریف کرنے والی ہی جو ہر ایک سختی اور نرمی مین خدا کی تعریف بجا لاوینگے جاے ولادت اُن نبی کا مکہ ہی اور مقام ہجرت طابہ ہی یہ لوگ جب کسی دشمن کا مقابلہ کرینگے

اُنکے آگے فرشتے ہاتھون مین نیزے لیے ہوے ہونگے اللہ اُنکے اوپر ایسا مہربان ہوگا جیسے پرندے اپنے بچون پر مہربان ہوتے ہین یہ لوگ جنت مین اس طرح داخل ہونگے کہ ایک تہائی اُن مین سے بے حساب و کتاب داخل جنت ہونگے اور ایک تہائی اُن مین سے گناہ اور خطائین لے کے آوینگے جنھین اللہ تعالے بخشدیگا اور ایک تہائی اِن مین سے بڑے گناہ اور بڑی خطائین لے کے آوینگے اُنکی نسبت اللہ تعالے فرشتون سے ارشاد فرمائیگا کہ اُن کو لیجاؤ اور انکو وزن کرو اور اُنکے اعمال کو دیکھو پس وہ انکو تو لینگے اور کہینگے کہ ای پروردگار ہمنے دریافت کیا کہ انھون نے اپنے نفسون پر زیادتی کی ہی اور دریافت کیا کہ گناہ کے عمل اُنکے مانند پہاڑون کے ہین مگر یہ بات ہی کہ یہ گواہی دیتے تھے کہ کوئی پروردگار سواے اللہ کے نہین ہی پس اللہ تعالے فرمائیگا کہ مجھے قسم ہی اپنے عزت و جلال کی کہ مین اُس شخص کو جسنے میری خالص گواہی دی ہی مثل اُس شخص کے نکرونگا جسنے کفر کیا۔ فقط

پس واضح ہوا کہ اصل انجیل اور ترجمہ صحیح توریت کا بعد ظہور نبی آخر الزمان صلے اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم بھی موجود تھا مگر مخفی و مستتر تھا ماہرین ہو کر بڑی احتیاط سے رکھا جاتا تھا اسکے اظہار کی حاجت نہ تھی اب یا تو وہ تلف ہو گئے ہونگے یا اُسی طرح اب بھی بعض مقامات پر مختوم اور مقفل مخفی ہونگے اور وراثتاً ایک سے دوسرے تک پہونچتے چلے آتے ہونگے اس امر چہارم کے لکھنے سے صرف یہی غرض تھی کہ بعض ناواقفین اہل اسلام کا شبہہ اس امر کی نسبت باقی نہ رہے کہ کتب مقدسہ مروجہ حال آسمانی نہین ہین۔ علماے مسیحی بعض اوقات فرماتے ہین کہ اہل اسلام اسی توریت اور انجیل کو تسلیم کرتے ہین اور انھی کو کلام الٰہی مانتے ہین لیکن بوقت مناظرہ تعصب کیوجہ سے انسے انکار کرتے ہین اور بعض اہل اسلام ناواقف جو جابجا قرآن شریف مین لفظ توریت و انجیل پاتے ہین اُنکو شبہہ ہوتا ہی کہ شاید اسی توریت و انجیل مروجہ حال پر قرآن شریف ناطق ہی اور علماے اسلام تعصباً انکار کرتے ہون اسکے رفع کرنے کے لیے یہ تحقیق کی گئی ہی جسکا زیادہ تر اثبات اُن اقوال سے بھی ہوگا جو آیندہ مذکور ہونگے۔ اب اصل مقصود شروع کیا جاتا ہی اور علماے مسیحی کے اقوال جو ہمارے مدعا کی تائید مین ہین وہ نقل کیے جاتے ہین۔ یوہینی منس مورخ کتاب چہارم تاریخ کے باب پنجم مین لکھتا ہی کہ جسٹن شہید نے بمقابلہ طریفون یہودی کے

چند پیشین گوئیان ذکر کرکے کہا کہ یہود نے انھین کتب مقدسہ سے نکالڈالا ہی اور وائش نے اپنی کتاب
کی جلد سوم مین لکھا ہی کہ مجھے شک نہین کہ جسٹن نے بوقت مباحثہ طریفون یہودی کے اخراج
عبارت کا الزام یہود کو دیا اگرچہ بالفعل وہ عبارتین نسخہ عبری و سپٹوا جنٹ مین موجود نہین ہین
مگر جسٹن کے عہد مین اور ارینیوس کے زمانے مین دونون نسخون مین موجود اور جزو کتاب تھین
بالتخصیص وہ عبارت جو کتاب یرمیاہ مین تھی اور گریبٹ حاشیہ کتاب ارینیوس مین اور سلبرجیس
حاشیہ کتاب جسٹن مین یہ گمان ظاہر کرتے ہین کہ جناب پطرس حواری کو بوقت تحریر درس ششم
باب چہارم نامہ اول مین اس پیشین گوئی کی طرف لحاظ تھا اور ہارون صاحب مفسر بائیبل جلد
چہارم تفسیر مین لکھتے ہین کہ جسٹن بمقابلہ طریفون یہودی دعوی کرتا تھا کہ عزرا نے لوگون سے
کہا تھا کہ طعام عید فصیح ہمارے مسیح خداوند کا طعام ہی اگر خداوند کو اس طعام سے بہتر جانوگے
اور اسپر ایمان لاؤگے تو یہ زمین کبھی ویران نہو گی اور جو اسپر ایمان نہ لاؤگے اور اُسکا وعظ
نہ سنوگے تو تم غیر قومین استہزا کرینگی اور وائی ٹیکر لکھتے ہین کہ یہ فقرہ غالبًا باب ششم
عزرا مین چوتھا اور اکیسوان ہوگا اور ڈاکٹر اے کلارک صاحب جسٹن کے قول کی تصدیق
کرتے ہین ان اقوال سے جیسا کہ تحریف کتب عہد عتیق ثابت ہوتی ہی اُسیطرح نسخہ عبری اور
ترجمہ سپٹوا جنٹ کی بے اعتباری ثابت ہوتی ہی جو دو سو برس قبل از تولد مسیح بہتر احبار نے
یونانی زبان مین ترجمہ کیا تھا اب علماے مسیحی انکی صحت کا دم نہ مارین ہنری و اسکاٹ مفسر
بائیبل جلد اول تفسیر مین تحریر فرماتے ہین کہ اگسٹائن نے یہود پہ الزام لگایا کہ اُنھون نے
انبیا علیہم السلام کی عمرون مین تحریف کی اسلیے کہ آدم کی عمر سنہ عبری مین ایکسو تیس مندرج
ہی اور یونانی ترجمہ مین دو سو تیس لکھی گئی ہی علی ہذا القیاس اورون کی عمر جیسا کہ آئندہ
تذنیب مین ذکر کیا جائیگا - اگسٹائن نے یہود پر یہ بھی الزام لگایا ہی کہ اُنھون نے نسخہ
عبری مین بھی تحریف کی ہی اور کل قدیم مسیحیون کی بھی یہی راے تھی اور کہتے تھے کہ یہ تحریف
سنہ ۱۳۰ع مین وقوع مین آئی لیکلرک اور میکالس وسملر و بشپ اسٹاک وغیرہ علماء مسیحی
اس بات کے قائل ہین کہ ایوب محض اسم فرضی ہی اور اسکی کتاب محض افسانہ ہی بلکہ علماء یہود
مین سے ربی میمانی دیز بھی اسی بات کا قائل ہی مگر یعقوب اپنے نامہ کے باب پنجم مین جبر ایوب کا

حوالہ دیتے ہین جس سے یوسف کے حال سے یعقوب کی لاعلمی ظاہر ہوتی ہی پس نامہ کے غیر الہامی ہونے
کی یہ دلیل شمار کیجائیگی بعض مفسرین انجیل باب اول انجیل متی کے سترھوین درس کو غلط بیان کرتے ہین اور
عذر کرتے ہین کہ یہ بات سماعت پر موقوف تھی الہام سے کچھ بھی تعلق نہین رکھتی تھی متی نے ایسے
بے الہام لوگون سے پوچھکر لکھا ہوگا یہ عذر بعینہ ایسا ہی ہے جیسے کہ کوئی مینھہ سے بھاگے اور پرنالے
کے نیچے جا کھڑا ہو جو چند شنائع کا مستلزم ہی (۱) یہ کہ جب جناب متی باوصف حواری ہونے
اور قریب عہد مسیح کے اور صاحب الہام ہونے اور مولف انجیل ہونے کے مسیح کا نسب نامہ صحیح
نہ دریافت کرسکے تو علماے مسیحی جو ان امور سے معرا ہین کتابون کی تہمت منسوب الیہم تک
کسطرح صحت دریافت کرسکتے ہین جب حواری کی تحقیقات غلط ہوئی تو انکی تحقیقات تو اغلط
ہوگی — (۲) یہ کہ حضرت متی کو اگر نسب نامہ صحیح معلوم ہوا تو کیا معاذ اللہ اسقدر علم و عقل بھی نہ
تھی کہ [illegible] اور تیرہ مین امتیاز کرین البتہ علماے مسیحی یہ عذر کرسکتے ہین کہ مثل اصول
تثلیث [illegible] عدد بھی متحد بالذات ہین الکا بھید بھی کلام ربانی مین بیان نہین ہوا (۳) یہ کہ
جب حضرت متی نے اس امر سماعی مین غلطی کی تو امور سماعی مین بھی احتمال خطا ہی اس صورت
مین انکی بات قابل اعتبار نہین اسلیے کہ اکثر امور مندرجہ انجیل متعلق بسماعت و بصارت ہین
پس ان [illegible] مین جناب متی کی خطا اور غلطی کا اقبال سہل ہی یا تحریف قبول کرنی آسان ہی
ہارون صاحب وغیرہ بعض مفسرین بائبل بھی اقرار کرتے ہین کہ درس ہفتم و ہشتم باب پنجم نامہ
اول یوحنا مین تحریف واقع ہوئی اور عہد جدید مین قریب ساٹھ مقام کے منجانب مفسرین
اقبال تحریف پایا جاتا ہی شاید علماے مسیحی جو منکر تحریف ہین انھون نے باصطلاح خود تحریف
کے معنی کو اعتماد اور صحت کا سارٹیفکیٹ ٹھہرایا ہوگا اسیوجہ سے باصرار تمام فرماتے ہین کہ بائبل
مین تحریف نہین ہوئی بلکہ ممکن نہین گنفیس پرسٹر روم اور دیونیش کتاب مشاہدات یوحنا کو
سرن تھس ملحد کی تصنیف اور اسکا کلام بیان کرتے ہین اور چوتھی صدی مین کونسل لوڈیسیا نے
بھی کتاب مشاہدات یوحنا کو تسلیم نہین کیا اور سب کتب عہد جدید کو تسلیم کیا اور یوسیبیس اور سرل
اور تمام کلیساے یروشلم نے اس کتاب کو رد کیا لیکن کلیمنس اسکندریانوس و ترٹیلن و اوریجن و سائپرن
نے کتاب مشاہدات کو بھی الہامی قبول کیا شاید اسی اصول موضوعہ کے بموجب یعنی خلاف

عقل اور مضامین مستحیلہ درج ہونے سے ان اقوال سے جسطرح کہ آیات متشابہات کا بطلان ظاہر
ہوتا ہی ویسا ہی یہ امر بھی ثابت ہوتا ہی کہ کونسل لوڈیسیا کہ جسمین صحت اور عدم صحت کتب کی
تشخیص ہوئی تھی اسکی تشخیص کالعدم ہوئی اور ملحد کا کلام تو سعا محکمہ اپیلین مین الہامی قرار دیا
اور بباعث منسوخی راے اہل کونسل کے کتب مروجہ حال کی بھی صحت لائق اعتبار نہ رہی اسلیے کہ
گویہ تنسیخ بطور ترمیم فرض کیجاے مگر اہل کونسل کی راے مین غلطی تو پائی جاتی ڈاکٹر کریز بک
انجیل متی مین تین سو ستر سہو آیات اور الفاظ تسلیم کر کے بدعتیون کا تصرف ظاہر کرتے ہین شرہ
بہت گران اور تبیس گران یعنے اول سے کم گران اور باقی خفیف مگر ڈاکٹر لکی کوٹ صاحب
یہ فرماتے ہین کہ اگر تمام عبارت محرفہ خارج کیجاوے تو کسی اہم مسئلہ دین عیسوی مین کوئی نقصان
لازم نہین آتا اور اگر تمام عبارت ملحقہ داخل کیجاوے تو کوئی اہم مسئلہ دینی زیادہ نہین ہوتا
یہ عجیب لطف ہی کہ سخت تصرفات بھی موجب خلل نہین ہین یہ ایسی ہی بات ہی جیسے کہ بعض بدکردار
آدمی بعد رسوائی اور سزایابی اور تشہیر کہا کرتے ہین کہ اس سے کچھ ہماری عزت مین خلل نہین آیا
خیر علماے مسیحی تحریف کا تو اقبال دعوے پیش کرین یہ انکا اختیاری امر ہی کہ خلل سے انکار کیے جاوین
لیکن اس حالت مین اس امر کا راز تو بیان کرین کہ اسی مجموعہ عہد جدید مروجہ حال کے مومنین باہم
کیون اختلاف کرتے ہین کاتھلک کا اعتقاد لوتھریون کے کیون مخالف ہی اور ایک دوسرے
فرقے کی تکفیر کیون کرتا ہی علی ہذا القیاس اور اختلافات کثیرہ انھین کتابون سے پیدا ہوے ہین
بظاہر تو یہی وجہ ہی کہ ہر ایک فرقے کی کتابین اکثر مقامات مین مختلف الالفاظ و مختلف العبارات
ہین علماے مسیحی علے الخصوص مورخین تسلیم کرتے ہین کہ مسیح کی تعلیم کا مطلب آنکے حواریون نے
بھی پورا پورا نہین سمجھا انکا ایمان دینوی نعمتون مین اور فائدون کی امید مین لگا ہوا تھا اور
سُست تھا ولیم میور صاحب نے بھی تیرھوین دفعہ تاریخ کلیسیا مین اسکی تصریح کی ہی مگر یہ
فرماتے ہین کہ بعد لینے روح القدس کے وہ سمجھ گئے۔

اہل اسلام کے نزدیک روح القدس لینے کا غیر انتناعی مفہوم حسب اقرار رجال ہی رہا اور علماے
مسیحی یہ فرماتے ہین کہ جب مسیح کے مخصوص شاگرد باوصف مسیح کے کمال مصروفیت اور کثرت
صحبت اور خدمت کے اور باوجود فصاحت لسان اور بیان بسیط کے اصل مطلب نہ سمجھے پس یہ

امر قابل غور یہ ہے کہ حواریون کے شاگرد کیونکہ تھے اور مترجمون نے غیر زبان کی تحریف کا مطلب کسطرح
سمجھا جبکہ اُنھون نے کبھی روح القدس نہین لی تھیں اصل زبان سے لاعلمی اور بے استعدادی یا کم
توجہی یا بددیانتی سے مترجمون نے جو چاہا تحریر کیا جسکے بعد بعض اشخاص درپے اصلاح ہوے
اور اپنی نفسانی خواہشون کے بموجب تغیرات کرتے رہے یہانتک کہ وہ ایک نئی چیز ہوگئی جیسا کہ
اربالوس تامن نے بائیبل مطبوعہ ۱۸۲۵ء کے مقدمے مین یہ امور بہ تصریح لکھے ہین ایسی حالت مین
کہ مترجمونکا یہ حال اور اصلاح دینے والون کی یہ کیفیت تھی اور روح القدس کا لینا ممتنع اور
تغیرات کی وہ حالت کہ کلام الٰہی کچھ کا کچھ ہوگیا تب ضرور صحت اور وثوق کا دعوی بلاشبہہ اور
بہت درست ہے خود ہی علماے مسیحی دعویٰ کرتے ہین کہ حسب اشارات انجیل ثابت ہے کہ اہل بدعت
اور پیغمبر کاذب باطل ہین لیکن تعلیم دینے والے اُنکے حواریون کے خط سے ظاہر ہے کہ اُنھی کے
وقت مین اہل بدعت شروع ہوئے اور بعد وفات حواریون کے وہ تعلیم بڑھ گئی۔ ملاحظہ ہو ولیم میور
صاحب کی تاریخ کلیسا کی دفعہ چونتیسوین۔ اُسمین اس امر کی تصریح ہے پس ہر ایک شخص یقین کرسکتا
ہے کہ بغیر انجیل مین مندرج ہونے کے تعلیم کاذب لائق اعتماد نہین ہوسکتی ہے لہذا ضرور ہے کہ بدعتیون
نے کتب عہد جدید مین تحریف کی اور یہانتک امور باطل درج کیے کہ اصل دین مسیحی نیست و نابود
ہوگیا اور ہر ایک نے اپنی راے کے بموجب قواعد قرار دیے جسکی وجہ سے کوئی فرقہ کسی نام سے
اور کوئی فرقہ کسی لقب سے ہر ایک آبادی مین مشہور ہوا مثلاً کوئی کاتھلک اور کوئی کونگر وٹسٹنٹ
اور پرسبیٹری درچ اور کوئی ابیکو پالیائی اور کوئی بالپسٹ اور کوئی کو بکری کوئی میتھودستی
وغیرہ جیسا کہ جلد ثالث تاریخ ڈاکٹر ٹیلر صاحب سے مفصل واضح ہوتا ہے در اصل سولھوین صدی
مین مارٹین لوتھر صاحب نے فرقہ پروٹسٹنٹ کی بنیاد ڈالی چونکہ تصریح ان اختلافات اور
اُنکے عقائد مختلفہ کی خارج از مبحث ہے گو بے اعتمادی بائیبل کے واسطے اُنکا اظہار مناسب ہے
پس جسقدر بیان کیا گیا وہ کافی ہے لہذا اس سے زیادہ تذکرہ ضرور نہین ہے۔ علماے مسیحی
بالاتفاق مدعی ہین کہ بعض مسیحی جو فیلسوفون کیطرح بحث کرتے تھے اُنھون نے تیسری صدی
مین یہ دستور جاری کیا کہ ایک کتاب اپنی خواہش کے بموجب تالیف کرکے کسی حواری یا معروف
اسقف کے نام سے شائع کی اور کئی سو برس تک رومی کلیسا مین یہ دستور جاری رہا جیسا

دستور کا رواج عیسائیون کے اقرار سے ثابت ہی اور موقوفی کا بار ثبوت عیسائیون کے ذمہ ہی اور بموجب عیسائیون کے اس اقرار کے سب کتب عہد جدید مروجہ حال ان احتمالات کی حالت مین بے اعتبار قرار پاتے ہین ساتھ ہی اسکے علماے مسیحی غور فرمائین کہ جن انجیلون کے مضامین قرآن مجید کے مطابق ہین اہل اسلام اُنھین ساختہ نہین خیال کرتے لیکن حال کی مروجہ چارون انجیلین جو اکثر مقامات سے قرآن مجید کی مخالف ہین اُسکو ساختہ سمجھتے ہین دراصل سب سے قدیم فرقہ مسیحیون کا کیتھلک ہی رومامین اس فرقہ کا بڑا اقتدار رہا ہی اور فرقہ پروٹسٹنٹ تخمیناً تین سو برس سے پیدا ہوا ہی بس جس حالت مین کہ قدیم فرقہ نے ایک دستور جاری کیا اور اسکے اجرا مین کمال سعی کی تو اس جدید فرقہ (یعنے پروٹسٹنٹ) سے جو اُنکے نزدیک بدعتی بلکہ کچھ اور ہین وہ دستور بند نہین ہوسکتا تھا لہذا موقوفی دستور مذکورہ کے باب مین اس فرقہ کا قول قابل اعتبار نہین ہی بہرحال عہد جدید کی بے اعتباری مرتفع نہین ہوسکتی غرض اخیر یہ تین قول مین نے صرف بائیبل کی بے اعتباری کے اثبات کے لیے بیان کیے ہین جو الزاماً تحریف کا بھی اثبات کرتے ہین تلک عشرۃ کاملۃ چونکہ علماے مسیحی کبھی دریافت کرتے ہین کہ نبی آخرالزمان کا کیا ذکر یہود نے تحریف کیا اور کتب مقدسہ سے نکالدیا لہذا بطریق ایجاز و اختصار مشتے نمونہ از خروارے تھوڑا سا یہود کی اس تحریف خاص کا تذکرہ کیا جاتا ہی روی وھب ابن منبہ انہ قال قرأت فی کتاب اللہ المنزل علی نبی من بنی اسرائیل ان قم فی قومک فقل یا سماء اسمعی و یا ارض انصتی لان اللہ سبحانہ یرید ان یقص شان بنی اسرائیل الذی ربیتھم بنعمتی واثرتھم بکرامتی واخترتھم لنفسی وانی وجدت بنی اسرائیل کالغنم الشاردۃ التی لا راعی لھا فرددت شاردتھا وجمعت ضالتھا وداریت مریضھا وجبرت کسیرھا وحفظت سمنتھا فلما فعلت ذلک بطرت فتناطحت کباشھا فقتل بعضھا بعضا فویل لھذہ الامۃ الخاطیۃ وویل لھؤلاء القوم الظالمین انی اقسمت یوم خلقت السموات والارض قضاء حتما وجعلت لہ اجلا مؤجلا لا بد منہ فان کانوا یعلمون الغیب فیخبرونک متی حتمتہ وفی ای زمان یکون وانی مظھرہ علی الدین کلہ فیخبرونک متی ھذا ومن القیم ومن اعوانہ وانصارہ ان کانوا

يعلمون فاني باعث بذلك رسولا من الاميين ليس بفظ ولا بغليظ ولا صخاب
في الاسواق ولا قوال بالهجر واخنا اسدده لكل جميل واهب له كل خلق كريم و
اجعل السكينة على لسانه والتقوى ضميره والحكمة منطقه والصدق
والوفاء طبيعته والعفو والمعروف خلقه والحق شريعته والعدل سيرته والاسلام
ملته ارفع به من الوضيعة واغني به من العيلة واهدي به من الضلالة
واولف به بين قلوب متفرقة واهواء مختلفة واجعل امته
خير امة اخرجت للناس امرا بالمعروف ونهيا عن المنكر وتوحيدا الي واخلاصا بما جاء به رسولي
الهمهم التسبيح والتحميد في مساجدهم وصلواتهم ومتقلبهم ومثواهم
ويخرجون من ديارهم واموالهم ابتغاء مرضاتي يقاتلون في سبيلي صفوفا
ويصلون لي قياما وركوعا وسجودا يكبروني على كل شرف رهبان الليل اسد النهار
ذلك فضلي اوتيه من اشاء وانا ذو الفضل العظيم انتهى ترجمه

وہب بن منبہ سے روایت ہی کہ اُنھون نے یہ فرمایا کہ بنی اسرائیل کے ایک نبی پر خدا نے جو کتاب
نازل کی تھی اُسمین مین نے یہ پڑھا کہ اپنی قوم مین کھڑا ہو اور کہہ اے آسمان سن اور اے زمین
چپ کان لگا رسول اسلئے کہ حق سبحانہ تعالے بنی اسرائیل کی شان کا قصہ بیان فرمانا چاہتا ہی مین نے
اپنی نعمت سے ونکو پالا اور اپنی کرامت سے اُنکو برگزیدہ کیا اور اپنے لیے اُنکو چھانٹ لیا اور مین نے
بنی اسرائیل کو ایسی بھاگی ہوئی بھیڑون کے مانند پایا جنکا کوئی چرواہا نہیں جوان مین سے
بھاگ گئی تھین اُنکو مین پھیر لایا اور جو اُنمین سے بھٹک گئی تھین اُنکو مین نے جمع کیا اور جو
ان مین سے بیمار تھین اُنکی دوا کی اور جنکا ان مین سے ہاتھ پانون ٹوٹ گیا تھا اُنکا معالجہ کیا اور
جو اُن مین سے دبلی تازی تھین اُنکی حفاظت کی جب مین نے یہ کیا تو وہ خوش ہوئین اُن مین
جو مینڈھے تھے اُنھون نے ایکدوسرے کو سینگ مارے اور ایک کو دوسرے نے قتل کر ڈالا
پس افسوس ہی ان گنہگار امتون پر اور افسوس ہی اُس ظالم قوم پر مین نے جس دن زمین اور
آسمان پیدا کیے تھے اُسی دن مین نے ایک حتمی امر مقرر کردیا تھا اور اُسکے لیے ایک مدت
معین کردی جو ضروری ہی پس اگر ان لوگونکو علم غیب ہو تو تجھکو خبر دینگے کہ مین نے وہ تعین کب

کیا ہے اور کس زمانے مین ظہور ہوگا اسواسطے کہ مین اُس امر کو سب دینون پر ضرور غالب کرونگا پس اگر وہ جانتے ہین تو تجکو خبر دینگے کہ کب ظہور ہوگا اور کون مہتمم ہوگا اور اُسکے مددگار کون ہونگے اسکے ساتھ مین ایک پیغمبر کو بے پڑھے لکھے اُمیّون مین سے ضرور معبوث کرونگا جو نہ درشت خو ہوگا نہ سخت ہوگا نہ بازارون مین چیخنے والا ہوگا نہ پریشان اور بیہودہ گفتار ہوگا مین ہر خوبی اُسے دونگا اور ہر ایک اچھی خصلت اُسے عنایت کرونگا اور مین سنجیدگی اُسکی زبان پر اور پرہیزگاری اُسکے دل مین اور دانائی اُسکی گفتار مین اور صبر و وفاداری اُسکی طبیعت مین اور درگزر اور نیکی اُسکی عادت مین اور خلق اُسکی شریعت مین اور عدل اُسکی سیرت مین رکھونگا اور اسلام کو اُسکا مذہب کرونگا اُسکی وجہ سے کمینگی کو دور کرونگا اور اُسکی وجہ سے افلاس کو دفع کرونگا اور اُسکی وجہ سے گمراہون کو راہ پر لاؤنگا اور اُسکی وجہ سے قلوب متفرقہ اور مختلف خواہشون مین تالیف کردونگا اور اُسکی امت کو ایمان مین توحید مین اور تصدیق رسول مین بہترین امت کرونگا اور اُنکے دل مین ڈالونگا کہ چلتے پھرتے نماز مین مسجدون مین میری تسبیح اور تحمید کیا کرین میری رضا جوئی کے لیے وہ اپنا گھربار چھوڑ کے نکلینگے میری راہ مین وہ صفین جما کر لڑینگے اور میرے لیے قیام و رکوع و سجود نماز مین کرینگے ہر کنگرہ پر میرے لیے تکبیر کہینگے رات کو راہب اور دن کو شیر ہونگے یہ میرا فضل ہے جسکو چاہتا ہون دیتا ہون اور مین صاحب فضل ہون - یہ کتاب حزقیل علیہ السلام کی ہے یہود نے مقام بشارت مین تحریف کی - وروی ان عمر رضی اللہ عنہ قال لکعب الاحبار یا کعب ادرکت النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقد علمت ان موسی بن عمران علیہ السلام تمنی ان یکون فی ایامہ فلم تسلم علی یدہ ثم ادرکت ابا بکر وھو خیر منی فلم تسلم علی یدہ ثم اسلمت فی ایامی فقال یا امیر المؤمنین لاتعجل علیّ فانی کنت انثبت حتی انظر کیف الامر فوجدتہ کالذی ھو فی التوریۃ فقال عمر رض وکیف ھو فیھا قال کعب رأیتہ فی التوریۃ ان سید الخلق والصفوۃ من ولد ادم یظھر من جبال فاران من منابت القرظ من الوادی مقدس فیظھر التوحید والحق ثم ینتقل الی طیبۃ فیکون خروجہ دایامہ بھ ثم یقبض فیھا فیدفن بھا قال عمر رض ثم ماذا قال ثم یلی

من بعدہ الشیخ الصالح قال ثم ماذا قال ثم یموت متبعا قال عمر رضی اللہ عنہ ثم ماذا قال ثم یلی القرن الحدید وفی لفظ صدع من حدید قال عمر رضی اللہ عنہ وادفراہ ثم ماذا قال کعب ثم یقتل شہیدا قال عمر رضی اللہ عنہ ثم ماذا قال کعب ثم یلی صاحب الحیاء والکرم قال عمر رضی اللہ عنہ ثم ماذا قال کعب ثم یقتل مظلوما قال عمر رضی اللہ عنہ ثم ماذا قال کعب ثم یلی صاحب الحجۃ البیضاء والعدل السواء صاحب الشرف التام والعلم الجام قال ہو ابو الحسن علی قال کعب ثم یقتل شہیدا قال عمر رضی اللہ عنہ ثم ماذا قال کعب ثم ینتقل الامر الی الشام قال عمر رضی اللہ عنہ حسبک یا کعب ومثل ہذا یروی عن الاسقف الذی سالہ عمر رضی اللہ عنہ عن الخلفاء الذ قریبا لدال ہو النتن والحدید دفرو اسما قال عمر رضی اللہ عنہ وادفراہ تواضعا اخیر عن ذکر الحدید بمحاسن صفاتہ وشدتہ باسہ وذکر نتنہ وقول من قال ارادوا اذلاہ لیس صحیحا ولا یادی الی جیتہ وشبہتہ انتہی

ترجمہ روایت ہی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کعب الاحبار سے فرمایا کہ تم جانتے تھے کہ موسیٰ بن عمران نے تمنا کی کہ نبی آخر الزمان کے زمانے مین ہوتے۔ اور تمھین جناب ممدوح کا زمانہ ملا مگر تم اُنکے ہاتھ پہ ایمان نہ لائے بعد ازان تمنے زمانہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا پایا جو مجھسے بہتر تھے مگر تم ایمان نہ لائے اور میرے زمانہ مین تم ایمان لائے پس کعب نے کہا اے امیر المومنین میرے بارے مین جلدی نہ کیجیے اسلیے کہ مین تحقیق کرتا تھا کہ درحقیقت کیا صحیح ہی تا آنکہ مین نے وہ پایا جو توریت مین مذکور ہی عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ امر توریت مین کس طرح مذکور ہی کعب احبار نے کہا کہ مین نے توریت مین دیکھا ہی کہ سردار خلق اور برگزیدہ اولاد آدم علیہ السلام کوہ ہاے قاران مین ظاہر ہوگا وادی مقدس مین وہ توحید اور حق کو ظاہر کریگا پھر وہ طیبہ کو جاویگا اور وہان اُسکی جنگ وجدال ہوگی یہین اُسکی روح قبض ہوگی اور یہین وہ دفن ہوگا۔ عمر رضہ نے کہا اسکے بعد کعب احبار نے کہا بعد اسکے شیخ صالح والی ہوگا عمر رضہ نے پوچھا پھر کیا ہی کعب نے کہا پھر وہ مرجاویگا درانحالیکہ لوگ اُسکی پیروی کرتے ہونگے عمر رضہ نے پوچھا پھر کیا کعب نے کہا پھر زمانہ آہن آویگا عمر نے کہا اے ہے بدبو پھر کیا ہی کعب نے کہا پھر وہ شہید ہوگا عمر رضہ نے پوچھا

پھر کیا ہوگا کعب نے کہا پھر صاحب شرم و بخشش والی ہوگا عمر رض نے پوچھا پھر کیا ہی کعب نے
کہا پھر وہ مظلوم مارا جاویگا عمر رض نے کہا پھر کیا ہی کعب نے کہا پھر سفید سر والا پھر انصاف
کرنے والا پوری شرافت والا پورے علم والا والی ہوگا عمر رض نے کہا کہ یہ ابو الحسن علی ہین کعب نے
کہا پھر وہ شہید ہوگا عمر رض نے پوچھا پھر کیا ہی کعب نے کہا پھر یہ حکومت شام کی طرف
منتقل ہوگی عمر رض نے کہا کعب بس - اسی روایت کے مانند اُس پادری سے منقول ہی
جس سے عمر رض نے خلفا کے باب مین سوال کیا تھا اِس حدیث مین لفظ دفر بدال مہملہ بمعنے بدبو ہی
اور لوہا بدبو ہوتا ہی اور عمر رض نے صرف براہ فروتنی اپنے بدبو کہا تھا اور لوہے سے کعب
کی مراد صفات حمیدہ اور شدت باس ہی - اکثر ابواب کتاب اشعیاؑ مین یہ مضمون درج ہی لیکن
اخیر بشارت مین تحریف کی گئی ہی - وروی الواقدی عن ثعلبة بن ابی مالك الخشنی
ان عمر رض سأل ابا مالك وهو ابو ثعلبة هذا وكان من احبار اليهود فقال اخبرنی
بصفة النبی صلی الله علیه وسلم فی التوریة فقال ان صفته فی التوریة
بنی هارون التی لم یبدل ولم یتغیر احمدؐ من ولد اسمٰعیل بن ابراهیم وهو اٰخر
الانبیاء وهو النبی العربی یاتی بدین ابراهیم الحنیف یتزر علی وسطه ویغل
اطرافه فی عینیه حمرة وبین کتفیه خاتم النبوة لیس بالقصیر ولا بالطویل
یلبس الشملة ویجتزئ بالبلغة ویرکب الحمار ویمشی فی الاسواق سیفه
علی عاتقه لا یبالی من لقی من الناس معه صلٰوة لو کانت فی قوم نوح
ما هلکوا بالطوفان ولو کانت فی قوم عاد لا اهلکوا بالریح ولو کانت فی
قوم ثمود لا اهلکوا بالصیحة مولده بمکة ومنشاءه وبدء نبوته بها
ودار هجرته بیثرب بین لابتی حرة ونخل وسبخة وهو امی لا یکتب ولا یقرء
المکتوب وهو الحماد یحمد الله علی کل شدة ورخاء سلطانه بالشام وصاحبه
من الملائکة جبرئیل یلقیٰ من قومه اذی شدید اثم یدال علیهم فیحصدهم
حصدا یکون له وقعات بیثرب یکون منها له ومنها علیه ثم له العاقبة معه قوم
هم الی الموت اسرع من الماء من راس الجبل الی سفله فی صدورهم اناجیلهم

وقربانهم دماءهم وهم ليوث النهار رهبان الليل يرعب عدوه منه من مسيرة شهر يباشر القتال بنفسه حتى يجرح ويكلم لا شرطه معه ولا حرس الله يحرسه انتهے

ترجمہ واقدی رحمہ اللہ نے ثعلبہ بن ابومالک حشنی سے روایت کی ہے کہ عمر رضی نے ابو مالک سے پوچھا (جو ابو ثعلبہ سے تھے) اور جو احبار یہود مین سے تھے آپ نے کہا مجھکو بتایئے حضرت نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی کیا صفت توریت مین مذکور ہے ابو مالک نے جواب دیا کہ جو صفت اُنکی نبی ہارون کی توریت مین متغیر و تبدیل نہین ہوئی ہے یہ ہے کہ احمد صلے اللہ علیہ وسلم اسمعیل بن ابراہیم کی کی اولاد سے ہونگے وہ اخیر نبی ہین اور عربی نبی ہین وہ ابراہیم کا دین حنیف جاری کرینگے کمر پہ پاجامہ باندھینگے اور ہاتھ پانٔون دھوئینگے اُنکی آنکھون مین سرخی ہوگی اور اُن کے دونون شانون کے بیچ مین مہر نبوت ہوگی وہ نہ ٹھگنے ہونگے نہ طویل القامت شملہ پہنینگے اور چھریرہ اکتفا کرینگے اور گدہے پربھی سوار ہونگے اور بازارون مین پیادہ پھرینگے اُنکے کر ہے پتلوار ہوگی اور جو کوئی اُنسے ملے آپ اسکے ساتھ نماز پڑھینگے اگر یہ قوم نوح مین ہوتے تو وہ ہرگز طوفان سے ہلاک نہوتے اور اگر قوم عاد مین ہوتے تو وہ ہوا سخت سے نہ ہلاک ہوتے اور اگر قوم ثمود مین ہوتے تو وہ آواز سے ہلاک نہ ہوتے جائے پیدایش آپ کی مکہ ہے اور یہین آپکا نشو و نما اور آپ کی نبوت کی ابتدا ہوگی اور مقام ہجرت آپ کا یثرب ہوگا جو ایسی زمین پہ واقع ہے جہان سیاہ سنگستان اور شورہ زار زمین ہے اور آپ محض امی ہونگے نہ لکھینگے نہ لکھا ہوا پڑھینگے آپ حماد یعنے بڑی حمد کرنے والے ہونگے ہر سختی اور نرمی مین اللہ کی حمد کرینگے آپ کا غلبۂ حکومت شام مین ہوگا اور آپ کے مصاحب جبرئیل علیہ السلام ہونگے۔ اپنی قوم سے آپ سخت اذیت اُٹھائینگے پھر اُنپر آپ کامیاب ہونگے آپ سے لڑائیان یثرب مین اس طور پہ ہونگی کہ کسی مین آپ کو فتح اور کسی مین آپ کو شکست ہوگی لیکن اخیر مین آپ ہی فتحیاب رہینگے آپ کے ساتھ ایک قوم ہوگی موت کی طرف اُس پانی سے زیادہ دوڑینگے جو پہاڑ کی چوٹی سے نیچے کی جانب دوڑتا ہے اُس قوم کے سینہ اُنکی انجیلین ہونگی اور قربانیان اُنکی انکا خون ہوگا وہ دن کے شیر اور رات کے راہب ہونگے ایک مہینہ کی راہ سے آپ کا دشمن آپسے مرعوب ہوجائیگا آپ خود اپنی ذات سے لڑائی مین شریک ہونگے تا آنکہ زخمی ہونگے آپ ایسی حالت مین گفتگو کرینگے کہ نہ آپ کے ساتھ کوئی پہرے والا ہوگا

نہ کوئی نگہبان اللہ تعالے خود اُنکی حفاظت کریگا۔ اسیطرح کی احبار سے اور بہت سی روایات ہین جنھون نے بعد اسلام کے صاف اقرار کیا ہی کہ نبی آخر الزمان صلے اللہ علیہ وسلم کے باسمہ الشریف وجمیع صفات الکاملۃ توریت مین بشارتین ہین علیٰ ہذا القیاس ہی بعض زبورون مین جنکے نسخے بعض یہودیون کے پاس ابتک محفوظ ہین باسمہ الشریف وصفاتہ الکاملۃ بشارۃ موجود ہی چنانچہ یہ زبور منجملہ اُنکے ہی یا احمد فاضت الرحمۃ علیٰ شفتیك من اجل ذلك ابارك علیك فتقلد السیف فان بھاءك وحمدك الغالب وبورکت کلمۃ الحق فان ناموسك وشرایعك مقرونۃ بھیبۃ یمینك سہامك مسنونۃ والامم یخرون تحتك کتاب حق جاء اللہ بہ من الیمن والتقدیس من جبل فاران وامتلأت الارض من تحمید احمد وتقدیسہ وملك الارض ورقاب الامم انتھے ترجمہ اے احمد تیری لبون سے رحمت کا فیضان جاری ہوا اسوجہ سے مین تجھے برکت دونگا تو تلوار پرتلہ مین لگالے اسلیے کہ تیری رونق اور تیری تعریف غالب ہی تجھے برکت ملے پس تیرا ناموس اور تیری شریعت تیرے داہنے ہاتھ کی ہیبت کے ساتھ ہی تیرے تیر نشان پہ لگے ہوئے ہین اور لوگ تیری محبت مین متحیر ہین یہ کتاب حق ہی جسے خدا تعالے نے یمن اور تقدیس کے ساتھ کوہ فاران سے نازل فرمایا۔ اور زمین احمد کی حمد اور تقدس سے بھر گئی اور وہ زمین اور رقاب الامم کا مالک ہوگیا۔ انتھے۔ بعد تحریف بعض مواضع اور حضرت کے اسم مبارک کے اخراج کے بعد اور تغیرات کثیر کے بعد یہ زبور باقی ہی یہ مزمور چوالیسوان ہی جسکا عنقریب مین گیارھوین مقالہ مین ذکر کرونگا اور تذنیب مین مزامیر محرفہ کا بالتفصیل بیان کرونگا۔ ایک درس یہ ہی لقد انکشفت السماء من بھاء احمد وامتلأت الارض من حمدہ انتھے ترجمہ احمد کی رونق سے آسمان کھلگیا اور اُسکی حمد سے زمین بھر گئی انتھے۔ یہود نے اس آیت کو اس مزمور سے اسوجہ سے نکال ڈالا کہ اُسمین حضرت کا اسم شریف تھا۔ واضح رہے کہ اہل کتاب قبل از ولادت نبی آخر الزمان صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم بتصریح اسم مبارک اور جملہ علامات کے توریت اور دیگر کتب انبیاء سے آپ کے مبعوث ہونے کی خبر دیتے تھے اور مواقع اور مواضع بشارت کے یقین کرتے تھے لیکن بعد ظہور نبی آخر الزمان صلے

اللہ علیہ وسلم کے یہود نے بعض کتب برأسہ تلف کین اور بعض سے وہ مقامات نکال ڈالے اور ابواب و آیات کتب مین تصرفات کیے یہی وجہ ہی کہ ابواب اور زبورون کا نشان کتب مروجہ حال سے مطابق نہین ہوتا میرا دل تو نہین چاہتا ہی مگر مجبوری تھوڑا ساحال مسیحیون کا بھی لکھتا ہون تاکہ انھین اپنی نسبت شکایت نہ رہے کہ ہمین کیون چھوڑ دیا۔ روی ان امیر المؤمنین علیا رضی اللہ عنہ نزل بالسلیح الی جنب دیر فاتاہ قیم الدیر فقال یا امیر المؤمنین انی ورثت عن اٰبائی کتابا قدیما کتبہ اصحاب المسیح علیہ السلام فان شئت قرأتہ علیک قال نعم ھات الکتاب فجاء بکتاب فاذا فیہ الحمد للہ الذی قضی فیما قضی وسطر فیما سطر انہ باعث فی الامیین رسولا منھم یعلمھم الکتاب والحکمۃ ویدلھم علی سبیل الجنۃ لافظ ولاغلیظ ولاصخاب بالاسواق ولایجزی بالسیئۃ السیئۃ ولکن یعفوا ویصفح امتہ الحمادون للہ فی کل ھبوط ونشز وصعود یدلک السنتھم بالتکبیر والتھلیل ینصرونھم علی کل من ناداہ انتھی ترجمہ روایت ہی کہ امیر المومنین علی رض سلیح مین ایک دیر کے پہلو مین اُترے جب دیر کا متوّلی حاضر ہوا اور اُسنے کہا کہ امیر المومنین مین نے اپنے آبا واجداد سے ایک پُرانی کتاب پائی ہی جسکو مسیح کے اصحاب نے لکھا تھا اگر تمھاری مرضی ہو تو مین تمھارے سامنے اُسکو پڑھون علی رض نے کہا اچھا کتاب لاؤ وہ کتاب لایا تو اُسمین تھا تعریف اُسی خدا کے لیے ہی جسکے حکمون سے ایک یہ حکم ہی اور جسکے نوشتون مین سے ایک یہ نوشتہ ہی کہ وہ ناخواندون مین سے ایک رسول مبعوث کریگا جو اُنکو کتاب اور حکمت سکھاویگا اور جنت کی راہ بتاویگا وہ نہ درشت خو نہ سخت ہوگا اور نہ بازارون مین چیخنے والا ہوگا اور بُرائی کا بدلہ بُرا نہ کریگا بلکہ معاف اور درگزر کریگا اسکی امت ہر نشیب و فراز و بلندی پر بڑے حمد کرنے والے ہونگی تہلیل اور تکبیر سے اُنکی زبانین خالی نہونگی اُسکا دین اُسپر جو اُس سے دشمنی رکھینگے غالب ہوگا انتھے

وروی ان اباذویب قال انہ خلت فی سیاحتی دیرا فقلت للراھب القیم علیہ اعندک فائدۃ قال نعم لک یا عربی قلت ھاتھا فاخرج الی ورقۃ فیھا اربعۃ اسطر فذکر انھا من الکتب المنزلۃ

ففی السطر الاول منها یقول الجبار تبارک وتعالیٰ انا الله لا اله الا انا وحدی لا شریک
لی والسطر الثانی محمدؐ المختار عبدی ورسولی والسطر الثالث امته الحمادون
امته الحمادون امته الحمادون والسطر الرابع عادة الشمس عادة
الشمس عادة الشمس انتہیٰ ترجمہ روایت ہی کہ ابو ودیب نے کہا مین سیاحت کرتے
کرتے ایک دیر مین پہونچا مین نے اُس راہب سے جو وہان مقیم تھا کہا کہ تجھسے کچھ فائدہ بھی ہوگا اُسنے
کہا کہ ہان اے عرب تجھکو فائدہ ہوگا مین نے کہا کہ تو بتا پس وہ ایک ورق نکالکر میرے پاس لایا جسمین
چار سطرین تھین اور اُس نے بیان کیا کہ یہ منجملہ کتب منزلہ ہی۔
پہلی سطر مین تھا کہ جناب تبارک وتعالے ارشاد فرماتا ہی کہ مین اللہ ہون کوئی معبود دیگار سوائے
میرے نہین ہی اکیلا ہون میرا کوئی شریک نہین ہی۔
اور دوسری سطر مین تھا کہ محمد مختار میرا بندہ اور میرا رسول ہی۔
اور تیسری سطر مین تھا کہ اُسکے پیرو بڑے حمد کرنے والے ہین اُسکے پیرو بڑے حمد کرنے والے ہین اُسکے
پیرو بڑے حمد کرنے والے ہین۔
اور چوتھی سطر مین تھا کہ آفتاب اُنکا ننگ ہی آفتاب اُنکا ننگ ہی آفتاب اُنکا ننگ ہی۔ انتہی روی
محمد بن الدیال عن بعض الانصار انه قال اوحی الله علی عیسیٰ علیه السلام یا عیسیٰ
اسمع قولی واطع امری یا ابن الطاهرة البکر البتول فانی خلقتک من غیر فحل وجعلتک
اٰیة للعالمین فایای فاعبد وعلی فتوکل وخذ الکتاب بقوة وفسره لاهل سوریا وبلغ من
بین یدیک اخبرهم انی انا الله البدیع الدائم الذی لا یزول صدقوا النبی الامی الذی یبعث
فی اخر الزمان صاحب الجمل صاحب النساء الکثیر الازواج القلیل الاولاد نسله
من المبارکة التی مع امک فی الجنة لها منها ابتدا لها فرخان لیستشهدان دینه الحنیفیة وقبلته
عانیة وهو رحمة للعالمین له حوض ابعد من مکة الی مطلع الشمس فیه انیة مثل نجوم السماء
وله لون کل شراب الجنة وطعم کل ثمار الجنة من شرب منه شربة لا یظماء
بعدها یصف لله قدسیه کما تصف الملائکة یخشع له قلبه النور
فی صدره والحق علی لسانه تنام عیناه ولا ینام قلبه له تدخر

الشفاعة وعلى امته تقوم الساعة انتہی۔ ترجمہ
محمد بن دیان سے بعض راویان نے روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے حضرت عیسیٰ علی نبینا و
علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ اے عیسیٰ میرا کہا سن اور میرا حکم مان اے پاک باکرہ بتول کے بیٹے اے وہ شخص کہ میں نے
تجھکو بغیر مرد کی مباشرت کے پیدا کیا اور میں نے تجھکو دنیا مین ایک نشانی قرار دیا پس میری ہی
تو پرستش کر اور مجھی پر بھروسا رکھ اور بقوت کتاب کو سنبھال اور شوریا کے باشندون کے سامنے
اسکی تفسیر کر اور جو لوگ تیرے سامنے ہین انکو خبر دے اور انکو آگاہ کر کہ مین ہی خدا ہون آفرینندہ
ہمیشہ ہمیشہ اس طرح رہنے والا کہ کبھی زوال ممکن نہین۔ اُس ناخواندہ نبی کی تصدیق کرو جسکو مین
اخیر زمانہ مین بھیجونگا جو صاحب شتر ہوگا صاحب زنان ہوگا بہت سی جورون والا … اور اولاد
والا ہوگا اسکی نسل ایک ایسی برکت والی سے ہوگی جو تیری ماں کے ساتھ بہشت مین ہوگی اسکی زن
سے ایک بیٹی پیدا ہوگی جسکے دو بیٹے شہید ہونگے دین اُسکا راستی ہے اور قبلہ اُسکا مکہ ہے اور وہ
دنیا کے لیے رحمت ہے اُسکے لیے ایک حوض ہے جو مکہ سے مشرق تک … زیادہ … پیالے
مثل تارون کے بھرے ہوئے ہین اُس مین بہشت کی سب شرابون کا رنگ ہے اور بہشت کے سب
میوون کا مزہ ہے جو اُسمین سے ایکبار پئیگا کبھی پھر اُسے پیاس نہ لگیگی اُسکے تابع اللہ کے لیے اس طرح
صف باندھینگے جس طرح فرشتے صف باندھتے ہین اُسکے لیے اُسکے دل مین خشوع ہوگا اُسکے سینہ
مین نور ہوگا حق اُسکی زبان پر ہوگا آنکھین اُسکی سوئین گی لیکن دل نہ سوئیگا اُسی کے لیے شفاعت
اٹھا رکھی جاویگی اور اُسی کے پیرو پر قیامت آئیگی۔ انتہی روی عن عبد اللہ بن العباس
ان کتاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم لما بلغ قیصر ملک الروم جمع بطارقتہ وعلماء
دینہ وعرض علیہم الاسلام فانکروا ذلک انکارا شدیدا فقال لہم
قیصر انما اردت بہ اختبارکم فقد علمت الا حفظکم لدینکم فقام راہب
عظیم القدر فیہم فقال ایہا الملک انک لتعلم ان ہذا العربی ہو النبی الذی
بشرنا بہ عیسی علیہ السلام وانہ راکب الجمل الذی یجیء بعد راکب الحمار
مولدہ مکۃ ومہاجرہ طابۃ وملکہ بالشام وامتہ الحمادون
وذکر کلاما طویلا فی ہذا الفن انتہی۔ ترجمہ عبد اللہ بن عباس

رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب خط آنحضرت کا قیصر بادشاہ روم کو پہونچا تو اوس نے اپنے پادریون
کو اور اپنے دین کے بڑے بڑے عالمون کو جمع کیا اور کہا کہ اسلام قبول کرو اسپر اونھون نے سخت
دنگا کیا پس اونسے قیصر نے کہا کہ میرا صرف تمھاری آزمائش کا قصد تھا تاکہ معلوم ہو جاسے کہ اپنے
دین کی حفاظت کا تم کو خیال ہے یا نہین پس ایک راہب جسکا مرتبہ اونمین بڑا تھا اوٹھ کھڑا ہوا اور ہنسنے
بیان کیا کہ اے بادشاہ تو خوب جانتا ہے کہ یہ عربی شخص وہی ہے جس کی خوشخبری عیسیٰ نے دی تھی یہی
اونٹ کا سوار ہونے والا ہے جو بعد گدھے پر سوار ہونے والے کے آویگا جاے ولادت اوسکی مکہ ہے
اور جاے ہجرت طابہ ہے اور بادشاہی اوسکی شام مین ہے اور پیرو اوسکے بڑے حمد کرنے والے ہین
اوسنے ایک طولانی تقریر بیان کی۔ انتہٰی۔ روی الواقدی ان هرقل کان یبعث الی النجاشی
شمامسة فیقرؤن علیه الانجیل وغیره وکان النجاشی من اعلم الناس بکتب الله
سبحانه فی عصره فاذا تعلموا ما یریدونه رجعوا الی هرقل وبعث غیرهم للقراءة
علی النجاشی وان قیصر قال یوما لعلماء دینه ههنا احد ممن قرأ علی النجاشی
قالوا نعم عشرة من الشمامسة فاحضرهم ثم سألهم عن اعلمهم فاشاروا
الی احدهم فخلی به وقال له الا تخبرنی عن النجاشی قال بلی ایها الملک انا اخبره
من کل من عنده بعد مقام اربعة اعوام وقد عرفت امره کله فعن ای شئ یسألنی
الملک من امره قال قیصر هل تذکر هذا العربی الذی یقول انه نبی قال نعم انه
وضع الانجیل امامه ولیس عنده غیری فقرأ احمد النبی الامی العربی یرکب البعیر
ویجبر الکسیر یخرج من مکة الی یثرب وهو خیر الانبیاء یقوم فیما بین عیسی والساعة
فمن ادرکه واتبعه رشد ومن خالفه هلک ورایت یعلم هذا ابناله وحضرت
اصحاب محمد یتکلمون عنده فخاطبه بن عم محمد خطابا ابکاه حتی ابل لحیته
بدموعه ثم قال اشهد انه النبی العربی الذی بشربه عیسی المسیح علیه السلام
وهو خیر الانبیاء فقال قیصر صدق النجاشی ولولا انی افتتن علی ملکی ولا تتابعنی
الروم ان خالفت دینهم لاظهرت تصدیقه وسیظهر دینه علی منتهی
الخف والحافر ثم قال للشماسین علی ای دین انت قال لولا ان اکره

خلاف الملك لا تبعت محمدا فقال له قيصر لا تخفين وا كتم امرك
عن الروم وتوجه الى حيث شئت او اقم فقال الشماس انى اريد اللحاق به
قال اذهب فذهب متوجها الى النبى صلى الله عليه وسلم
فلما كان بالبلقاء اغتاله قوم فبلغ ذلك قيصر فكتب
الى عامله بالبلقاء ان اطلب الذى قتلوا عبدى فاقتلهم
به فطلبهم فظفر بهم فصلبهم ثم قتلهم

ترجمہ واقدی رحمہ اللہ سے روایت کی ہو کہ ہرقل شہنشاہ روم شماسون کو نجاشی کے پاس بھیجا کرتا تھا یہ اسکے سامنے انجیل وغیرہ پڑھتے تھے اور نجاشی اپنے زمانے کے لوگون مین سب سے زیادہ خدا کی کتابون کا علم رکھتا تھا پس یہ جو چاہتے تھے سب سیکھ لیتے تھے اسکے بعد ہرقل کے پاس واپس آتے تھے اور اسکے بعد وہ اور لوگون کو نجاشی کے پاس پڑھنے کو بھیج دیتا تھا ایکدن قیصر نے کہا کہ اُن لوگون مین سے کوئی یہان ہو جو نجاشی کے پاس سے پڑھکر آتے ہین لوگون نے کہا کہ وہ شماسے یہان ہین اُسنے اُن کو بلوایا اور پوچھا کہ ان سب سے زیادہ عالم کون ہو لوگون نے ایک شخص کی طرف اشارہ کیا اُس نے اُسکے ساتھ تخلیہ کیا اور اس سے کہا کہ کیا تو نجاشی کا حال مجھکو نہ بتائیگا اُس نے کہا ہان اے بادشاہ مین ہر شخص کا حال جو اُسکے پاس بیٹھتا ہو بتا دونگا چار برس اُسکے پاس رہا ہون اور اُسکے سارے امور سے واقف ہون آپ کیا بات اُسکی مجھسے دریافت فرماتے ہین قیصر نے کہا کہ یہ عربی شخص اپنے تئین نبی کہتا ہو اسکا بھی ذکر وہ کرتا ہو اُس نے کہا کہ ایکدن اُس نے انجیل اپنے سامنے رکھی اور اُسوقت کوئی سوائے میرے اُسکے پاس نہ تھا اور یہ پڑھنا شروع کیا احمد نبی اونٹ پہ سوار ہوگا اور ٹوٹے کو جوڑیگا مکہ سے یثرب کو نکل کے جاویگا وہ بہترین انبیا ہو درمیان عیسی علیہ السلام اور قیامت کے اُسکا ظہور ہوگا پس جس شخص نے اُسکو پایا اور پیروی اُسکی کی وہ ارجمند ہوا اور جسنے اُسکے خلاف کیا وہ تباہ ہوا) مین نے نجاشی کو دیکھا کہ وہ اپنے بیٹے کو اسی کی تعلیم دیتا تھا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب آگئے جو اُس سے باتین کرنے لگے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی نے نجاشی سے ایسی تقریر کی کہ اُسکو اتنا رولایا کہ اُسکی ڈاڑھی اُسکے آنسوؤن سے تر ہوگئی پھر اُس نے کہا کہ مین گواہی دیتا ہون کہ یہ وہی عربی نبی ہو جسکی بشارت عیسی مسیح نے دی ہو

اور وہ بہترین انبیا ہی یہ سنکر قیصر نے کہا نجاشی نے ٹھیک کیا اور اگر مجھکو خیال بادشاہی جانے
کا نہ ہوتا اور یہ ڈر نہ ہوتا کہ رومی میری پیروی نہ کرینگے جب کہ مین اُنکے دین کی مخالفت کرون تو
مین ضرور نبی عربی کی تصدیق علانیہ کرتا اور عنقریب دین اُسکا جہان تک کھُر اور سم جاسکتے
ہین پھیلے گا پھر اُس نے شاسہ سے کہا کہ تیرا کیا دین ہو اُسنے کہا کہ اگر آپ کی مخالفت مجھکو بری نہ معلوم
ہوتی تو مین محمدؐ کی پیروی کرتا قیصر نے اُس سے کہا کہ مجھسے نہ چھپا مگر اپنی بات رومیون سے پوشیدہ
رکھ اور جہان تیرا جی چاہتا ہو جا یا یہین قیام کر شاسی نے کہا کہ مین چاہتا ہون کہ نبی عربی کی خدمت مین
چلا جاؤن اُس نے کہا اچھا چلا جا پس وہ آنحضرت کی طرف روانہ ہوا مگر جب کہ وہ بلقار مین تھا
یکایک اُسے اُسکی قوم کے لوگون نے مار ڈالا یہ خبر جب قیصر کو پہونچی اُس نے بلقار کے حاکم کو لکھا کہ جن
لوگون نے میرے غلام کو مارا اُنکو ڈھونڈھ کے قتل کر اُسنے جستجو کی اور اُنکو ڈھونڈھ نکالا اور پہلے اُنکو
سولی دی پھر قتل کیا دوی عن عبد اللہ بن مالک انہ قال قدمت الیمامۃ فی خلافۃ
عثمان رضی اللہ عنہ فجلست فی ناد یجرو ھو قصبۃ الیمامۃ فقال رجل فی الناس
نبیا انا یوما عند ھودہ ذی التاج اذ دخل حاجب ھودہ فقال لہ ھذا
راھب الشام یعنی دمشق یستاذن علیک فاذن لہ فدخل فرحب
بہ ھودہ و تحاکیا فقال لہ الراھب ما اطیب بلاد الملک فقال ھودہ اجل
ھی ریف العرب واصح بلادھا قال الراھب اَیْنَ بلاد محمد ھذا الذی یدعو
الناس الی دینہ من بلاد الملک قال ھودہ ھو منا قریب بیثرب
وقد جاءنی کتابہ یدعونی فلم اجبہ الی ماسال فقال الراھب
لِمَ قال ضننت بملکی وخشیت ان یذھب اذا صرت تبعا لہ فقال
الراھب لو اتبعتہ لملکک وللخیر لک فی اتباعہ فانہ النبی الذی بشر بہ عیسٰی
علیہ السلام ووصفہ فی الانجیل بصفۃ فقال ھودہ الراھب فما لک لا تتبعہ
قال احد فی احسۃ واحب الخمر وھو یحرمھا فقال ھودہ ما ارانی الا تبعہ واسالہ
ان یقر علی ملکی ولقد وعد فی رسولہ بذلک ثم امر کاتبہ فکتب الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم
کتابا وبعث الیہ رسولہ بھدیۃ وشعر قومہ بذلک فاتوہ وقالوا ان تبعتہ خلعناک

فارتجع الرسول و رفض ما كان عزم عليه ولبث الراهب عنده في كرامته وكان يفد عليه كل عام ثم طعن
الراهب الى الشام فلقيته عند طعنه فقلت له الحق ما قلت لهوده في امر محمد قال نعم فاتبعه قال
فرجعت الى اهلي فتجهزت واتيت الى النبي صلى الله عليه وسلم واخبرته بما سمعته وامنت به واما
هوده فكان قد اتى ملك الروم قيصر وتوجه وملكه على قومه وكان يتعهد بالصلاة
النفيسة كل عام فمن ذلك وفد عليه الراهب المذكور وقيل ان الذي ملكه
وتوجه كسرى انتهى ترجمہ عبد اللہ بن مالک سے روایت ہے کہ انھون نے بیان کیا کہ مین زمانہ
خلافت عثمانؓ یمامہ مین آیا اور حجر مین جو ایک قصبہ یمامہ کا ہے وہان ایک جلسہ تھا اُسمین مین بیٹھا اُس
جلسہ مین ایک شخص نے ذکر کیا کہ مین ایک دن ہوده تاجدار پاس تھا کہ ہوده کے دربان نے آکر
کہا کہ شام یعنی دمشق کا راہب حاضر ہے اور اجازت کا خواستگار ہے اُسنے اُسکو اجازت دی اور
وہ اُسکے سامنے آیا اور اُس نے اُسکو مرحبا کہا اور دونون باتین کرنے لگے راہب نے کہا واہ آپکا
کیا اچھا ملک ہے ہوده نے کہا ہان یہ سبزه زار عرب ہے اور عرب کے ملکون مین سب سے اچھا ہے
راہب نے کہا کہان حضور کا ملک اور کہان محمد کا ملک جو لوگون کو اپنے دین کی طرف دعوت
کرتا ہے ہوده نے کہا وہ ہم سے قریب یثرب مین ہے اور اُسکا خط میرے پاس آیا ہے اُس نے
مجھے دعوت دی تھی مگر مین نے قبول نہین کی راہب نے کہا کیون اُس نے جواب دیا کہ مجھکو اپنے
ملک کے لالچ اور اس خوف نے کہ میری بادشاہی جاتی رہے گی جو مین اُسکا پیرو ہو جاؤنگا روکا راہب
نے کہا اگر تو پیروی اُسکی کرتا تو وہ تجھی کو تاج بخشی کرتا اور تیری بہتری اُسکی پیروی مین ہے اس لیے
کہ وہ نبی ہے جس کی بشارت عیسیٰ نے دی ہے اور وصف اُسکا انجیل مین مذکور ہے ہوده نے راہب سے
کہا تو خود کیون پیروی نہین کرتا ہے اُس نے کہا مجھمین حسد اُسکا موجود ہے اور شراب کو مین پسند کرتا ہون
اور وہ اُسکو حرام کرتا ہے ہوده نے کہا کہ میرا بھی خیال ہے کہ اُسکی ضرور پیروی کرون اور اُس سے کہون
کہ مجھکو میری بادشاہی مین برقرار رکھے اور اس امر کا اُسکے ایلچی نے مجھ سے وعدہ کیا ہے اسکے
بعد اُس نے اپنے منشی کو حکم دیکر آنحضرت کو خط لکھا یا اور ایلچی کے ساتھ مع سوغات آنحضرت
کی خدمت مین روانہ کیا یہ خبر اُسکی قوم کو معلوم ہوئی اور وہ اُسکے پاس آئے اور کہا کہ اگر تو اُسکی
پیروی کریگا تو ہم تجھکو معزول کرینگے پس اُس نے ایلچی کو واپس بلا لیا اور جو اُس نے قصد کیا تھا

اُس سے باز آیا اور راہب کا اعزاز اُسکے نزدیک باقی رہا اور ہر سال یہ اُسکے پاس حاضر ہوا کرتا تھا
پھر راہب نے شام کو کوچ کیا مین نے اُس سے وقت روانگی ملاقات کی اور پوچھا کہ کیا یہ سچ ہے جو تو نے
در بارہ محمد ہودہ سے کہا وہ سچ ہے اُس نے کہا ہان تو اُنکی پیروی کر آدمی کہتا ہے یہ سنکر مین اپنے گھر کو
واپس آیا اور سامان سفر کرکے آنحضرت کی خدمت مین حاضر ہوا اور جو کچھ مین نے سنا تھا اُس سے
آنحضرت کو مطلع کردیا اور اُن پر ایمان لایا اور ہودہ تو پہلے ہی بادشاہ روم قیصر پاس آیا اور قیصر نے
اُسکو بھیجا تھا اور اپنی قوم پر اُسکو حاکم کیا تھا اور ہر سال اُسکو انعام دیا کرتا تھا اور بعد اُسکے بھی
اُسکے پاس آیا اور بعضون نے بیان کیا ہے کہ جس نے اُسکو حاکم کرکے بھیجا تھا وہ کسریٰ تھا
طرح کی اور روایات بہ کثرت موجود ہین پس اس بیان سے واضح ہے کہ کتب عہد عتیق مین اور عہد جدید مین بھی
بتصریح نام نبی آخر الزمان کے بشارات موجود تھین جب یہود اور مسیحیون نے دیکھا کہ باوجود نام مبارک
اور اوصاف مشہورہ کے مصرح موجود ہونے کے ایمان نہ لانا موجب طعن خلائق ہے تب براہ نفسانیت
و تعصب یا اصل کتب مشتملہ بشارات مذکورہ تلف کین یا ترتیب ابواب و آیات خراب کرکے آیات بشارات
بالکل یا اکثر نکال ڈالین تاہم بعض صفات کی لاعلمی کی وجہ سے بعض آیات مثل بشارہ راکب الجمل یعنی
بعد راکب الحمار وغیرہ کچھ اول آخر سے تحریف ہو کر باقی رہگئین ابو یحییٰ بن عیسیٰ طبیب کی کتاب جو اول
عیسائی تھے بعد شرف اسلام کے انھون نے رد مذہب مسیحی مین کتاب لکھی ہے اُسمین اُنھون نے خوب
دینداری مسیحیون کی ظاہر کی ہے گو مین نے یہ حال بہت ہی کم لکھا ہے اگر علماے مسیحی زیادہ خواہش کرینگے
تو جواب الجواب مین بہت کچھ لکھونگا بالفعل مجھے صرف انصاف اور سخن شناسی علماے مسیحی کا امتحان
منظور ہے اسواسطے اسی مقدار پر اکتفا کیا ہے اب علماے مسیحی کی عرق ریزی اور کمال سعی اور کوشش
درباب صحت صیانت اور عدم تحریف کتب مقدسہ قابل غور ہے حال کے پادری صاحبون نے جو باقتداے
قسیس فلیس انکار تحریف مین بحث کی ہے اور صیانت حفظ کتب مذکورہ پر استدلال کیے ہین اُنھین مین
سے مین نے پادری صاحب زمانہ حال کے رسائل سے جمع کیا ہے اور بعض اُنکی عبارات سے بعض امور استخراج
کیے ہین اور بعض امور جو کتاب قسیس فلیس مین مفصل و مصرح دیکھے ہین مجموعہ اُنکا یہ چند امور ہین جنکا آگے
ذکر کیا جائیگا منجملہ اُنکے یہ چھ امر درباب انکار عن التحریف ہین اول یہ کہ یہود اور عیسائیون نے کس سبب سے
تحریف کی اسکا جواب تو مین یہ دیتا ہون کہ محض بے دینی اور خواہش نفسانی اور طمع دنیاوی اور غیبت

شراب خواری اور دیگر اشیاے حرام جیسے سور اور عداوت نبی آخر الزمان اور اپنی بدعات کی ترویج کے باعث سے جیسا کہ اسی مقالہ مین ابھی بخوبی یہ سب امور مذکورہ ثابت کیے جا چکے ہین ۔ دوسرے یہ کہ بانی اس تحریف کا یہود مین کون ہوا اور عیسائیون مین کون ہوا اسکا جواب مین یہ دیتا ہون کہ اجمالاً تو یہ بات بھی اوپر بتادی گئی ہی تفصیلاً نام بنام اپنے مفسرین سے پوچھو کہ اہل اسلام کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے پہلے اُنھون نے یہود کی تحریف پکڑی اور الزام تحریف کا دیا اور نیز عیسائیون کی جعلسازی پکڑی جو دنیا مین رواج پا چکی تھی اور اُسپر آگاہ ہوکر درپے موقوفی ہوئے تیسرے یہ کہ کس زمانہ اور مقام مین یہ فعل وقوع ہوا اسکا جواب یہ ہی کہ مین اس بات کو بھی مجملاً اوپر بتا چکا ہون مفصل اپنے علمار سے پوچھ لو چوتھے یہ کہ اول کس کتاب مین کون کون سا درس اور لفظ مبدل اور محرف کیا اسکا جواب یہ ہی کہ مین اجمالاً اسے بھی ابھی ذکر کر چکا ہون مفصل اپنے علماسے پوچھ لو یا جو اصل کتابین مختوم چھپی ہوئی یہود کے اور تمھارے پاس رکھی ہین اُنسے مقابلہ کرکے معلوم کرلو اکثر اختلافات مسلمہ اور مظہرہ مسیحیان یعنی تحریف غیر خفی بعضی مطبوعہ کتابون کے حاشیہ پر بھی ثبت ہین چنانچہ جس نسخہ مین سات زبانون مین ترجمہ واحداً بعد واحد ثبت ہی یعنی ایک زبان کے ترجمہ کی ایک سطر کے بعد دوسرے زبان کی ترجمہ کی دوسری سطر اور اسی طرح ساتون سطر مین ساتون زبان کے ترجمہ کی طبع ہوئی ہین اُس مین اگر اُسی کو ملاحظہ فرمایئے اور اُسکا مقدمہ نظر تعمق سے گذرے تو بہت خوش ہو گے حضرت نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی بعثت سے پہلے تمھارے علمانے درباب تحریف جو چور پکڑے ہین اُنسے تو پوچھو ذرا انکا اظہار تو لکھو اور وجہ ثبوت تو طلب کرو پانچوین یہ کہ نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے بشارات اور ذکر کس کتاب کے کس باب سے نکالے گئے اسکا جواب یہ ہی کہ جن کتب مین اکثر بشارات اور ذکر پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا ان کتابون کو علماے یہود و مسیحی نے بالکل مجموعۂ بائبل سے نکال ہی دیا باب اور آیات کا کیا شمار ہی اکثر ان کتب اور ابواب کی تفصیل اوپر لکھی جا چکی ہی چھٹے یہ کہ نبی آخر الزمان کے وقت مین کون سی توریت اور انجیل رائج تھی اُسکی نشاندہی کرو اسکا جواب یہ ہی کہ توریت بنی ہارون کی اور ہرقل اور نجاشی والی انجیل رائج تھی لیکن وہ بھی محرف ہوگئی تھی اور ہوتی جاتی تھی وہ بھی اب مشہور نہین ہی اگر ہوگی تو مختوم اور مقفل بنی ہارون کے پاس ہوگی اور انجیل روما کے کتب خانہ یا حبشہ مین رکھی ہوگی یا کثرت تبدل اور تشکلات سے وہ بھی اور چیز ہوگئی ہوگی یہ امر

قابل غور ہو کہ ۱۶۲۵ عیسوی میں یہ تصحیح و سعی و کوشش پاپا اربانوس نامی کی جو انجیل طبع ہوئی
مترجمون کی بدولت رد و بدل تو باقی رہی نہین رہی روز بروز نیا ایک مضمون آگیا ہو کہ ترتیب الحصر تو
ہوتا ہو اور تحریف اور اصلاح قرار واقعی ہوتی جاتی ہو اور جو سوائے ابطال تثلیث اور ثبوت
نسخ اور تحریف اور بشارات نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم و ستہ یہ محرفین سے بچی تھی اُن کی
ابتک باقی ہو اگر اس مین کسی کو شبہہ ہو تو کل عربی و فارسی و اردو و انگریزی و لاطینی و یونانی وغیرہ قدیم
جدید ترجمون کو باہم مقابلہ کرکے اپنا شبہہ رفع کرے پس بارہ سو برس پہلے جو کتاب رائج تھی وہ
مسیحیون کی بدولت اگر شبہہ باقی نہ رہی تو کوئی تعجب خیز امر نہین ہو یہ بائبل جو اب رائج ہو یہ بجنسہ
ہرگز نہ تھی اگر علمائے مسیحی اسکے مدعی ہین تو باقی باتین تو کچھ سفاہت ہین وجہ ثبوت پیش کرین اگر
کسی قلمی توریت اور انجیل موجودہ قدیم کے نسخہ کہنہ کی نشاندہی کیجاے تو لازم ہو کہ علمائے مسیحی اسے بالکل
تسلیم کرلین اُس سے تعلق کوئی بحث نہ کرین علی ہذا القیاس آیات محرفہ اور بشارات محرفہ کی بھی نشاندہی
کی جا سکتی ہو لیکن باوجود اگر انکار کیا جاے اور حجت کیے جائین تو مطالبہ بے فائدہ ہو اگرچہ درحقیقت
علمائے مسیحی کو اُسکے انکار کا حوصلہ نہین ہو اس لیے کہ جو کتابین علمائے مسیحی نے اختیار کی ہین اور جن بشارات
مخفیہ حضرت مسیح عیسی علیہ السلام کے اخراج کے مدعی ہین اُنکے پاس اُسکی کیا اصل ہو جو وہ حجت کرسکینگے
مگر علمائے مسیحی بعض اوقات ہٹ دھرمی سے جو چاہتے ہین فرمالیے جاتے ہین سوا اسکے یہی چھوڑون
امور علمائے مسیحی پر بھی منقلب ہوتے ہین اس لیے کہ اُن کے قدما تحریف یہود کے قائل تھے بھی استفسار
اُنسے کیا جاتا ہو کہ یہود نے کیون تحریف کی اور کس نے اُنمین سے تحریف کی اور کب اور کہان اور اول کس
کتاب مین تحریف کی اور مسیح کی بشارت کس کس کتاب سے نکالی اور حضرت مسیح کے وقت مین کونسی توریت
رائج تھی قطع نظر اسکے مین شروع اس بحث مین بیان کرچکا ہون کہ جب وقوع یا وجود فعل کا یقین
ہو تو لازم نہین کہ ان امور خارجیہ کا بھی علم ہو پس اگر کوئی بالکل ان امور خارجیہ سے لاعلمی ظاہر کرے
تو جرم تحریف مین خلل نہین آتا سوا اسکے درباب حفظ و صون عن التحریف اور چھ استدلال ہین اول یہ
کہ قبل ظہور نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تحریف کا کوئی فائدہ نہین تھا اور بعد ظہور نبی آخر الزمان
تحریف دشوار اور بلاوجہ ہو لیکن یہی استدلال علمائے مسیحی پر مقلوب ہو اس لیے کہ قبل ظہور مسیح تحریف
اور جعلسازی کا کوئی فائدہ نہین تھا اور بعد ظہور کے دشوار اور بلاوجہ تھی اسکا جو جواب مسیحی دین وہی ہل

اسلام کا جواب ہو لیکن اصل یہ ہو کہ قبل ظہور نبی بباعث بددیانتی یا بہ طمع دنیاوی و رشوت ستانی جھوٹے مسئلے بیان کیے جاتے اور کتابین بنائی جاتی تھین اور علامات بعثت مین تحریف اسواسطے کرتے تھے کہ نبی موعود بیشک یقین تھا آوے اور استفسار مسائل مین وہی لوگ مرجع خلائق رہین اور رشوت ستانی کرتے رہین اور بعد ظہور اور بعثت نبی کی مخالفت مین تحریف کرتے رہے تاکہ نبی کے اقوال کتب الٰہی کی مطابقت سے معرا رہین اور یہ لوگ اپنے ملتیون کو بہکایا کرین کہ یہ نبی موعود نہین ہین بعد بعثت کے کوئی وجہ دشواری تحریف کی نہین تھی اور ثابت کیا جاچکا ہم کہ قبل از بعثت اور بعد بعثت کے تحریف واقع ہوئی پس باختیار دونون شقون کے جواب تل ہو اور حسن [illegible] استدلال بھی یہی ہو کہ استدلال جملہ شقون پر جواب ہوسکے دوسرا استدلال یہ ہو کہ تحریف محال ہو اس لیے کہ تحریف تمام نسخون منتشرہ عالم کی بعید از عقل ہو اور تحریف بعض کی غیر مفید ہو اس لیے کہ بعض صحیح نسخون مین صحت ہوسکتی ہو لیکن اول تو یہ استدلال مسیحیون پر منقلب ہو کہ کتب عہد عتیق کے تمام نسخون کی تحریف اور نیز انتشار تمام نسخ جعلی کا تمام عالم مین بعید از قیاس ہو اور تحریف بعض کی اور انکا بعض مقامون مین انتشار غیر مفید ہو اسکا جو جواب مسیحی دینگے وہی ہمارا جواب ہو دوسرے یہ کہ ایک وقت مین تحریف کل نسخون مین دفعۃً واحدۃ نہین ہوئی بلکہ بتدریج بحکم بادشاہ سب علما کی سعی سے ہوتی رہی ہو خواہ یہ کہا جائے کہ ابتدا مین کم نسخہ تھے دفعۃً سب کو محرف کرنا کچھ دشوار نہ تھا یا یہ کہا جائے کہ جب بادشاہون کی لڑائیون اور تاخت و تاراج سے اکثر نسخہ تلف ہوئے اور کم باقی رہے تب انھین تحریف کی گئی یا یہ کہا جائے کہ جب ایک نسخہ مترجم یا مولف ہوا اسمین تحریف کی گئی اور وہ محرف سب کی اصل ٹھہرا یا شق ثانی اختیار کیجائے کہ بعض نسخون مین تحریف کی گئی جو فی الحقیقت غیر مفید تھی اس لیے کہ مختلف نسخ موجود تھے لیکن بباعث فسادنیت بجائے صحت انھین غلط اور محرف کرتے گئے تا آنکہ ایسے ہی اسباب سے ایک لاکھ پچاس ہزار اختلاف کی عہد جدید تک نوبت پہونچی ذرا یہ تو فرمایئے کہ علماے مسیحی نے اسقدر اختلاف کو کیون طوالت دی یا صحیح کرکے اختلاف کیون دور نہ کیا غرضکہ ہر شق پر اسکا بھی جواب سہل ہو جس سے حسن استدلال ظاہر ہو تیسرا استدلال یہ ہو اگر تحریف قبل ظہور نبی ہوچکی تھی تو بوقت ظہور اسلام علماے یہود و نصاریٰ کی اہل اسلام نے مقامات محرفہ کیون صحیح نہین کیے اسکا جواب یہ ہو کہ یہی دلیل عیسائیون پر وارد ہو کہ اگر کتب عہد عتیق مین تحریف تھی تو بوقت ایمان [illegible] کیون انکی صحت نہین کی اور کتب تلف شدہ اور آیات خارج شدہ کو عہد عتیق مین

کیون شامل نہین کیا اور مسیحیون نے خود اپنی کتابین اپنے علما سے پوچھ کر کیون صحیح نہ کین ڈیڑھ لاکھ اغلاط تک کیون نوبت پہونچائی مگر دراصل بات یہ ہی کہ اہل اسلام جب کلام الٰہی منزل علی موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام کی بقا کے بحیثیت کذائی اور جس طرح نازل ہوا تھا اُس طرح موجود رہنے کے قائل ہی نہین تھے پھر انکی درپی تصحیح ہونا کیا ضرور تھا سوا اسکے جب کتب سابقہ کے احکام منسوخ ہوگئے اور اُنکی قرارت اور تلاوت باقی رہی نہ انفصال مہمات مین وہ بکار آمد رہے تو اُنکی صحت محض عبث فعل تھا گو بعد اسلام احبار اور رہبان و قسیس نے اہل اسلام کو مقامات محرفہ سے مطلع بھی کیا اور علاوہ اسکے ہم کہہ سکتے ہین کہ جملہ کتب سماوی کی تصحیح اور منسوخات خدمت ہوکر اہل اسلام کو جناب الٰہی سے قرآن شریف عطا ہوا جس حالت مین کہ اللہ تعالیٰ نے خود صحت فرما کے بواسطہ اپنے نبی آخرالزمان کے صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم ایک کتاب عطا فرمائی تب کتب سابقہ کی تصحیح مین دینا [illegible] کیون کیجاتی علماے مسیحی کو تصحیح سے کیا ثمرہ حاصل ہوا باوصف [illegible] کے بجاے صحت زیادہ تر اغلاط بڑھاے اور اختلاف اور زیادہ بڑھ گیا چوتھا استدلال یہ ہی کہ خلافت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ مین اہل اسلام نے یہود اور نصاری پر فتح پائی اور سب کتب خانون پر قابض ہوگئے انھون نے کتب محرفہ کیون صحیح نہین کیا بلا تصحیح سب کو کیون جلا دیا استدلال ثالث کے سب جواب اسکا جواب ہوسکتے ہین اور علاوہ اسکے کہا جاسکتا ہی کہ بوجہ غلط ہونے کے وہ سب کتابین جلانے ہی کے قابل تھین کوئی نسخہ اُنمین صحیح اور اصل تھا ہی نہین اگر اُس زمانہ مین کوئی نسخہ صحیح اور اصل مختوم و مخفی رکھا ہوا بھی ہوگا تو اُسے یہود و نصاری نے بوقت فتح اسلام کے خود جلا دیا ہوگا تاکہ اہل اسلام کے ہاتھ دستاویز نہ آجاے اور ہمارے شنائع پر وہ مطلع نہ ہوسکین اور قطع نظر ان امور کے کہا جاسکتا ہی کہ حضرت عمر رضی کی خلافت تک یہود و نصاری کو تحریف کرنے سے کون روکنے والا تھا جو اُسوقت کی تصحیح کام آتی اب کیا تحریف سے وہ باز آتے ہین پانچوان استدلال یہ ہی کہ جب تک اہل اسلام کوئی نسخہ پیش نہ کرین اور ادعا نہ کرین کہ یہ صحیح ہی اور غیر محرفہ ہی اُسوقت تک انکا دعوی مسموع نہین ہوسکتا اس سے معلوم نہین ہوتا کہ یہ مناظرہ کلی کس قاعدہ کے بموجب ہی اور کس قسم کا استدلال ہی یہ بالکل اسکے مساوی ہی کہ کوئی مقروض قرض خواہ سے کہے کہ جب تک تو مجھے بجنسہٖ گانو نہ دکھا دیگا مین تیرا قرض ادا نہین کرونگا بھلا کیا یہ ممکن ہی کہ اگر اہل اسلام آپ کو پرانا نسخہ قلمی دکھائین تو آپ اُسے تسلیم کرینگے حالانکہ اہل اسلام نسخہ صحیح غیر محرفہ کو مفقود سمجھتے ہین

اوریہی بات مسیحیون سے ہم کہہ سکتے ہین کہ جب تک علماے مسیحی کوئی نسخہ توریت کا صحیح اور مستند کی اور نیز عہد
جدید کا نسخہ صحیح مستند بخط مسیح علیہ السلام یا حواری پیش نہ کرینگے انکا دعویٰ نامسموع ہوگا اور اصل یہ ہے کہ
اہل اسلام کو کتب منسوخہ کے جمع کرنے اور حفاظت سے اپنے پاس رکھنے کی کیا ضرورت تھی اور نیز بوجہ عدم روایات
وحسد وغیرہ امور مذکورہ بالا کہ جب کتب مقدسہ مین خرابیان واقع ہوئی ثابت تھین تو اعتماد وصحت سب
نسخون سے مرتفع ہو چکا تھا پس اہل اسلام کو صحیح اور مستند اور غیر محرف سمجھکر کوئی نسخہ رکھنا ضروری نہین تھا
جب کہ وہ خرابیان ابتک موجود ہین اور روز بروز بڑھتی جاتی ہین لہذا اہل اسلام کسی کتاب کو انمین سے
صحیح نہین کہہ سکتے۔ چھٹا استدلال یہ ہے کہ آیات قرآنی وجود توریت وانجیل پر ناطق ہین اور
اہل اسلام اُن آیات پر ایمان لانے پر مامور ہین اور سوا ان کتب مقدسہ مروجہ حال کے کوئی توریت وانجیل
اور ہے نہین اور یہ بلاشبہ صحیح اور محفوظ عن التحریف ہین ورنہ اہل اسلام مامور بایمان نہ ہوتے پس اگر
وہ مامور بایمان ہونا تسلیم کرتے ہین تو انکا غیر محرف ہونا بھی تسلیم کرین چونکہ امر اول مسلّم ہے لہذا امر ثانی
لازم ہے اسکا جواب یہ ہے کہ اولاً تو یہی استدلال مسیحیون پر عائد ہوتا ہے کہ وہ مامور بایمان کتب عہد
عتیق ہین پس ضرور ہے کہ وہ انھین غیر محرف مانین نہین تو جبرا امر لازم آتا ہے وہ باطل ہوجائیگا ورنہ
سب مذکورہ بالا ملزوم باطل ہوگا دوسرے یہ کہ اسمین شک نہین کہ آیات قرآنی سے وجود توریت وانجیل
ثابت ہے اور نیز کتب مقدسہ کا موسیٰ وعیسیٰ علیہما السلام کو عطا ہونا بھی ثابت ومتحقق ہے لیکن آیات
مذکورہ سے یہ ہرگز ثابت نہین ہے کہ بجنسہ باقی ہین نہ اہل اسلام اس امر پر مامور بایمان ہین کہ ہر زمانے
مین انھین غیر محرف اور صحیح مانین اور اُن کے احکام پر عمل کرین چنانچہ اسی مقابلہ مین اس امر کی
تصریح کی جاچکی ہے سوا اسکے اہل اسلام جس طرح مامور بہ ایمان وجود توریت وانجیل ہین اسی طرح مامور
باعتقاد تحریف ہین اس لیے کہ آیات قرآنی جس طرح اس امر پر دال ہین کہ اللہ تعالے نے توریت
وانجیل موسےٰ وعیسےٰ علیہما السلام کو عطا کین اسی طرح اس امر پر بھی ناطق ہین کہ اُن مین تحریف ہوئی
پس استدلال من اصلہ لغو وساقط ہے اور یہ ادعا مسیحیون کا کہ ان کتب مقدسہ مروجہ حال کے سوا اور
کوئی توریت اور انجیل نہین ہے بموجب علماے مسیحی کے بھی لغو اور بے اصل محض ہے اس لیے کہ علاوہ کتب
مروجہ کے کسقدر کتب منجملہ عہد عتیق وعہد جدید خصوصاً اناجیل حسب تصریحات علماے مسیحی اس سے قبل
ثابت کیجاچکی ہین اُن سب اقوال کے ملاحظہ کے بعد جو درباب تحریفات مین نے نقل کی ہین اگر اسوقت

کے کوئی پادری صاحب چڑکر یہ ارشاد فرماتین کہ گو ہمارے بعض مفسرین اور متقدمین تحریف کے قائل ہوئے ہین مگر ہم اُن کے قول کو اپنے حق مین حجت نہین جانتے ہمارا ایمان خاص اُسی پر ہی جو بائبل مروجہ حال مین مندرج ہی تو اُن کی خدمت مین میرا یہ التماس ہی کہ مین خاص کر ہر فرد کے مافی الضمیر سے بحث نہین کرتا ہاںکہ عام طور پر جمہور مسیحیون کے عقائد سے مجھے بحث ہی مین بالتخصیص رومن کاتھلک اور پروٹسٹنٹ وغیرہ کے عام طور پر سب علمائے مسیحی سے بحث کرتا ہون کسی خاص شخص کو اختیار ہی جیسا چاہے وہ اپنا اعتقاد قرار دے لے مین نے اجمالاً اور علمائے متقدمین دو متاخرین اہل اسلام نے تفصیلاً مثل صاحب کتاب استفسار کے خاص آیات کتب عہد عتیق و عہد جدید کی بھی تحریف ثابت کی ہی لہذا اس عذر کا بھی کوئی محل باقی نہین ہی اور یہ نہایت بدیہی امر ہی کہ بعد اثبات مسئلہ تحریف اہل اسلام کو علمائے مسیحی سے زیادہ تطویل مباحثہ کی ضرورت نہین ہی اس لیے کہ اثبات تحریف ایسا جامع امر ہی جس مین اور تمامی امور داخل ہین کوئی امر اُس سے خارج نہین ہی اہل اسلام ہر مسئلہ اختلافی مسلمۂ مسیحیون کو بدلیل ثبوت تحریف رد کر سکتے ہین تاہم اتمام حجت کے لیے علمائے مسیحیون کے اصول مسلمہ آئندہ مقالات مین بحث کیجائیگی۔

تذنیب

جو چار بابون پر محتوی ہو

باب اول

ایک مقدمہ کے بیان مین جسین بابا اریانوس کا ذکر ہی جو بائبل مطبوعہ ۱۶۲۵ء سے ثابت ہی اور یہ اسکی عبارت ہو۔

وہ کلام جسکو خدا نے نازل فرمایا اُسکو ابتدا مین انبیا و رسل نے اپنی زبانون مین لکھدیا۔ اور ہر نبی نے اپنے شہر یا قوم کی زبان مین لکھا۔ پھر اُسکے بعد وہ مختلف زبانون مین منقول ہوئے تاکہ تمام امت کو وحی اور احکام الٰہی سے واقفیت پیدا ہو۔ اگرچہ نسخہ مقبولہ مین مثل اختلاف لغات کے کلمات مین بھی اختلاف ہی اسوجہ سے کہ دراصل جو کلمات تھے اُن مین سے ہر ایک کلمہ کے بہت سے معانی تھے لیکن اس اختلاف کلمات کا ایک ہی حکم ہو جو درحقیقت ہونا چاہیے تھا اسمین کوئی شی ایسی نہین ہی جو باخود یا ایکدوسرے کی ضد ہو۔ خاصکر اُس نسخہ مین جو کہ عامۃً مشہور ہی جسکو کنیسہ مقدسہ رسولیہ جامعہ رومانیہ استعمال کرتے ہین یہ صرف معانی ہی مین نہین بلکہ اکثر الفاظ مین بھی لٹن اصلی یونانی اور عبرانی سے موافق ہی باوجود ان سب باتون کے شاید تم کتاب مذکورہ کے بعض نسخون مین کوئی شی ناقص اور فاسد پاؤگے خواہ وہ ہی روم کے نزدیک یا سوا اُنکے اور کسی طائفہ کے نزدیک ہو یہ کاتبین کے سہو اور مترجمین کی قلت کوشش کا نتیجہ ہی اور علیٰ ہذا اصل عبرانی اور یونانی مین بھی تھوڑا نقص اور چھوٹی غلطی موجود ہی اور یہ نہین ہوسکتا کہ کوئی کتاب ایسی پائی جائے کہ وہ بالکل صحیح ہو کیسی ہی صحیح کیون نہ ہو مگر کچھ نہ کچھ غلطی اور نقص اُسمین ضرور ہی ہوگا۔ اور اسی وجہ سے کہ وہ مطلقاً فاسد اور ناقص ہی کوئی شخص اُسکو برحق نہین کہتا۔ اور کتب مقدسہ کے نسخے حسب کثرت لغات اور قبائل کے بہت ہین۔ جسوقت دین مسیحی مشرق کے اطراف مین ظاہر ہوا تھا اور ہنوز اُن شہرون مین شدت جنگ و جدال کی وجہ سے اُمور مین انقلاب واقع نہین ہوا تھا اسوقت ایک نسخہ عربی مین نہایت مشہور تھا جسکے الفاظ ایسے پورے تھے جن پر معانی پورے پورے صادق آتے تھے لیکن اسکے بعد جبکہ وہان علم اور ایمان مین سخت نقصان واقع ہوا وہ نسخہ مذکورہ بھی خراب و خستہ ہوگیا اور بہت تھوڑے مصاحف باقی رہ گئے جن مین غلطی اور نقص کی بہت بڑی کثرت تھی۔ اور یہ بات نسخون اور علمار

کی قلت اور ظلم اور جہالت کی وجہ سے پیدا ہوئی - اسی سبب سے اب مکرم جو کہ پرہیزگاری اور سخاوت مین مشہور تھا اور علم و حکمت مین معتبر تھا یعنی سرکیس ہارونی الزرشام کے مطران کے گھر سے بلایا گیا تاکہ وہ ایک طائفہ کا محسن بنجاوے اور اُن کے مایحتاج کا حتی المقدور انتظام رکھے - وہ یہ کہ بلاد مشرق کے بعض مطرانون اور بزرگون نے بابا اربانوس ہشتم کے تقدیس کی جانب رغبت کی اور اُس سے اس امر مین اجازت طلب کی کہ عربی نسخے کی اصلاح کرکے رومیہ عظمی مین طبع کرا دیا جائے تاکہ اُنکے کنائس اور رعایا کو اس سے فائدہ پہونچے - بابا مذکور نے حسب الطلب اُنکے اُنکو اس امر کی اجازت دی پس اس امر کا اہتمام سادات عالی مرتبت بزرگان کردینیالہ کے سپرد ہوا جو کہ دین مسیحی کے پھیلانے کی غرض سے مجمع مقدس مین متوکل بیٹھے تھے پھر اُنھون نے سرکیس مطران کو جسکا ذکر ابھی گذر چکا ہے اس امر کے اہتمام کی وصیت کی کہ وہ اُنکے مکان مین علمائے لاہوتین کو خواہ قسوس یعنے پادری ہون خواہ رہبان اور یونانی اور عبرانی اور عربی وغیرہ زبان اُن لوگون کو جمع کرے تاکہ وہ اُنکے ساتھ شریک ہوکر نسخۂ عربی کی اصلاح و درستی کرین پس ہمیشہ بہ توفیق آلہی نہایت کوشش کے ساتھ سنہ ۱۶۲۵ پیدائش مسیح علیہ السلام تک ایسا ہی کرتے رہے ہر ایک عربی مصاحف مین سے جسکو اُنھون نے صحیح اور بہتر اور یونانی اور عبرانی کے موافق پایا اُسکو چن لیا اور نقص کو دفع کر دیا اور فاسد کی اصلاح کر دی - اور وہ نقل عام جو کہ کنیسہ رومانیہ کے پاس تھی اُسکو بھی کتب مقدسہ کے ساتھ باستمداد اُس طائفہ کے جو مشہور عربی دان تھے یا سوا اُنکے وہ گروہ جنکے ہان زبان عربی مستعمل تھی رد و بدل اور مقابلہ کرکے ایسا کر لیا جس طرح کہ وہ قدیم زمانہ مین تھے چونکہ اس اہم امر مین لوگون کی کوشش گھٹ گئی اور ہمتین پست ہوگئین اسوجہ سے مجمع مقدس نے یہ حکم دیا کہ اس متن لاطینی عام کے سامنے متن عربی بھی طبع کرا دیجائے تاکہ ہر ایک کے لئے ایک قانون امین ہو جائے جس سے وہ پہچانا جائے - اور جو غلطی اور نقص کہ مترجمین اور اصلاح ساز لوگون سے بھی ہوگئی ہے اسکی بھی اصلاح ہو جائے - ای دوست پڑھنے والے ہمنے اس اصلاح مین متن اصلی کے ایک کلمہ دوسرے کلمہ کے ساتھ نہین ملایا ہے بلکہ ہم نے اس سے پہلے ترجمون کی پیروی کی ہے - اکثر مقام پر ہمنے حکم کی حفاظت کی ہے اور ترتیب الفاظ اور اُسکے اعداد کی کوئی پروا نہین کی ہے اور جہان کہین عربی اور لاطینی حکم ایسا خلاف تھا جو حق کے لیے مضر تھا وہان ہمنے یہ نامناسب خیال کیا کہ اُسکو کسی شے سے

بدل دین بلکہ اولین کی تاویل کو انکی بزرگی کے لحاظ سے ہم نے باقی رکھا ہی۔ اور اہل شرق کی
ایک زمانہ دراز سے یہی عادت ہو گئی ہی کہ وہ تغیر و تبدل کو اچھا نہین سمجھتے۔ پھر یہ کہ متن اصلی
بھی اپنے رسم حق مین درست ہی اور اسکو حکم کے ساتھ بھی مساوات یا دونون حکمون مین اختلاف
ہی مگر ضد نہین ہی تو دونون سے امور کی تصدیق حاصل ہی۔ پھر یہ عرض ہی کہ ہم نے اُن نامون مین جو
اشخاص انسانی یا مقامات کے نام ہین اکثر تغیر نہین کیا ہی بلکہ اُنکو عبرانی خط اور حروف ہی مین
لکھا ہی لیکن ہمکو اس سے زبان عربی کی عادت نے مجبوراً کہین روک دیا ہی۔ جیسے ابراہیم عوض
ابرہم کے اور سلیمان عوض سلومہ کے۔ اور اورشلیم بعوض یورسلیم اور مثل اسکے۔ احجار اور اشجار اور جملہ
حیوانات اور نباتات اور جو انکے مشابہ ہین اگرچہ اُنکے لفظ اور معنی مین شک ہین اور مترجمین انکی
تاویل مین مختلف ہین اُنکے اسماکو ہمنے متن عربی مین بغیر کسی تغیر و تبدل کے علیٰ حالہٖ چھوڑ دیا ہی
پھر یہ کہ تم اس نقل مین اس قسم کا کلام پاؤگے جو قوانین لغت کے موافق نہوگا بلکہ اسکے متضاد ہوگا جیسے
جنس مؤنث کے بدلے جنس مذکر جمع کے بدلے عدد مفرد و تثنیہ کے بدلے جمع اور جر کی جگہ رفع اور اسم مین
نصب اور فعل مین جزم اور حرکات کے معاوضہ مین حروف کا زیادہ کردینا۔ اور جو اسکے مشابہ ہو۔
اور اسکا سبب یہ ہی کہ متین کا طریقہ کلام بے اصل ہی پس انکے یہ یہی لغت کی مخصوص قسم ہو گئی ہی اور یہ
صرف عربی ہی زبان مین نہین ہی بلکہ لاطینی اور یونانی اور عبرانی مین بھی ایسی ہی ہی۔ انبیا اور رسل
اور آباء اولین نے کلام کے قانون سے لاپروائی کی کیونکہ روح القدس نے یہ ارادہ نہین کیا کہ
کلمۂ الٰہی کی وسعت کو ایسے تنگ حدود کے ساتھ مقید کر دیا جائے۔ جسکو فرائض نحو گھیرے۔ پس
اسرار سماوی نے بغیر فصاحت اور بلاغت کے ایسے آسان اور سہل کلمات ہمارے سامنے بھیجے
جسکو ہم آسانی کے ساتھ سمجھین اور اسپر عمل کرین اور ایک عالم دین مسیحی مین داخل ہو جائے۔ انتہی۔
یہ مقدمہ بظاہر اس بیان مین ہی کہ جو غلطیان اور نقصانات بائبل مین واقع ہو گئے تھے۔
اور اُنکے وقوع کا سبب بھی تبلایا ہی لیکن نصاریٰ اگر انصاف کی جانب مائل ہو جائین اور گمراہی
اور ہٹ دھرمی چھوڑ دین اور اپنے پادریون کے قول کو معتبر خیال کرین تو اپنے عقائد کو
وہ بالکل باطل خیال کرین۔ اور اُنکے نفوس بالکل مطمئن ہو جائین اور ایسے تغیرات اور تحریف شدہ
کلام پر ہرگز اعتماد اور بھروسہ نکرین۔

باب دوم

(عمر کے اختلافات کی تشریح میں)

بہتر ہوگا کہ ہم اسکے لیے ایک جدول بنائیں جس سے آسانی سے کے ساتھ اُسپر آگاہی ہوسکے جو حسب ذیل ہی

اسماء یعنی نام ہائے	عمر کے سال موافق عبرانیہ	عمر کے سال موافق سامریہ	عمر کے سال موافق یونانیہ
آدم علی نبینا علیہ السلام	۱۳۰	۱۳۰	۲۳۰
شیث	۱۰۵	۱۰۵	۲۰۵
انوشں	۹۰	۹۰	۱۹۰
قنیان	۷۰	۷۰	۱۷۰
مہلائیل	۶۵	۶۵	۱۶۵
یارد	۱۶۲	۱۶۲	۱۶۲
خنوخ	۶۵	۶۵	۱۶۵
متوشالخ	۱۸۷	۶۷	۱۸۷
لومک	۱۸۲	۵۳	۱۸۸
ارفخشد جسوقت صاحب الطوفان [illegible]	۳۵	۱۳۵	۱۳۵
شالخ - ایضاً	۳۰	۱۳۰	۱۳۰
عابر - ایضاً	۳۴	۱۳۴	۱۳۴
قالغ - ایضاً	۳۰	۱۳۲	۱۳۳
سروج - ایضاً	۳۰	۱۳۰	۱۳۰
ناحور - ایضاً	۲۹	۷۹	۷۹
تارخ - ایضاً	۷۰	۷۰	۱۷۰
قلنان - ایضاً	نہیں لکھا جس سے عمر کے سال معلوم ہوسکیں	نہیں لکھا جس سے عمر کے سال معلوم ہوسکیں	۱۳۰

اور یہ اُن اختلافات کا جو توریت کے ترجمون مین واقع ہین خلاصہ ہی- اور ہم نے تفصیل سے بخوف تطویل کنارہ کشی کی- باقی دوسرے مقامات کو بھی اسی پر قیاس کرنا چاہیے

باب سوم

(اُن مقامات کی تشریح اور تعیین مین جو باتفاق راے مفسرین عیسائیان عہد جدید مین تحریف کیے گئے)

ف ۱ ہارسلی نے اپنی تفسیر کے صفحہ ۳۲۱ جلد ثانی مین یہ لکھا ہی کہ انجیل متی کے باب اول کی اٹھارھوین آیت یعنی عیسیٰ مسیح کی پیدایش اسطور پہ ہوئی کہ اُنکی مان مریم نے یوسف کو اپنے ساتھ شادی کا پیغام بھیجا تھا اور قبل اسکے کہ وہ دونون جمع ہون وہ روح القدس سے حاملہ پائی گئی- اور اُسی کی پچیسوین آیت یہ ہی اور دونون مین مقاربت نہین ہوئی حتی کہ باکرہ ہونے کیحالت مین اُسکے پہلوٹے کا بیٹا پیدا ہوا جسکا نام عیسیٰ رکھا یہ دونون تحریف کیے گئے ہین- اور معتبرین مذہب نے اس تحریف کی جانب پیش قدمی کی ہی تاکہ مریم کے باکرہ ہونے مین کوئی شبہہ نہ کیا جائے اس لیے اُنھون نے دونون آیتون کو بدل ڈالا- پہلی آیت سے الفاظ قبل ان یجتمعا کو یعنی قبل اسکے کہ وہ دونون جمع ہون- اور دوسری آیت سے لفظ بکر کو یعنی باکرہ ہونے کی حالت مین پہلوٹے کا لڑکا- ساقط کر دیا اور اسی ڈھنگ پر اکثر نسخہ جات پلٹے گئے- **ف ۲** نیز اسی جلد مذکور کے صفحہ ۳۲۴ مین یہ لکھا ہی کہ انجیل متی کے چھٹے باب کی تینتیسوین ۳۳ آیت یعنی (لیکن تم لوگ پہلے اللہ کے ملکوت اور اسکے رسول کی خواہش کرو اور یہ سب اشیا تمھاری جانب منسوب ہو جائینگی-) یہ زیادتی کسی اور عبارت کے جسکا مفہوم اور مفاد یہ ہی تحریف کیا گیا ہی- یعنی- (کبائر کی اطاعت کرو تمکو صغائر عطا کریگا سماوی کی اطاعت کرو تمکو ارضی عطا کریگا) اور علیٰ ہذا بعض بلکہ اکثر نسخون مین پایا گیا ہی- نیز اُسی باب کی تیرھوین آیت- یعنی (- اور ہمکو تجربہ مین داخل مت کر بلکہ ہمکو شریر سے نجات دے پس ملکوت اور قدرت اور عظمت تیرے لیے ابد تک ہی-) یہ بھی بالحاق جملہ فان الملکوت والقدرۃ والمجد لک آمین سے تحریف کیا گیا ہی- جیسا کہ محققین کے نزدیک ثابت ہی- **ف ۳** اور نیز اُسی کے صفحہ ۳۳ مین یہ بیان کیا ہی کہ اُسی کے بارھوین باب کی آٹھوین آیت- یعنی- (کیونکہ انسان بیٹا بھی رب سبت یعنی پروردگار یوم ہفتہ ہی) یہ بھی زیادتی لفظ ایضاً جسکا ترجمہ بھی کیا گیا ہی- محرف ہی پھر کریزباخ نے اس مین یہ ایجاد کی کہ یہ لفظ الحاقی جو تحریف کرنے والے کی جانب سے بڑھایا گیا تھا اُسکو متن سے نکال دیا **ف ۴** نیز اُسی جلد کے صفحہ ۳۳ مین یہ لکھا ہی کہ باب مذکور کے پینتیسوین

آیت مین لفظ قلب الحاقی ہی جو تحریف کرنے والے کی جانب سے زیادہ کیا گیا ہی یعنی۔ (لیس صالح آدمی اسپنے قلب صالح کے خزانہ سے خیرات نکالتا ہی اور شریر اپنے قلب شریر کے خزانہ سے شرارتین نکالتا ہی) ف ۵ نیز اُسنے اپنی تفسیر کی جلد اول صفحہ ۶۲۵ مین یہ بیان کیا ہی کہ ستائیسوین باب کی نوین آیت مین لفظ ارمیاہ محرف ہی اور الحاقی ہی۔ تحریف کرنیوالے کی جانب سے بڑھایا گیا ہی یعنی (اور اُسوقت قول نبی ارمیاہ کا سُت ہو گیا جسوقت کہ کہا) پس اُنھون نے تیس درہم پر قبضہ کر لیا اُس ثمن یعنے آٹھوین حصہ سے جو ثمن کہ اُنکے لیے بنی اسرائیل نے مقرر کر دیا تھا) کیونکہ متی کی یہ عادت نہین ہی کہ حوالہ مین نبی کے نام کو ذکر کرے یا اُسکی صراحت کرے۔ نسخہ کے لکھنے والے نے یہ لفظ درج کر دیا اور کاتب نے تصور حفظ سے داخل کر لیا۔ اور صحیح اس مقام پر لفظ ذکریا ہی اور لفظ ارمیاہ صریحاً غلط ہی۔ ف ۶ نیز اُسنے جلد ثانی کے صفحہ ۳۲۳ و ۳۳۲ مین یہ لکھا ہی کہ ستائیسوین باب کی پینتیسوین آیت بھی محرف ہی یعنی۔ (اُسکو سولی پر چڑھا دیا اور قرعہ ڈالکر اُسکے لباس کو تقسیم کر لیا۔ تاکہ نبی کے قول کی تکمیل ہو۔ جو کہ فرمایا ہی کہ اُنھون نے باخود ہامیرے لباس کو تقسیم کر لیا اور میرے قمیص پر قرعہ ڈالا) تحریف کرنے والے نے جملۂ تکمیل قول النبی حیث قال انہم اقتسموا لباسی واقترعوا علی قمیصی کو اپنی طبیعت سے بڑھا دیا ہی ف ۷ نیز اُسکے صفحہ ۳۲۷ و ۳۲۸ مین یہ بیان کیا ہی کہ انجیل مرقس کے تیرھوین باب کی بتیسوین آیت بھی محرف ہی یعنی۔ (اور بیشک اُس روز اور اُس گھڑی کی شخص ظاہر نہین ہوا۔ خبردار وہ فرشتے بھی نہین جو کہ آسمان مین ہین۔ آگاہ ہو اور نہ بیٹا مگر باپ ہی ظاہر ہوا۔) پس معتبرین اور مرشدین مذہب نے اسمین سے متعدد الفاظ نکال ڈالے اور کئی کلمات گھٹا دیے کیونکہ اسمین آیرین کے اعتقاد کی تائید اور تقویت ہوتی ہی ف ۸ نیز اُسنے اُسکے صفحہ ۳۳۰ مین یہ بیان کیا ہی کہ انجیل لوقا کے باب اول کی پینتیسوین آیت بھی تحریف شدہ ہی یعنی (پس ملک یعنی فرشتے نے اُس سے کہا درحالیکہ وہ اُسکی دلجوئی کرتا تھا کہ عنقریب تیرے پاس روح القدس داخل ہوگا۔ اور علی اعلی یعنے خدا کی قدرت کا سایہ تجھکو ڈھانپ لیگا۔ اسی وجہ سے مقدس مولود کو ابن اللہ یعنی خدا کا بیٹا کہا جاتا ہی) پس مرشدین اور معتبرین مذہب نے اس آیت مین بمقابلہ فرقۂ بوطی کس کے متعدد الفاظ بڑھا دیے ہین۔ کیونکہ یہ فرقہ عیسیٰ کی ذو صفتین یعنے ذو طبیعتین ایک طبیعت انسانی مان کی طرف سے اور دوسری طبیعت الٰہیہ اللہ باپ کی طرف سے

ہونے سے منکر ہو ف ۹ نیز اپنی تفسیر کے جلد اول کے صفحہ ۲۶۳ مین اُس نے بیان کیا ہو کہ انجیل لوقا
کے تیسرے باب کی انیسوین آیت بھی تحریف شدہ ہو۔ یعنی (اور ہیرودیس ربع کا رئیس تھا جبکہ یحییٰ نے
اُسکو اُسکے بھائی فیلپوس کی جورو ہیرودیا کے بارہ مین اور بوجہ اُن تمام بُرائیون کے جنکا وہ
مرتکب ہوا تھا جھڑک دیا۔) کیونکہ اس مقام پر فیلپوس کا لفظ سراسر خطا اور صریحاً غلط ہو۔ کیونکہ
ہیرودیا بیشک ہیرودیس کے بھائی کی جورو تھی۔ لیکن اُسکا بھائی بھی ہیرودیس کے نام سے
پکارا جاتا تھا اور اسی وجہ سے گریز باخ نے اس لفظ کو کاتب کی غلطی اور سہو سے خیال کرکے متن
ہی سے نکال دیا ہو ف ۱۰ نیز اُس نے اسی جلد کے صفحہ ۳۳۱ مین یہ بیان کیا ہو کہ انجیل لوقا کے بائیسوین
باب کی تینتالیسوین آیت محذوف ہو۔ (یعنی پھر آسمان سے فرشتہ ظاہر ہوا تاکہ اُسکو تقویت دیوے)
اور یہ اسقاط معتبرین مذہب کی جانب سے بدین خیال واقع ہوا ہو کہ مسیح کو فرشتہ تقویت دے یہ اُنکے
عظم شان کے لیے مضر ہو اور نقصان کا موجب ہو اور یہ تحریف یعنی آیت مذکورہ کا نکال دینا قدکس
اسکندرینوس کے نسخہ کے علاوہ اور دوسرے نسخون مین بھی ہوئی ہو۔ ف ۱۱ نیز اُس نے اپنی تفسیر کی
چوتھی جلد کے صفحہ ۴۷۸ مین یہ بیان کیا ہو کہ انجیل لوقا کے اکیسوین باب مین پینتیسوین اور چھتیسوین
آیت کا ایک پورا جملہ اور مستقل فقرہ محذوف ہو ضرور ہو کہ انجیل متی کی چوبیسوین باب کے چھتیسوین آیت
سے وہان بڑھا دیا جائے۔ یعنی (اور اُس روز اور اُس ساعت کوئی شخص اُن دونون کے حالت سے
واقف نہین نہ آسمان کے فرشتے بجز تنہا میرے باپ کے) یا انجیل مرقس کے تیرھوین باب کے بتیسوین
آیت سے بڑھایا جائے۔ تاکہ لوقا کی انجیل اور انجیلون کے موافق ہو جائے۔ پھر اس تحریف اور تغیر
و تبدل اور اسقاط اور تخریب کے اقرار کرنے کے بعد حاشیہ مین یہ بیان کیا ہو کہ مفسرین اور محققین نے
اس نقصان عظیم سے چشم پوشی کی ہو ہیلز نے اسپر مطلع ہو کر اس طرف توجہ کی۔ ف ۱۲ نیز اُس نے چوتھی
جلد کے صفحہ ۱۳۱ مین یہ بیان کیا ہو کہ ارازمس اور کالوین وغیرہ اور لوگون نے جنکے نامون کی تفصیل
ہارن نے اپنی تفسیر مین بیان کی ہو۔ انجیل یوحنا کے ساتوین باب کی ترپنوین آیت کی صحت مین
کلام کیا ہو۔ یعنی (پھر ہر ایک آدمی اپنے گھر چلا گیا۔) اور اسی کے آٹھوین باب کی آیت اول سے
گیارھوین آیت تک کی صحت مین بھی کلام کیا ہو۔ یعنی۔ (عیسیٰ جبل زیتون کی جانب تشریف لیگئے
جب صبح ہوئی تو دوسرے روز ہیکل کی جانب واپس آئے اور تمام قوم اُنکی خدمت مین حاضر ہوئی پس

آپ بیٹھے اور اُن سب کو تعلیم دینے لگے پھر فریسیون اور کتبہ ایک ایسی بدکارہ عورت کو ساتھ لیکر
آئے جسکو اُنھون نے بحالت بدکاری گرفتار کیا تھا اور اُسکو وسط یعنی بیچ مین کھڑا کیا۔ اور عیسیٰ سے
مخاطب ہو کر کہنے لگے کہ یہ وہ عورت ہے جو کہ بدکاری کی حالت مین اور مخصوص فعل کی حالت مین پکڑی
گئی ہے اور ہمکو موسیٰ نے ناموس مین ایسی عورتون کے رجم کرنے کا حکم دیا ہے آپ کیا فرماتے ہین۔ اور
یہ اُنھون نے امتحاناً کہا تا کہ جسکا وہ ادعا کرتے ہین صحیح ثابت ہو جائے۔ پس عیسیٰ علیہ السلام جھکے اور
انگلیون کے بل زمین پر قدم رکھتے تھے اور وہ لوگ اُنسے مکرر سہ کرر سوال کرتے ہی جاتے تھے بالآخر وہ
کھڑے ہو گئے اور اُنکی جانب مخاطب ہو کر فرمانے لگے کہ اچھا پہلے اُس عورت پر وہ شخص پتھر مارے جسنے
کوئی گناہ نہ کیا ہو۔ پھر جھکے اور زمین پر قدم رکھنے لگے جبکہ اُن لوگون نے یہ جملہ سنا تو سب کے دل
سکڑ گئے اور سب چھوٹے بڑے یکے بعد دیگرے واپس ہونے لگے اور عیسیٰ علیہ السلام کو تنہا چھوڑ دیا
اور وہ عورت وہین اسی طرح بیچ مین بیٹھی ہوئی تھی۔ جب کہ عیسیٰ نے بجز اُس عورت کے اور کسی کو
وہان نہین دیکھا تو اُس سے پوچھا کہ یہ لوگ کہان چل دیے جو تجھپر دعوے کرتے تھے کیا اُنمین سے
کسی نے تجھپر میرے حکم کی تعمیل نہین کی اُس نے کہا کہ نہین اے رب۔ عیسیٰ نے فرمایا تو مین بھی نہین تعمیل
کرتا چلی جا۔ اور پھر اسکے بعد کوئی گناہ مت کرنا۔) ہارن نے کہا کہ ہیز اشطم اور شیو فلکط
اور تونس نے ان آیات کو اپنی تفاسیر مین جو اُنھون نے انجیل کی تفسیرین لکھی ہین نہین لیا ہے اور معتبر
نہین خیال کیا ہے۔ اور اسی لیے ان کی کوئی شرح بھی نہین کی ہے اور کبریئوس اور ترطولیانوس
نے بھی ان آیات کا کوئی اعتبار نہین کیا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ تحریفاً یہ آیات بڑھا دیے گئے ہین اور
الحاق کر دیے گئے ہین۔ اور نیز یہ لکھا ہے کہ اُسکے پانچوین باب کی چوتھی آیت مین بھی لوگون نے کلام
کیا ہے اور اُسکو غیر صحیح الحاقی قرار دیا ہے۔ یعنی (کیونکہ فرشتون مین سے ایک فرشتہ وقت معین پر برکت
کی طرف نازل ہوتا تھا اور پانی موج مارتا تھا اور بعد پانی کی موج کے اول جب نازل ہوتا تھا تو شفا
ہو جاتی تھی جسکو کوئی مرض ہو) علاوہ اسکے جسکو مین نے ابھی بیان کیا ہے چارون انجیلون مین اور بہت
سے ایسے مقامات ہین جسکی صحت مین مشائخ انصاری کو کلام ہے اور اُسکے تحریف کا اُنھون نے پورا یقین
کر لیا ہے جیسا کہ ہارن نے اپنی تفسیر مین پوری صراحت کر دی ہے اور اپنی تقریر مین پورا مضمون بیان کر دیا ہے
لیکن مین نے بخوف تطویل انھین مقامات کے ذکر پر اختصار کیا اور یہ سمجھکر کہ گویہ تحریفات گنتی مین تھوڑے

ہین لیکن تحریف کے ثبوت کے لیے اور انجیل کے بے اعتبار ہونے اور اُسکے غیر قابل استناد ہونے اور اسکے
اعتماد کے زائل کرنے کے واسطے کافی ہی اسی مختصر بیان پر اکتفا کیا۔ اب مناسب ہی کہ عہد جدید کے
رسائل کی تحریف کے متعلق کچھ بیان کیا جاوے۔ ف ۱ کوسن طبیب نے اپنی کتاب کے چھٹے باب کی
تیسری فصل مین یہ لکھا ہی کہ اعمال الرسل کے آٹھوین باب کی سینتیسوین آیت۔ یعنی۔ (فیلبوس نے کہا کہ اگر
تو اپنے پورے دل سے ایمان لائیگا تو جائز ہی تیرے لیے۔ پس اُس نے اُسکو کہا اور وہ اُسکی جوابی کرتا تھا
کہ مین ایمان لایا کہ عیسیٰ خدا کا بیٹا ہی) محرف ہی۔ اور کریزباخ اور شولز نے اسکے الحاقی ہونے پر
اپنا یقین ظاہر کیا ہی۔ ف ۲ نیز اُسی کا قول ہی کہ اعمال کے نوین باب کی پانچوین اور چھٹی آیت۔ یعنی
(پس اُسکو کہا کہ اے رب تو کون ہی۔ رب نے کہا کہ مین وہ عیسیٰ ہون جس کو تو ایذا دیتا ہی مشکل ہی تجھپر یہ کہ
تو اسنتہ کو لات مارے۔ پس کہا اُس نے درحالیکہ وہ متحیر تھا۔ اے رب تو کیا چاہتا ہی تاکہ مین وہ کرون
رب نے اُسکو کہا کہ اُٹھ اور شہر مین داخل ہو عنقریب تجھ سے وہ بات کہی جائیگی۔ جسکا کرنا تجھپر واجب
ہوگا۔) محرف اور الحاقی ہی۔ شولز اور کریزباخ کا قول ہی کہ یہ عبارت (جسکے ترجمہ پر خط کھینچ دیا گیا ہی)
کہ انه یصیب علیك ان ترفس الاسنة فقال مرتعدا و متحیرا ما الذی ترید ان افعل
یا رب۔ الحاقاً بڑھادی گئی ہی اور تحریف ہوئی ہی۔ ف ۳ نیز اُسی کا قول ہی کہ اعمال کے
دسوین باب کی چھٹی آیت بھی تحریف شدہ اور الحاقی ہی یعنی۔ (پس وہ شمعون دباغ یعنی رنگریز کے
پاس مہمان ہی جسکا گھر دریا پر ہی وہ تجھکو ایسی بات کی خبر دیگا جسکا کرنا تیرے لیے مناسب ہوگا۔) اور کریزباخ
اور شولز نے تو بالیقین یہ بیان کیا ہی کہ جملہ هو یخبرك بما ینبغی لك ان تفعله الحاقی ہی۔ ف ۴
نیز اُسی کا قول ہی کہ اعمال کے سولھوین باب کی ساتوین آیت بھی محرف اور مبدل ہی۔ یعنی (۔ جبکہ وہ
میسیہ کی جانب آئے بثینیا کی طرف جانیکا قصد کیا پس روح نے اُنکو اجازت نہ دی۔) کریزباخ اور
شولز نے یہ لکھا ہی کہ صحیح یہ ہی کہ (عیسیٰ کی روح نے اُنکو اجازت نہ دی۔) پس تحریف کرنے والے
نے روح ہی اُنکے معاوضہ مین لکھدیا۔ ف ۵ نیز اُسی کتاب مین اُسنے لکھا ہی کہ اعمال کے بیسوین باب کی
اٹھائیسوین آیت مین بھی تحریف اور تغیر و تبدل واقع ہوا ہی۔ یعنی۔ (پس اپنے نفوس کی احتیاط کرو
اور اُس ٹکڑے کی جسپر تمکو روح القدس نے مشائخ بنایا حتیٰ کہ رعایت کرو اللہ کے کنیسہ کی جو اُسکے خون
سے ذخیرہ کیا گیا ہی۔) اسمین لفظ مسیح کی جگہ لفظ اللہ رکھا گیا ہی۔ کریزباخ نے کہا ہی کہ اس مقام پر

اللہ کا لفظ صحیح نہین ہی اور اُس نے لفظ مسیح کی صحت کی طرف میلان کیا ہی ف ۶ ہارن نے
اپنی تفسیر کی جلد ثانی مین بیان کیا ہی کہ اہل قورنیثوس کے رسالۂ اولی کے دسوین باب کی اٹھائیسوین
آیت یعنی (اگر تم سے کوئی شخص یہ کہے کہ یہ وہ چیز ہی جس پر غیر اللہ کا نام پکارا گیا ہی پس اوسوجہ سے کہ تم اُس سے
مطلع کیے جا چکے ہو جس سے تمھارے دل خبردار نہ تھے اسکو مت کھاؤ کیونکہ زمین خود اور اُسکے کمال رب
کے لیے ہی) محرف اور الحاقی ہی - اور کریزباخ نے بالتیقین یہ بیان کیا ہی کہ جملہ لان الارض ھی و
لملھا للرب ضرور الحاقی ہی اور اس زائد اور الحاقی جملہ کو اُس نے متن سے نکال دیا ہی - ف ۷ نیز
ہارن نے اُسی تفسیر مین یہ بیان کیا ہی کہ اُسی رسالہ کے پندرھوین باب کی پانچوین آیت بھی تحریف شدہ
ہی - یعنی - (اور بیشک تو دیکھتا ہی کہ کیونکر بارہ نے گناہ کیا) محرفین معتبر نے لفظ احد عشر یعنے گیارہ بجاے اثنی عشر
یعنی بارہ کے رکھا تا کہ پولص کی جانب گناہ عائد نہ ہو اور یہ تحریف واقعی ہی اکثر نسخون مین موجود ہی - اور بجز اسکے
اسکا کوئی اور سبب نہین ہی کہ اُنکو دوسرے حواریین کے مقابلہ مین پولص کا اظہار تقدس منظور تھا اور گناہ سے
اُسکو معصوم رکھنا مقصود تھا - اور شاید کہ نصاریٰ نے اس قسم کی تحریفات اور حیلے پولص کے احکام سے
نکالے ہونگے - اور اُسکے فرمانبردار ہوتے ہونگے - اور دوسرے حواریین نے جو کچھ کہ فرمایا اُس سے اعراض کیا
ہو - اور پولص کے اقوال کی موافقت کی وجہ دین سے روگردانی کی ہو ف ۸ کوسن طبیب نے
اُسی باب اور فصل مذکورین مین یہ بیان کیا ہی کہ رسالہ اہل افسس کے پانچوین باب کی اکیسوین آیت مین
بھی تحریف اور تغیر و تبدل واقع ہی - یعنی (اور خدا کے ڈر سے چاہیے کہ بعض بعض کے ساتھ یعنی ایک
شخص دوسرے شخص کے ساتھ سرنگون اور جھکا رہے) کریزباخ اور شولز یقین کے ساتھ یہ کہتے
ہین کہ اسمین لفظ اللہ بجاے لفظ مسیح رکھا گیا ہی جو غلط ہی - در اصل صحیح یہ ہی کہ مسیح کے ڈر سے ایک دوسرے
سے سرنگون رہے - ف ۹ نیز اسی کا یہ قول ہی کہ رسالۂ اہل فلبتیہ کے چوتھے باب کی تیرھوین آیت
بھی زیادتی کیساتھ تحریف شدہ ہی - یعنی (مین مسیح کی مدد کے ساتھ بہت سے اشیاکے کرنے پر
قادر ہون کیونکہ وہ میری قوت ہی) اور کریزباخ اور شولز نے لفظ مسیح کے الحاقی ہونے پر
بالیقین کیا ہی - صحیح صرف اسیقدر ہی کہ (مین بہت سی اشیا کے کرنے پر قادر ہون) ف ۱۰ نیز اُسیکا
یہ قول ہی کہ اہل طیموطاوس کے رسالۂ اولے کے تیسرے باب کی سولھوین آیت بھی زیادتی اور
الحاق کے ساتھ تحریف کی گئی ہی یعنی - (اور بالیقینیات سے ہی کہ تقوی کا بھید بہت بڑا ہی اور یہ اس لیے

کہ اللہ جسم مین ظاہر ہوا اور روح نے اُسکا اعتراف کیا اور عوام کی وجہ سے اصلی آرا مین پوشیدہ ہوگیا - اور ایمان لایا گیا اُسکے اوپر اس دنیا مین بزرگی اور اعزاز کے ساتھ عروج پایا -) کریز باخ کا قول ہو کہ صحیح یہ ہو کہ وہ ظاہر ہوا جسم مین اسکے بعد تا انیتہ تک محرف نے بڑھا دیا ہو اور بجاے ضمیر کے لفظ اللہ قائم کردیا ہو - **ف ۱۱** نیز اُسی مقام مین اُسکا قول ہو کہ رسالہ یعقوب کے دوسرے باب کی اٹھارھوین آیت بھی تغیر و تبدل کے ساتھ تحریف کی گئی ہو - یعنی (پس بعض وقت انسان کہتا ہو کہ تو مومن ہو اور مین عامل ہون - پس تو اپنا ایمان اپنے اعمال کے ساتھ مجھکو دکھلا - اور مین تجھکو اپنے اعمال کے ساتھ اپنا ایمان بھی دکھلاؤنگا) کریز باخ اور شولز کے نزدیک صحیح یہ ہو کہ (تو اپنا ایمان بلا عمل دکھلا) **ف ۱۲** نیز اُسی مقام پر اُسنے یہ بیان کیا ہو کہ رسالہ اولی یوحنا کے پانچوین باب کی ساتوین اور آٹھوین آیت بھی تثلیث کے استخراج کی غرض سے بزیادتی تحریف کی گئی ہو - یعنی (کیونکہ وہ گواہ جو آسمان مین شہادت دیتے ہین تین ہین اور وہ باپ اور کلمہ اور روح القدس ہو - اور یہ تینون ایک ہی ہین - اور وہ گواہ جو زمین مین گواہی دیتے ہین تین ہین روح اور پانی اور خون - اور یہ تینون ایک مین متحد ہو جاتے ہین -) کریز باخ اور شولز کہتے ہین کہ صحیح یہ ہو اور وہ گواہ جو زمین مین گواہی دیتے ہین تین ہین - روح - پانی - خون - اور یہ تینون ایک ہی مین متحد ہو جاتے ہین - پس آیت بتمامہا محرف اور الحاقی ہو - اور ہارن نے بھی اپنی تفسیر مین اس آیت کی نسبت اسی طرح بیان کیا ہو - چنانچہ ہم نے اس مقالہ کے بحث ثانی مین اُسکی طرف اشارہ کیا ہو اس آیت کے الحاق اور زیادتی سے محرف کرنے کی بجز اسکے اور کوئی غرض نہین ہو کہ نصاریٰ استخراج تثلیث اور اُسکی کوشش مین گمراہ ہو جائین - کاش اگر وہ اس بات کو سمجھین تو ضرور اپنے عقائد کو باطل خیال کرین - **ف ۱۳** نیز اُسی جگہ اُسنے یہ بھی بیان کیا ہو کہ رسالہ یہودا کے باب اول کی چوتھی آیت بھی زیادتی اور الحاق کے ساتھ محرف ہو - یعنی (پس اُس جگہ چند ایسے آدمی ہین جنکے داخل ہونے سے وہ خوش ہوئے اور قبل اسکے کہ وہ لوگ ان کھیلون کی اعانت کیا کرتے تھے یعنی منافقین کی جو بدکاری کے ساتھ اللہ کی رحمت کو بدلتے ہین اور غالب اور واحد خدا سے انکار کرتے ہین - اور ہمارا رب عیسیٰ مسیح ہو =) کریز باخ اور شولز یقین کرکے کہتے ہین کہ لفظ الہ نیکرون کے بعد الحاقی ہو = **ف ۱۴** نیز اُسی مقام پر اُسکا یہ قول ہو کہ رویا کے باب اول کی گیارھوین آیت بھی زیادتی اور الحاق کے ساتھ

محرف ہو۔ یعنی۔ (اور وہ کہتا ہی کہ مین ہی الف اور بے ہون اور اول و آخر ہون پس لکھ لے جو تو دیکھتا ہی ایک کتاب مین اور اسکو سات کنائس یعنی گرجاؤن مین بھیجدے جو کہ ایشیہ یعنی آفس اور سمرنہ اور پرغاموسیہ اور طواطیرہ اور ساردوس اور فیلادلفیہ اور لاودقیہ مین واقع ہین۔) گریز باخ۔ اور شولز یہ کہتے ہین کہ لفظ اول اور آخر الحاقی ہین اور صحیح یہ ہی کہ مین الف و بے ہون پس لکھ لے الی آخرہ **فصلے** نیز اسی مقام پر اُسی نے بیان کیا ہی کہ اُسی رویا کے آٹھوین باب کی تیرھوین آیت بھی تغیر و تبدل کے ساتھ تحریف کی گئی ہی۔ یعنی (پھر مین نے ایک فرشتے کو وسط آسمان مین اُڑتے ہوئے دیکھا اور مین نے سنا کہ وہ یہ بڑی آواز سے کہتا تھا کہ افسوس ہی اور افسوس ہی افسوس ہی زمین کے رہنے والون پر آخری آوازانکی تین فرشتون کے بوق یعنی سنگا بجانے سے صادر ہوئی اور وہ سنگا بجانے مین بہت جلدی کرتے تھے۔) گریز باخ اور شولز یقین کے ساتھ یہ کہتے ہین کہ لفظ ملک جسکے معنی فرشتہ ہین یہان غلط ہی بجائے اُسکے لفظ عقاب جو ایک جانور ہی صحیح ہی۔

جسقدر مین نے بیان کیا ہی اُس سے اسطرح عہد جدید کی تحریف مدلل طور پر ثابت ہوتی ہی کہ کوئی شخص اُسکے پوشیدہ کرنے پر جرأت نہین کر سکتا۔ اور اُسکا اعتبار الیسا زائل اور ساقط ہوگیا کہ کسی سبیل اور طریقہ سے اُسکی جانب مسترد نہین ہو سکتا۔ اور اس قسم کی تحریف کہ بعض جملہ اور آیات کو بعض پر مقدم کر دینا اور موخر کر دینا۔ اور بعض آیات کو جو کسی خاص باب سے متعلق ہین اُنکو دوسرے باب مین ملا دینا اور بعض ابواب کے صدر کلام کو دوسرے ابواب کے ساتھ الحاق کر دینا۔ یہ تو بہت کثرت سے ہین اُسکے ذکر کرنے مین کوئی معتدبہ نفع متصور نہین ہی۔ ہارن نے اپنی تفسیر کی جلد ثانی کے آٹھوین باب مین بیان کیا ہی جسکا خلاصہ یہ ہی کہ علماے فحول اور رؤساے عظام کی تحقیق یہ ہی کہ جو لوگ دیانت اور امانت و تقوی مین مشہور و معروف ہوئے اُنھون نے قصداً تحریف کی جانب اسوجہ سے پیش قدمی کی تاکہ دین اور عقائد مین تقویت اور تائید ہو اور مسائل دینیہ کی تقویت اور اصول ایمانیہ کی مضبوطی متصور ہو۔ نیز اسوجہ سے بھی تحریف کی ہی کہ وہ شکوک جو کہ شبہات کی جانب ذہن کو دوڑاتے ہین رفع ہو جائین۔ پس یہ پرہیزگار اور ریاضت کرنے والون نے اور بزرگان صلحا ورؤسا نے جس قدر تحریف کی۔ خلوص نیت کے ساتھ کی اور محض اپنے عقائد کی درستی کی غرض سے کی ایسی صورتون مین بقدر حاجت و ضرورت تغیر و تبدل کیا۔ اور کوئی شخص تحریف کرنے والون مین مار سیون سے بڑھ کر انگشت نما اور مورد ملامت نہین ہوا ہی

اورکوئی شخص تحریف پر اس سے زیادہ ملامت اور سرزنش کا مستحق نہین ہو پس یہ بات اچھی طرح ثابت ہوگئی کہ ان کتابون پر مفسرین متصرف ہوگئے اور حسب خواہش انھون نے تغیر و تبدیل کردیا۔

چوتھا باب

(انجیل متی سے متعلق انساب پر جرح اور تعدیل مین)

مناسب ہو کہ ہم پہلے باب اول کی پوری عبارت نقل کرین پھر اُسکے متعلق کلام کرین اصحاح یعنی باب اول۔ یہ کتاب عیسیٰ مسیح بن داؤد بن ابراہیم کے نسب کی ہو۔ ابراہیم اسحاق کا بیٹا ہو اور اسحٰق یعقوب کا بیٹا ہو۔ اور یعقوب یہوذا اور اُسکے بھائیون کا بیٹا ہو۔ اور یہوذا فارض کا بیٹا تامر کے بطن سے ہو اور فارض حصرن کا بیٹا ہو اور حصرون ارم کا بیٹا ہو اور ارم عمنداب کا بیٹا ہو۔ اور عمناداب نحشون کا بیٹا ہو۔ اور نحشون سلمون کا بیٹا ہو۔ اور سلمون باغاز کا بیٹا راحاب کے بطن سے ہو اور باغاز عوبوذ کا بیٹا راعوث کے بطن سے ہو اور عوبوذ ایشی کا بیٹا ہو۔ اور ایشی سلطان داؤد کا بیٹا ہو۔ اور داؤد سلطان سلیمان کا بیٹا۔ اوریا کی جورو کے بطن سے ہو اور سلیمان رحبعام کا بیٹا ہو۔ اور رحبعام ادبیا کا بیٹا ہو۔ اور ادبیا اسی کا بیٹا ہو اور اسی یہوشافاط کا بیٹا ہو اور یہوشافاط یورام کا بیٹا ہو اور یورام عوزیا کا بیٹا ہو اور عوزیا یوثام کا بیٹا ہو اور یوثام احاز کا بیٹا ہو۔ اور احاز حزقیا کا بیٹا ہو۔ اور حزقیا منسار کا بیٹا ہو۔ اور منسار آمون کا بیٹا ہو۔ اور آمون یوشیا کا بیٹا ہو۔ اور یوشیا یوکانیا اور اُسکے بھائیون کا بیٹا ہو اُس زمانہ کا جسوقت بابل کی طرف جلاوطن ہوا تھا اور بابل کی طرف جلاوطن ہونے کے بعد یوکانیا کا بیٹا شلتائیل ہو۔ اور شلتائیل زوربابل کا بیٹا ہو اور زوربابل ابیود کا بیٹا ہو۔ اور ابیود ایلیاقیم کا بیٹا ہو۔ اور ایلیاقیم عازور کا بیٹا ہو اور عازور زدوق کا بیٹا ہو اور زدوق اکیم کا بیٹا ہو اور اکیم ایلیود کا بیٹا ہو اور ایلیود ایلیعازر کا بیٹا ہو اور ایلیعازر متن کا بیٹا ہو اور متن یعقوب کا بیٹا ہو اور یعقوب اُس یوسف کا بیٹا ہو جو اُس مریم کا شوہر ہو جس سے کہ عیسیٰ مسیح پیدا ہوئے پس ابراہیم سے داؤد تک جملہ چودہ آدمی ہین۔ اور داؤد سے جلا ربابل تک چودہ اشخاص ہین اور بابل کی طرف جلاے وطن ہونے کے بعد سے مسیح تک چودہ آدمی ہین۔ اور عیسیٰ مسیح کی پیدائش اس طور پر ہوئی تھی کہ اُنکی مان مریم نے یوسف کو شادی کا پیغام بھیجا تھا۔ اور قبل اسکے کہ وہ دونون اکٹھے ہون وہ روح القدس سے حاملہ پائی گئی اور اسکا شوہر یعنی یوسف بہت صالح آدمی تھا۔ اور وہ اپنی صلاحیت کی وجہ سے ہرگز یہ نہین چاہتا تھا کہ مریم کو فضیحت اور رسوا کرے اِس لیے اُس نے یہ ارادہ کیا کہ اُسکو پوشیدہ طور پر چھوڑ دے۔ وہ انھین خیالات مین تھا کہ یکایک خواب

مین خدا کی جانب سے اُس پر ایک فرشتہ ظاہر ہوا جو یہ کہتا تھا کہ آگاہ ہو اے یوسف بن داؤد - اور تو اپنی زوجہ مریم کو اپنی طرف ضم یعنی منسوب کرنے سے مت ڈر - کیونکہ اُسمین جو نطفہ کہ ٹھہرا ہوا ہی وہ روح القدس کی جانب سے ہی - عنقریب وہ بیٹا جنے گی اور اُسکا نام عیسی رکھے گی جو کہ اپنے گروہ کو اُنکے گناہون سے نجات دیگا - اور یہ سب کلام آلہی کی تکمیل کی غرض سے واقع ہوا ہی کہ اُس نے اشعیا نبی کی زبانی فرمایا تھا کہ عذرا یعنی جوان عورت عنقریب حاملہ ہوگی اور عنقریب ایک بیٹا جنے گی اور لوگ اُسکا عمنوائیل نام رکھینگے جسکا ترجمہ ان اللہ معنا یعنی اللہ ہمارے ساتھ ہی اور جس وقت کہ یوسف نیند سے جاگا ویسا ہی کیا جیسا کہ خدا کے فرشتہ نے اُسکو حکم دیا تھا - اور ضم یعنی منسوب کرلیا اپنی زوجہ کو اپنی طرف - اور اُس سے مقاربت نہ کی حتی کہ پہلن بچہ جنی اور اسکا نام عیسی رکھا - مطبوعہ ۱۸۱۶ء - اور اسپر بہت سے اعتراضات واقع ہوتے ہین جس کے دفع کرنے مین قدماء نصاری نے بڑی تکلیف اُٹھائی اور علماے نصاری نے بہت کچھ لا یعنی تکلفات کیے جس نے بھوکھ سے مستغنی نہین کیا - پہلا اعتراض یہ ہی کہ یہ سلسلۂ انساب اُسکے مخالف ہی جو کہ لوقا نے اپنی انجیل کے تیسرے باب مین تیئیسوین آیت سے آخر باب تک بیان کیا ہی - پہلے مناسب ہی کہ ہم اُس باب سومی کی عبارت نقل کرین - تاکہ اختلاف اقوال کی پوری حالت بوضاحت تمام معلوم ہو جاوے - ۲۳ - اور جبکہ عیسیٰ کی عمر تیس برس کی ہوئی ویسا ہی تھا جیسا کہ گمان کیا جاتا تھا کہ وہ ابن یوسف بن ہالی ابن مطیب بن لاوی بن ملکی بن یونس بن یوسف بن مطانیوا بن عاموس بن ناحوم بن اسلی بن نجایا بن مات بن مطانیوا بن سیمون بن یوسف بن یہودا بن یوحنا بن زیسا بن زوربابل بن شلتائیل بن نیری بن ملکی بن ادی بن قوصام بن المصادان بن الیدام بن ابار بن یونس ابن ایل لیعاذر بن یورام بن مطات بن لاوی بن سمعون بن یہودا بن یوسف بن یونس بن الیاقیم بن ملیا بن منیان بن مطاتا بن ناتان بن داؤد بن یسے بن عوبید بن عاز بن سلمون بن نحشون بن عمیناداب بن ارم بن یورام بن حصران بن فارص بن یہودا بن یعقوب بن اسحق بن ابراہیم بن تارح بن ناحور بن ساروح بن راعو بن فالق بن عابر بن صالا بن کنعان بن ارفکشد بن سام بن نوح بن لامک بن متوشلح بن اخنوخ بن یرید بن مہلائیل بن کنعان بن انوش بن شیث بن آدم بن اللہ) مطبوعہ ۱۸۱۶ء سے پس جو شخص کہ ان دونون بابون کا مقابلہ کرکے اُن نامون کی طرف نظر ڈالے جو دونون نسب نامون مین مذکور ہین اُسپر ہرگز ان دونون

بابون کے اختلاف کے وجوہ پوشیدہ نہ رہینگے - دوسرا اعتراض یہ ہی کہ متی کے نسب نامے مین داؤد تک بتوسط سلیمان سلسلہ پہونچتا ہی بخلاف اسکے لوقا کے نسب نامہ مین بواسطہ ناتان کے داؤد تک سلسلہ پہونچتا ہی - تیسرا اعتراض یہ ہی کہ تیسری تقسیم کی تعداد مین غلطی واقع ہوئی ہی کیونکہ جلاوطنی کے بعد سے مسیح تک چودہ اشخاص نہین ہین بلکہ تیرہ اشخاص ہین - چوتھا اعتراض یہ ہی کہ عوزیا یہورام کا بیٹا نہین ہی - پانچوان اعتراض یہ ہی کہ یوکانیا - یوشیاہ کا بیٹا نہین ہی بلکہ اسکا پوتا ہی - چھٹا اعتراض یہ ہی کہ متی نے یوکانیا کا بھائی ثابت کیا ہی حالانکہ ایسا نہین ہی بلکہ وہ اپنے باپ کا اکلوتا بیٹا ہی کوئی اسکا شقیق نہین ہی - ساتوان اعتراض یہ ہی کہ زروبابل شلتائیل کا بیٹا نہین ہی بلکہ وہ فدایاہ اسکے بھائی کا بیٹا ہی - آٹھوان اعتراض یہ ہی کہ ابیہود - زروبابل کا بیٹا نہین ہی - اور یہ اخیر کے پانچ اعتراضات اس بنیاد پر کیے گئے ہین کہ کتب عہد عتیق خاصکر اخبار الایام سے پیدا ہوئے ہین - اور اس سے معلوم ہوتا ہی کہ متی کو عہد عتیق کی کتابین میسر نہین ہوئین جسکے وجہ سے اُس نے ایسی غلطی کی جو عوام پر بھی پوشیدہ نہین رہ سکتی - نوان اعتراض یہ ہی کہ دوسری تقسیم مین جو کہ سلیمان سے شروع ہوتی ہی اور یوکانیا تک ختم ہوتی ہی فی الواقع اٹھارہ سلسلہ اشخاص ہین - جیسا کہ اخبار الایام کے تیسرے باب کی نو اول سے پایا جاتا ہی نہ چودہ اشخاص جیسا کہ متی نے بیان کیا ہی - اور نیومن نے اس غلطی اور اختلاف پر بہت افسوس کیا ہی اور یہ لکھا ہی کہ جس طرح دین مسیحی مین ایک کے ساتھ تین کی وحدت کا اعتقاد واجب ہی - اور مسیحیین پر یہ فرض ہی کہ وہ اعتقاداً تین کو ایک اور ایک کو تین سمجھین اور دونون عدد اور معدود مین یقیناً اتحاد سمجھین اسی طرح اٹھارہ کا بھی چودہ کے ساتھ اتحاد واجب الاعتقاد ہی - کیونکہ غلطی کا احتمال تو کتب مقدسہ سے اُٹھ ہی چکا ہی اور کتاب الہامی مین خطا کا تجویز کرنا بھی باطل ہی بلکہ جو کچھ اُسمین پایا جائے وہ صحیح ہی اور حق ہی اور بالکل سچ ہی پس سوا اسکے اور کوئی چارہ نہین ہی کہ اٹھارہ اور چودہ مین اتحاد اعتقاداً مان لیا جائے دسوان اعتراض یہ ہی کہ متی نے یوسف یعنی مریم کے پیغامی شوہر کو یعقوب کا بیٹا کہا ہی اور لوقا نے یہ کہا ہی کہ وہ ہالی کا بیٹا ہی - بنا بر مذہب اکثر مورخین کے صحیح وہی ہی جو لوقا نے بیان کیا ہی - تلک عشرۃ کاملۃ یہ دس اعتراضات پورے ہو گئے - اور دوسرے اعتراضات جو اس باب پر وارد ہوتے ہین اُنکو مین نے اس خیال سے چھوڑ دیا کہ اُنمین سے بعض کی جانب تذنیب کے تیسرے باب مین مین نے اشارہ کر دیا ہی اور نیز اسوجہ سے کہ اسی قدر جو بیان کیا گیا ہی وہ

باب کے تغیر تبدیل اور کتاب کے غیر الہامی ہونے کے لیے کافی ہو - کیونکہ جب کتاب کے باب اول کی یہ حالت ہو تو باقی اور ابواب کی کیا کیفیت ہوگی -

بعض علماے نصاریٰ نے پہلے اور نوین اعتراض کا یہ جواب دیا ہو اور بعض اُنکے متبعین نے اُنکی اتباع کی ہو - کہ انساب کبھی اجمالاً بیان کئے جاتے ہین اور کبھی تفصیل کے ساتھ لکھے جاتے ہین - پس متی نے اجمال کا مسلک اختیار کیا ہو - اور لوقا نے تفصیل کا راستہ لیا ہو لیکن متی نے ہمکو اس اجمال اور اختصار کا بھید نہین بتلایا - مین یہ کہتا ہون کہ روح القدس کا مقتضا دو حال سے خالی نہوگا یعنی یا القا اجمالی ہوگا یا الہام تفصیلی ہوگا اگر اول تسلیم کیا جائے تو لوقا پر جرح واقع ہوتا ہو اور بصورت ثانی متی کا زخم مندمل نہین ہوتا - نیز مین یہ بھی کہتا ہون کہ جب متی اجمال ہی کی جانب مائل اور راغب تھا تب اُسکو بقدر طول دینے کی بھی ضرورت نہ تھی - بلکہ اتنا ہی کہدینا کافی تھا کہ ابراہیم یعقوب کا بیٹا ہو اور یعقوب داؤد کا بیٹا ہو اور داؤد یوسف کا بیٹا ہو - یہ قول کہ اجمالی ہو متعدد نقصان اور خلل کا مقتضی ہوتا ہو اول یہ کہ اُس نے ایک شی محال یہ بیان کی کہ اٹھارہ اشخاص کے واسطون کو چودہ ہی خیال کیا دوسرے یہ کہ اُسکی انجیل کا اعتقاد اور اعتبار اس احتمال سے باقی نہین رہا کہ اُس نے تمام کتاب مین اسی قسم کا فعل اختیار کیا ہو کسی شی کو ایک ایسی شی کی جانب منسوب کیا ہو کہ جسکی جانب وہ درحال منسوب نہین ہوسکتی - تیسرے یہ کہ متی باب تالیف مین بے سلیقہ ثابت ہوتا ہو اسوجہ سے کہ اُس نے جو بیان کیا ہو کتب اور ذہن کے بالکل مخالف ہو - اور اُسکی اپنے زمانہ کے رسول کے نسب سے بھی بیخبری ثابت ہوتی ہو - نیز مین یہ بھی کہتا ہون کہ جسکے کوئی اولاد نہ ہوئی ہو اُسکا بیٹا بنانا اور خلاف واقع بیٹے ٹھہرانا عقلمندون کی شان نہین ہو چہ جائیکہ کاملین ایسا کرین - نیز یہ امر بھی قابل لحاظ ہو کہ ان دونون یعنی انجیل متی اور انجیل لوقا مین جو تفاوت اور زیادتی اور نقصان ہو اور باپ اور بیٹون کے تذکرہ اور اُن کی نسبت مین مخالفت ہو - ان سب اختلافات کا لازمی نتیجہ یہی ہو کہ انمین ایک صحیح ہو اور دوسرا غلط - حالانکہ یہ الہام کی منافی ہو اور کلام کے اعتبار مین خلل انداز ہو - علاوہ اسکے ہم یہ کہتے ہین کہ اگر یہ توجیہ باوجود اسکے کہ اُنکی اسپر کوئی دلیل نہین ہو فرض اور تسلیم بھی کرلیجائے تاہم اس سے اعتراض اول دفع نہین ہوسکتا اور وہ اختلاف جو ان دونون بابون مین واقع ہو نہین اٹھ سکتا - کیونکہ اگر ہمنے یہ مان لیا کہ متی نے اجمالاً بیان کیا ہو اور لوقا نے تفصیلاً بیان کیا ہو تب اُسوقت ہمکو یہ دیکھنا ضرور ہوگا کہ مفصل سے

اگر وہ چیز جو مجمل مین نہین پائی جاتی حذف کر دی جائے تب دونون متحد ہین یا نہین پس اگر وہ دونون
متحد ہین تب ضرور یہ حکم دیا جائیگا کہ مجمل مفصل کے غیر مخالف ہی نہین تو نہین اور بیان ان دو ایسا
موقعہ ہوئے نہین ہین بلکہ ان دونون بابون مین باپ اور بیٹون کے نام مین تو اس درجہ مخالفت ہی
کہ کسی طرح دونون کا اتحاد اور اتفاق ممکن ہی نہین ہی پس یہ قول ہرگز صحیح نہین ہوسکتا کہ متی نے
اجمال کیا ہی اور لوقا نے تفصیل کی ہی۔ بلکہ ظاہر تو یہی معلوم ہوتا ہی کہ متی نے ایک مسیح کے نسب کو
بیان کیا ہی اور لوقا نے کسی اور دوسرے مسیح کے نسب کو بیان کیا ہی پس اگر مسیحیین تعدد مسیح کے قائل ہوتے
اور دونون کے مابین اتحاد تسلیم کرتے تو البتہ یہ اُنکے حال کے مناسب ہوتا۔ اور دوسرے اعتراض
کے دفع کرنے کے لیے یہ کہا گیا ہی کہ ان دونون انجیلون مین سے ایک مین یوسف کا نسب اسکے باپ
کی جانب سے بیان کیا گیا ہی اور دوسرے مین ماں کی جانب سے بیان کیا گیا ہی۔ مین یہ کہتا ہون کہ یہ
قول باوجود اسکے کہ اُنکی اسپر کوئی دلیل نہین ہی بلکہ مجرد احتمالی اور ذہنی ہی۔ قطعاً باطل ہی۔ کیونکہ اس
بنا پر بیان یہ تھا کہ دونون انجیلون مین سے ایک انجیل کا نسب نامہ یون شروع کیا جاتا کہ یوسف
بن فلان ہی اور اُسکی ماں کا نام ضرور لکھا جاتا اور طرفہ یہ ہی کہ یہی قائل باوجود اسکے مناظرہ کے
طریقہ مین اپنی لسانی پر اور مجادلہ کے طریقہ اچھی طرح جاننے پر فخر کرتا ہی۔ اور بیخبری اسقدر ہی کہ اتنی
ساتھ یہ نہین کہسکتا کہ دونون انجیلون مین سے کس انجیل مین ماں کی جانب سے اور کس انجیل مین
باپ کی جانب سے نسب بیان کیا گیا ہی۔ اور اس بات کی قدرت نہین رکھتا کہ متی نے ماں کی جانب
سے نسب بیان کیا ہی یا لوقا نے اسکی تعیین کرسکے۔ اور تیسرے اعتراض کے دفع کرنے کے لیے یہ
کہا جاتا ہی کہ متی نے اپنی انجیل مین تیسری قسم کے اشخاص کے سلسلہ مین ایک نام یعنی روما کو بغرض
اختصار چھوڑ دیا ہی۔ مین کہتا ہون کہ یہ جواب قطع نظر اسکے کہ اسپر کوئی دلیل نہین ہی محض باطل ہی
کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو چودہ اشخاص سلسلہ کے تعداد کی صراحت کی ضرورت نہ تھی اس لیے کہ جب چودہ سے
ایک ساقط ہوگیا تو پھر چودہ در اصل کہان باقی رہے بلکہ اُسوقت تو تیرہ ہی رہجائینگے۔ بعضون نے
اسکا یہ جواب دیا ہی کہ تعداد اپنی اصل پر ہی اور تقسیم ثالث کے اشخاص کی سلسلۂ نسب کی تعداد صحیح
ہی اس طور پر کہ تقسیم ثالث کی ابتدا داؤد سے کی جائے پس داؤد دو بار گنا جائیگا۔ ایک بار تقسیم ثانی
کے آخر سلسلہ اشخاص مین اور دوسری بار تقسیم ثالث کے شروع سلسلہ مین پس تقسیم ثالث کے سلسلہ

اشخاص کی تعداد چودہ کامل ہو جاتی ہی اور داؤد کے دوبار شمار کرنے کا یہ باعث ہی کہ ایک تو یہود کا
بادشاہ تھا دوسرے یہ کہ خدا نے داؤد سے وعدہ کیا تھا کہ مسیح اُن کی نسل اور خاندان سے پیدا ہوگا
پس ان دونون شرافتون کے ساتھ متصف ہونے کی وجہ سے وہ دوبار گنا گیا - جو ایک بعید احتمال
ہی اور محض لغو ہی اور ہرگز اسکا باطل ہونا عقلمندون سے پوشیدہ نہین ہی کیونکہ دوبار گنے کی وجہ سے
فی نفسہ وہ شی معدود بڑھ نہین جاتی پس سلسلۂ خاندان تیرہ سے زائد نہ ہوگا کیونکہ ایک ایک ہی ہی
اگرچہ ہزار دفعہ کیون نہ گنا جائے - اور اگر تعدد کا اعتبار کیا جاے تو یہ لازم آئیگا کہ شی واحد شی کثیر ہی
پس تعداد تیرہ سے زائد نہین ہوتی - نیز ہم کہتے ہین کہ یہ دونون شرافتین تو سلیمان مین بھی موجود
تھین پھر وہ دوبار کیون نہین گنے گئے - اور پادری فلپس نے اسکا یہ جواب دیا ہی کہ مسیح کی دو پیدائشین
ہین - ایک پیدائش بشری ہی جو وہ اپنی مان سے پیدا ہوئے جسکی وجہ سے انسان ہوئے دوسری
پیدائش وہ ہی جو باپ اللہ ازلی سے پیدا ہوئے - اور یہ کافی ہی جو داؤد ؑ نے مزمور ثانی مین فرمایا ہی کہ
تو میرا بیٹا ہی - اور مین نے آج تجھکو پیدا کیا - پس اگر یوسف کے اشخاص سلسلۂ نسب ثابت ہین تو مسیح کے
سلسلۂ نسب بشری تیرہ ہونگے جو خارج سے ظاہر ہی - اور چودہ اشخاص سلسلۂ نسب مین وہ سلسلۂ نسب الٰہی بھی ہی
جو کہ داخل مین پوشیدہ ہی - جسکی ہمکو انجیل تعلیم دیتی ہی کیونکہ اُنہین مذکور ہی کہ جلاء بابل سے مسیح تک چودہ اشخاص
ہین - میری یہ التماس ہی کہ مسیح کے نسب کا جو ذکر کیا گیا ہی آیا وہ باعتبار اُنکی انسانیت کے ہی یا الوہیت
کے - باعتبار اول کے سلسلۂ اشخاص نسب کی تعداد تیرہ سے زائد نہین ہوتی - اور باعتبار ثانی کے دو سے
تجاوز نہین ہو سکتا - نیز یہ کہ جب تیرہ سے زائد مذکور ہی نہین ہی تو پھر اُسکے بعد چودہ کا لفظ لانا ہی کیونکر صحیح
ہوگا - پس اگر متی نے اللہ کو بھی سلسلۂ نسب مین شمار کیا ہی تو پہلے اسکا ذکر ضروری تھا تاکہ اُسکے بعد چودہ
کا لفظ لانا صحیح ہوتا - اور لوقا نے نہایت تعجب خیز اور حیرت انگیز تو یہ امر کیا ہی کہ اُس نے آدم کے نسب
مین خدا کو بھی شمار کیا ہی چنانچہ آخر باب مین اسطرح بیان کیا ہی کہ شیث بن آدم بن اللہ - اور مسیح کے
نسب مین اللہ کا اعتبار نہین کیا ہی - اور اس طرح نہین بیان کیا ہی کہ المسیح بن اللہ بلکہ حسب اعتقاد
نصاریٰ واجب تھا کہ مسیح ہی کو خدا کے بیٹون مین شمار کرتے - اور سلسلۂ نسب مین اسکی تصریح کرتے -
اور آدم ؑ کو خدا کا بیٹا نہ شمار کرتے - اور جب کہ آدم ؑ ہی کو خدا کے بیٹے ہونے مین شمار کیا ہی تو مسیح علیہ السلام
کو انہین شمار کرنے مین کیونکر تامل کر سکتے ہین بلکہ بدرجۂ اولیٰ انکو شمار کرینگے - اور شروع نسب نامہ کی عبارت

یون ہوگی کہ مسیح بن اللہ پھر ابن یوسف پھر آخر تک جو اُس نے بیان کیا ہے پس حاصل یہ ہوا
تعداد کا خلل اور نقصان ہنوز باقی ہے۔ فافہم۔

اور چوتھے اور پانچوین اور چھٹے اور ساتوین اعتراض کے جواب مین یہ لکھا گیا ہے کہ ابن کا لفظ ابن الابن
یعنی پوتے اور ابن الاخ یعنی بھتیجہ اور ابن العم یعنی چچازاد بھائی اور سوا اسکے اور کنبہ کے لوگون پر بھی حاوی
ہے یعنی ابن سے اپنی نسل اور آل اور کنبے اور قبیلے کے لوگ سب مراد لیے جاسکتے ہین جس طرح کہ لفظ اب
یعنی باپ اور لفظ اخ یعنی بھائی ان سب پر حاوی ہے۔ پس تمام اعتراضات کا مورد صرف لفظ کے
مفہوم مین مُخل تھا اس لیے اب کوئی اشکال نہین رہا۔ مین کہتا ہون کہ اس بنیاد پر مسیح باعتبار نسب کے متعین
نہین ہوسکتا اور نہ اُن قرائن مخصصہ سے جو کہ بشارات مین واقع ہین امر نسب قرینہ مخصصہ باقی رہتا ہے۔
باوجود اسکے کہ نسب سب قرائن سے قوی تر ہے۔ اور بشارات کی دلالت مسیح کی بعثت پر تمام اور پوری
نہین ہوتی اور نہ متعین ہوتی ہے۔ اس احتمال سے کہ متی نے جو نسب مسیح کا داؤد تک بیان کیا ہے اس
اعتبار سے ہو کہ مسیح داؤد کے آل اور کنبے اور قبیلہ سے ہے نہ انکی نسل اور صلب سے حالانکہ مشہور انکی روایون
کے مطابق وہی ہے جو کہ داؤد کے ولد صلبی اور نسل سے ہو۔ اور اسی طرح یوسف شوہر پیغامی مریم کا کہی
جائے ہے کہ نسب داؤد تک اس اعتبار سے ہو کہ وہ انکی آل اور عترت سے ہے نہ انکی نسل اور صلب سے
نیز ہم کہتے ہین کہ کیا متی آبا اصلی کو معتبرین مذہب سے سنکر یا روح القدس کی تعلیم کی وجہ سے جانتا
تھا یا نہین۔ بصورت اولی اُنکے ذکر سے روگردانی کرنے کی اور ایسا بیان کرنا جسکا فساد ظاہر ہے
کوئی وجہ نہین ہے اور بصورت ثانی متی کی جہالت اور باب تالیف مین انکی ناواقفی ثابت ہوتی ہے
نیز ہم یہ بھی کہتے ہین کہ آیا روح القدس کا مقتضا کیا ہے۔ آیا نسب حقیقی کا بیان اور آبا اصلی کا اظہار مطلوب
ہے یا نہین۔ اور دونون صورتون مین روح القدس کے ساتھ متی کی مخالفت لازم آتی ہے کیونکہ
اُسنے تھوڑے لوگون کے تو آبا اصلی اور حقیقی بیان کیے ہین اور بعضون کو مجاز کی وسعت مین ڈال دیا
ہے۔ جیسا کہ مجیب کو اُسکا اقرار ہے۔ اگر کوئی اسکے جواب مین یون کہے کہ روح القدس کا مقتضا
مطلق ذکر ہے عام اس سے کہ حقیقی ہو یا مجازی تب مین اسکا یہ جواب دونگا کہ اس بنا پر روح القدس کو
واجب تھا کہ وہ اسی طرح اخبار الایام کے مولف اور نیز عہد عتیق کے رسائل کے مؤلفین پر الہام کرتا
تاکہ عہدین سے یہ اختلاف انساب اُٹھ جاتا اور یہ خلاف درمیان سے دور ہو جاتا۔ علاوہ اسکے ہم کہتے ہین

کہ اس قسم کی توجیہات رکیکہ اور تقریرات و احتمالات امانت کو صحت انساب سے اُٹھا دیتے ہین اسوجہ سے کہ وہ تمام انساب مین موثر ہوجاتے ہین اور آبا اور ابنا کے افراد سے ہر ایک فرد کے ساتھ متعلق ہو جاتے ہین۔ پس کسی شخص کا جو گزرا اور مرگیا اب اصلی اور والد حقیقی نہین ثابت ہوتا۔ تاہم۔ اور آٹھوین اعتراض کے دفع کرنے کے لیے یہ کہا گیا ہی کہ جائز ہی کہ ابیود ابنا زروبابل سے ہو لیکن توریت مین اسکا ذکر نہین ہی پس ذکر کا ترک کرنا اور اُس سے سکوت کرنا اصلی ہونے کا مستلزم نہین ہی مین کہتا ہون کہ ایسے احتمال کا بغیر تقویت دلیل کے گڑھنا ہرگز اشکال اور اعتراض کو دفع نہین کرسکتا ہی۔ باوجود اسکے کہ یہ عذر بھی بعض بزرگان نصاری کے قول کے موافق باطل ہی۔ ہارطلی کہتا ہی کہ متی نے زروبابل کے بعد متعدد نام چھوڑ دیے ہین۔ پس بہ نسبت اخبار الایام کے مولف کے ترک کی نسبت متی کی طرف زیادہ مناسب اور اولی ہی۔ بربنا اس توجیہ کے کتب الہامیہ اور اسفار آلہیہ کی صحت کی امان اُٹھ جاتی ہی۔ جیسا کہ صحت انساب سے اُٹھ جاتی ہی علاوہ اسکے ہم یہ کہتے ہین کہ اگر ہم یہ فرض کرلین کہ ابیود بھی کوئی تھا اور تسلیم کرلین کہ وہ زروبابل کا بیٹا تھا تاوقتیکہ اسکی جانب کوئی قرینہ رہنمائی نکرے اور اسپر کوئی دلیل قائم نہ کی جاوے۔ اور تپہ یہ بات پوشیدہ نہین ہی کہ لوقا نے ابیود کو ابنا زروبابل کے شمار مین جنکے واسطہ سے سلسلۂ نسب مسیحؑ تک پہونچتا ہی نہین شمار کیا ہی۔ پس اس بنا پر ہم یہ کہہ سکتے ہین کہ اگر روح القدس اس بات کو جانتا تھا کہ ابیود زروبابل کا بیٹا ہی اور مسیحؑ کے نسب کے سلسلہ مین داخل ہی تو بیشک لوقا نے بڑی خطا کی کہ اُسکو ترک کیا۔ ورنہ متی نے بڑی خطا کی کہ اُس نے ذکر کیا۔ پس اُنکے خیال کے موافق ان دونون مین سے ایک ضرور ایسا ہی۔ جس نے الہام مین خطا کی ہی۔ یا یہ کہ نعوذ باللہ روح القدس نے القاء کلام مین سہو کیا ہی۔ اور دسوین اعتراض کے دفع کرنے کی غرض سے بیس علیس نے بڑے بسط اور تمہید کے بعد اسطور پر صراحت کی ہی کہ۔ پس جیرنیموس کاہن نے جو محمد کی پیدایش کے تھوڑی مدت قبل تک زندہ تھا۔ ایک مقالہ مین اپنی تفسیر انجیل متی مین یون بیان کیا ہی کہ یعقوب نے یوسف کو پیدا کیا۔ اس مقام کی توضیح و تشریح کو ہم جولیانوس یا عنطوس نے فرض کردیا ہی کیونکہ اُسنے یہ کہا ہی کہ اس مقام پر دونون انجیلون مین مخالفت ہی۔ متی نے بیان کیا ہی کہ یوسف ابن یعقوب ہی اور لوقا نے یہ بیان کیا ہی کہ یوسف ابن ہالی ہی لیکن جولیانوس نے کلام کتاب کی جو عادت ہی اسکو نہین سمجھا۔ حالانکہ ان دونون یعنی ہالی اور یعقوب مین سے ایک اس اعتبار سے یوسف کا باپ ہی کہ

وہ اُسکے صلب سے نکلا ہو۔ اور دوسرا باعتبار قضیہ یعنی فیصلۂ ناموس کے اسکا باپ ہو۔ اور ہم اس
بات سے واقف ہین کہ اللہ نے موسیٰ کو وصیت کی تھی کہ جب کسی شخص کا بھائی یا کوئی قریب کا رشتہ دار
مرجاے اور اُس سے اُسکی کوئی نسل باقی نہ رہے پس اُس شخص پر واجب ہو کہ اپنے قریب کی عورت سے
جسکا شوہر مرگیا ہو نکاح کرے تاکہ اُس سے بچے پیدا ہون اور اُنکے طریقہ کے موافق وہ مفقود یعنی مردہ
کی نسل اور ذریت مین خیال کیا جاوے۔ اور جیرونیموس نے اس قول کے ساتھ ایک مشکل کو آسان کردیا
ختم ہوچکی اُسکی عبارت۔ پھر تھوڑی دور چلکر یہ بیان کیا ہو کہ ایسی ہی یوحنا دمشقی نے کہا ہو کہ اسکے قول
سے یہ بات ظاہر ہوگئی کہ یوسف کے نسب کو جو دونون انجیلون نے بیان کیا ہو دونون اپنے بیان
مین سچے ہین۔ لوقا نے مسیح کے نسب کو مثل قضیہ یعنی فیصلہ ناموس کے لکھا ہو۔ اور متی نے موافق طبیعت
کے لکھا ہو۔ کیونکہ متی نے جو یہ کہا ہو کہ یوسف ابن یعقوب ہو بہتر ہو کہ اُسکے معنی یہ کیے جائین کہ وہ
طبیعت اُسکا بیٹا ہو بہ بنا اسکے کہ بچہ اپنے باپ کے صلب سے نکلتا ہو۔ اور لوقا نے جو یہ کہا
ہو کہ یوسف ابن ہالی ہو۔ واجب ہو کہ اُسکے یہ معنی لیے جائین کہ وہ اُسکا بیٹا ہو مثل معنی قضیہ ناموس
کے جسکی وجہ سے کوئی بیٹا شمار کیا جاسکتا ہو۔ نہ مثل معنی اُس بچہ کے جسکی صلب سے پیدا کیا گیا ہو
اور بہتر یہ ہو کہ نسب نامہ مسیح کے نسخہ کی حسب تذکرہ یوحنا دمشقی کے اسی کے موافق ترتیب دیجاوے۔
جواب کا خلاصہ یہ ہو کہ یوسف دونون کا بیٹا ہو یعقوب کا اس اعتبار سے کہ اسکے صلب سے ہو۔ اور ہالی کا
اس وجہ سے کہ وہ اُسکی مان کا شوہر ہو پس متی کا قول صحیح ہو اور لوقا نے جو بیان کیا ہو وہ بھی صحیح ہو۔
مین کہتا ہون کہ یہ قول قطع نظر اسکے کہ بے دلیل ہو قطعاً باطل ہو۔ کیونکہ اسکی وجہ سے باعتبار نسب کے بشارت
کے درمیان سے مسیح کے مبعوث ہونے کی تعیین باطل ہو جاتی ہو۔ اس احتمال سے کہ داؤد اور مسیح کے
آبا سے بطریق ناموس کے ہو اور اسی طریقہ کے ساتھ مسیح اُسکے بیٹے شمار کیے گئے ہون۔ اور
اسی طرح جائز ہو کہ بعض آبا یوسف اسی طریقہ سے داؤد کے بیٹے ہون پس اعتراض نہین
دفع ہوسکتا تاوقتیکہ یہ نہ ثابت کیا جاوے کہ یوسف کی مان نے ایسا ہی کیا تھا۔ اُنکے پاس اسکے اثبات
کی کوئی دلیل نہین ہو اور اگر کسی عورت کو ایسا اتفاق ہو کہ وہ نکاح کرے اور ایک لڑکا اُسکے پیدا ہو
اُسکا شوہر مرجاوے اور دوسرے شوہر کے تحت مین داخل ہو جاوے اور وہ لاولد مرجاوے اور پھر تیسرے
شوہر کے ماتحت ہو جاوے اور اسی طرح کرتی رہے حتی کہ پچاس شوہر تک نوبت پہونچ جاوے پس

ایسے مولود کے نسب مین پچاس آبا ذکر کئے جائینگے - ایک تو حسب طبیعت ہوگا - باقی دوسرے موقع
قضیہ یعنی حکم ناموس کے ہونگے اور یہ ایک نہایت ہی عجیب بات ہی - لیکن نصاریٰ کو اتحاد آبا کا مثل
اتحاد آلہ ثلثہ کے کہنے کا حق حاصل ہی - علاوہ اسکے ہم کہتے ہین کہ سلسلۂ انساب مین وہ شخص جو باعتبار
حکم ناموس کے باپ ہی یا بیٹا ہی نہین ذکر کیا جاتا ہی - کیونکہ جبکہ زید بن عمرو کہا جاے تو اس سے بجز
اسکے اور کچھ نہین سمجھا جا سکتا ہی کہ زید عمرو سے مولود ہوا اور اسی کے صلب سے ہی - پس آبا ناموسیہ
کا سلسلہ خاندان مین ذکر کرنا سراسر غلط اور بالکل خطا ہی - اور ایسے احتمالات کی وجہ سے انساب
کا محفوظ و مامون ہونے کا خیال اُٹھ جاتا ہی جس سے ظاہر ہی کہ اعتراضات بالکل رفع نہین ہوسکتے

تیسرا مقالہ

(اس بیان مین کہ کتب سماوی اور کلام آلہی مین نسخ ممکن ہی
اور ہوا ہی یا نہین - اس مقالہ مین ایک مقدمہ اور دو
بحث اور ایک تنبیہ ہی)

مقدمہ

(نسخ کے معانی کے بیان مین)

اہل اسلام کی اصطلاح مین حکم عملی شرعی مطلق کی مدت انتہا محل نسخ ہی - اخبار اور امور قطعیہ عقلیہ اور حسیہ مثل قصہ موسیٰ و فرعون اور وجود واجب اور وجود نہار اور حرارت نار محل نسخ نہین ہین بلکہ محل نسخ صرف اوامر و نواہی عملی مطلق ہین جو مقید بقید دوام اور ابدی اور موقت بوقت معین نہون اور محتمل لوجود والعدم ہون اس حالت مین امر بایمان باللہ اور نہی عن الشرک اور احکام مقید بابدیۃ مثل ولا تقبلوا لھم شھادۃ ابدا اور احکام موقت مثل فاعفوا واصفحوا حتی یاتی اللہ بامرہ سبھی محل نسخ سے دور ہین پس محل نسخ اوامر و نواہی مطلقہ مین منحصر ہوا اور اہل اسلام نسخ کی یہ توضیح کرتے ہین کہ علم آلہی مین یہ مقرر تھا کہ فلان حکم بہ شکل کذائی فلان وقت تک باقی رہیگا - اسوقت معین و معہود کے بعد یا بزیادت شی مکمل ہوگا یا بالکل موقوف ہوگا یا بحکم دیگر مخالف اول مبدل ہوگا اور یہ زوال یا تبدیل فی الحقیقۃ ایک بیان ہی مدت بقاے حکم اول کا جس سے ظاہر ہو جاتا ہی کہ حکم اول کی مدت تمام ہوئی جیسے یوم السبت کی حرمت جو بعد بعثت مسیح کے جاتی رہی اس سے معلوم ہوا کہ مدت حرمت یوم سبت کی تا زمان بعثت مسیح معین و معہود تھی اہل اسلام دعوی کرتے ہین کہ کلام آلہی مین نسخ بایمعنی ممکن بلکہ واقع ہی اور علماے مسیحی فرماتے ہین کہ ممکن نہین تو وقوع کہان اور دلیل لاتے ہین کہ اگر حکم اول بمقتضاے حکمت مصلحت تھا تو اسکا باطل کرنا جہل اور حکم ثانی خلاف حکمت ہی اور اگر بمقتضاے حکمت و مصلحت نہ تھا بلکہ حکم ثانی بمقتضاے حکمت و مصلحت ہی تو حکم اول بمقتضاے جہل و بے حکمتی تھا بہر حال نسخ مستلزم محال ہی بوجہ استلزام جہل و بے حکمتی اور مستلزم محال کا وجود محال ہی - مین کہتا ہون کہ اولاً یہ استدلال شریعت اور

کتاب پر منطبق ہوگا کہ شریعت اور کتاب اول بمقتضاے حکمت تھی یا نہیں، اگر تھی تو شریعت اور کتاب
ثانی جہل وبے حکمتی پر مبنی ہو ورنہ شریعت وکتاب اول جہل وبےحکمتی پر مبنی تھے - جس سے لازم آتا ہے کہ
شریعت مسیحی اور انجیل باطل ہو اس لیے کہ اول یعنی شریعت وکتاب موسوی علیہ السلام مسلم ومجمع علیہ ہے
اور ثانیاً اور بھی کئی وجوہ سے یہ استدلال باطل ہے اول یہ کہ مستدل نے اپنے استدلال مین نسخ کو بمعنے ابطال
لیا ہے نہ بمعنے مصطلح اہل اسلام اور دونون مین آسمان اور زمین کا فرق ہے پس بمقابلہ اہل اسلام یہ استدلال خالی
از غفلت نہین ہے اور لطف یہ ہے کہ خود علماے مسیحی وقوع نسخ کے بمعنی ابطال قائل ہوئے ہین جیسا کہ آئندہ
بیان ہوگا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اصطلاح علماے مسیحی مین نسخ بمعنی ابطال ہے - اور دوسرے یہ کہ حکم اول بمقتضاے
مصلحت اور حکمت اُسوقت کے تھا نہ بمقتضاے مصلحت دائمی اور حکم ثانی بمقتضاے مصلحت اور حکمت
اُسوقت کے ہے پس کسی شق پر جہل اور بےحکمتی اللہ کی لازم نہین آتی - تیسرے یہ کہ جب حکم اول علم الٰہی
مین موقت تھا اور وقت اور مدت بیان نہین ہوئی تو اُس حکم کی مصلحت وقت اور حکمت بھی وقت معہود
تک ملحوظ تھی پس ایسے حکم کے زوال سے جہل اور بےحکمتی نہین لازم آتی - بالجملہ ملازمت تامہ نہین ہے -

بحث اول

(اس بیان مین کہ کتب عتیق مین نسخ ممکن ہوا اور ہوا ہے یا نہین)

علماے مسیحی دعوی کرتے ہین کہ انجیل ناسخ احکام توریت نہین ہے اسواسطے کہ مسیح نے فرمایا ہے کہ مین شریعت عتیق کے نسخ کے
واسطے نہین آیا ہون اور یہ فرمایا ہے کہ آسمان وزمین ٹل جاوینگے اور ایک ہمزہ اور ایک حرف ناموس کا زائل ہوگا جبتک
کہ کل اتمام نہو جو کوئی عہد عتیق کا ایک حکم صغیر بھی کم کریگا وہ آسمانی بادشاہت مین صغیر ہوگا جیسا کہ انجیل متی کی پانچوین
فصل کے اٹھارہوین اور انیسوین درس مین مصرح ہے اب مجھے اس امر کی تحقیق ضرور ہوئی کہ انجیل سے کوئی حکم توریت کا منسوخ ہوا
یا نہین کتب عہد عتیق وعہد جدید کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کتب عہد عتیق صاف صاف فریاد کرتی ہین کہ انجیل نے سارے
احکام منسوخ بلکہ باطل کردیے - طلاق اور کثرت ازدواج اور قصاص الجزا بالمثل رجم زانیہ اور حرمت اکل خنزیر
وغیرہ احکامات کو بالکل منسوخ کردیا - حتی کہ حرمت یوم السبت کو بھی باطل کردیا اور احکام ابدی کا بھی
کچھ لحاظ نہ رکھا اور احکام عید کی بھی مراعات نہ کی جیسا کہ جناب پولوس مقدس نامہ موسومہ افسی کے
پندرھوین درس باب دوم مین فرماتے ہین - جسکا ترجمہ اردو مطبوعہ ١٨٣٩ عیسوی یہ ہے - اپنا جسم سے
دشمنی کو یعنے شریعت کے علمی حکمون کو دور کیا تاکہ وہ صلح کرواکے دونون کو آپسین ایک نیا مخلوق بناوے

حالانکہ احکام توریت منسوخ ہوگئے تھے جو تردید بیانات ان دونون دعوون کی یہانتک کی جاتی ہے اور ان کی تائید
اور سعید کی بھی کرنی چاہیئے اور تہذیب العقائد مین توجیہات مجوزہ مسیحی طرز تحریر سابق مین اشارہ کیا ہو مسیح
یکہ آسمان و زمین ٹلجائین گے پر میری باتین نہ ٹلینگی۔ تاہم توریت کے احکام کا بعض اور کل کے احکام جو برکت تعلیم جناب
پولوس مقدس کے کل سکے اور باطل ہوئے خود فرماتے ہیں کہ بعد منسوخی بعض احکام توریت کی حرمت
ذبائح و اصنام اور دم اور مخنوق کی باقرار حواریون کے باقی رہی تھی۔ جیسا کہ پندرھوین فصل
اعمال الرسل سے ظاہر ہی پولوس مقدس نے انکی حرمت بھی نسخ فرمائی صرف زنا کی حرمت باقی رکھی اگر وہ
بھی نسخ فرماتے تو مذہب مین زیادہ تر وسعت ہوتی اور بہت لوگ علی الخصوص مائل ہو کے پیروی اختیار کرتے
چنانچہ پیغمبر نامہ رومیہ کے چودھوین باب چودھوین درس سے ظاہر ہی کہ کوئی چیز از خود ناپاک
نہین ہی بلکہ جو کوئی کہ ناپاک جانے اُسے ناپاک ہی اور درس پانزدہم باب اول نامہ طیطس مین فرماتے ہین
کہ پاکون کو ہر چیز پاک ہی اور بے ایمانون کو کوئی چیز پاک نہین ہی اس درس سے جیسی حلت ہر چیز کے کھانے
پینے کی ثابت ہوتی ہی اسی طرح سابق حق کی بڑی طہارت اور پاکی بھی متحقق ہوتی ہی کہ وہ اکثر جانورون
کو ناپاک اور حرام جانتے تھے۔ نہ کھاتے تھے نہ کھانے دیتے تھے۔ اور اسی درس کے مطابق باب دوم نامہ
قلسیان کے سولھوین درس مین ارشاد فرماتے ہین جسکا ترجمہ فارسی مطبوعہ ۱۸۱۶ء یہ ہی۔ (پس کسی شمارا در
بارہ خوراکی یا آشامیدنی یا در خصوص عید یا ہلال یا سبت ہا مجرم نسازد کہ آنہا اظلال اشیاء آئندہ بود ند کہ
حقیقت آنہا مسیح است) لیکن جناب پولوس مقدس سے یہ امور کچھ مستبعد نہین ہین کہ الہام اُنکا انکے
کا مقتضی ہی دیکھو حکم ختنہ جو توریت مین بہت موکد اور ابدی ہی اور خود جناب مسیح کا ختنہ ہوا جیسا کہ فصل
انجیل لوقا سے ثابت ہی اُسکے حق مین رسالہ اہل گلتیہ یعنی غلاطیہ کی فصل پانچوین مین فرماتے ہین
بلکہ دھمکاتے ہین۔ ترجمہ عربیہ ۱۸۱۱ء یہ ہی ہا انا بولص اقول لکم انکم ان اختتنتم فلن ینفعکم
المسیح شیئا اور کچھ ایسا ہی اس نامہ کی فصل ششم مین ارشاد ہی بالجملہ اس بیان سے بخوبی ثابت ہوا کہ جمیع احکام انجیل
سوا زنا کے جو بعد نسخ احکام توریت کے باتفاق حواریان واجب العمل تھے جناب پولوس مقدس نے باطل و منسوخ اور درہم
و برہم کر دیے سوا اسکے ملاحظہ کرنا چاہیئے کہ خود جناب مسیح نے اپنے بعض احکام خود ہی بدلے ہین۔ چنانچہ انجیل متی
کے باب دہم درس ششم کو دیکھو کہ مسیح نے حواریون کو حکم دیا ہی کہ سامریون کے شہر مین نجاؤ بلکہ بکریون گم شدہ

سلہ۔ دیکھو مین پولص ہون مین تمسے کہتا ہون کہ اگر تمنے ختنہ کیا تو مسیح تم کو کچھ نفع نہین پہونچا سکتے ۱۲

اسرائیل پاس جاؤ پھر مرقس کے سولھویں باب کے پندرھویں درس میں مسیح نے حواریوں سے فرمایا کہ تمام جہان میں جاؤ اور سب خلق کو اس خوشخبری کی منادی سناؤ ملاحظہ ہو کہ پہلا حکم دو طرح بدلا گیا ایک یہ کہ سلامتی کے شہروں میں جانے کی ممانعت رفع ہوئی - دوسرے یہ کہ شریعت مسیحی مخصوص بنی اسرائیل نہ رہی عام ہوگئی علمائے مسیحی جو استدلال کہ مقدمہ میں مذکور ہوا ایسے ہی مرزا صاحب نے بیان کبھی ہماری فرمائین لیکن کیا عجب ہی کہ علمائے مسیحی بے حکمتی یا جہل کا التزام کریں اسواسطے کہ پولوس مقدس نے اللہ تعالیٰ کی نسبت ان باتون کا اشارہ کیا ہی چنانچہ باب ہشتم نامہ عبرانیین دیکھو فرماتے ہین کہ جو چیز عیب دار اور ضعیف اور بے مصرف ہو وہ باطل اور زائل ہوتی ہی اور کتب عہد عتیق کو ضعیف اور عیب دار قرار دیکر فرماتے ہین کہ اگر عہد اول بے عیب ہوتا تو عہد ثانی کے لیے کوئی جگہ نہ ملتی - چنانچہ ترجمہ عربیہ ۱۸۱۶ء عیسوی یہ ہی فلو کان العہد الاول غیر معترض علیہ لم یوجد للثانی موضع لانہ قد اعترض وقال لہم ان الرب یقول ان الایام آتیۃ اعنی ایام التی اعاھد فیہا اہل بیت اسرائیل واہل بیت یہوذا عہدا جدیدا لا یوافق العہد الذی عاہدت اباہم[۱]

جملہ لا یوافق العہد الذی عاہدت اباہم غور کیا جائے کہ کس طرح نسخ توریت پر صریح دلالت کرتا ہی اور ہم نے مقدمہ میں معارضہ جو استدلال منقلب کیا ہی اسپر کیا وارد ہوتا ہی اور ترجمہ عربیہ مطبوعہ ۱۸۶۰ء عیسوی یہ ہی لان ذلک العہد الاول لو کان عادما للعیب لما کان التمس موضع العہد الثانی[۲] اور درس اخیر اس باب کا یہ ہی فبقولہ جدیدا فقد عتق الاول والشیء المعتق والشیخ قریب للابادۃ[۳] پس غور فرمایئے کہ یہ درس عہد عتیق اور شریعت موسیٰ کے مطابقت سے کیا مدح کرتے ہین اور الزام شارع اور عہد کرنے والے یعنی اللہ تعالیٰ کی کیا حکمت ظاہر کرتے ہین سبحان اللہ اطلاق نسخ مصطلح اہل اسلام سے تو اسقدر انکار کیا جاتا ہی اور اطلاق عیب دار اور بے مصرف اور بے فائدہ سے کچھ باک نہین ہی بلکہ جو احکام

---

[۱] پس اگر پہلا عہد بے عیب ہوتا تو دوسرے عہد کا کوئی موقع نہوتا - کیونکہ اُس نے عیب دار کردیا اور اُن سے یہ کہا کہ رب فرماتا ہی کہ وہ زمانہ آنیوالا ہی یعنی وہ زمانہ جس میں اسرائیل اور یہوذا کی اہل بیت سے ایسا معاہدہ کرونگا جو معاہدہ جدید ہوگا اور وہ معاہدہ اُس معاہدہ کے موافق نہوگا جو معاہدہ قبل اسکے مین نے اُن سے کیا تھا ۱۲ +

[۲] کیونکہ وہ پہلا عہد اگر بے عیب ہوتا تو عہد ثانی کی کوئی موقع نہ ڈھونڈھتا ۱۲ +

[۳] پس جدید قول سے قدیم بری ہوگیا اور جو کیا شدہ اور ضعیف قریب الہالکت ہین ۱۲ +

انجیل کے مبدل ہونیکا جناب پولوس مقدس کو یقین نہین بلکہ ابدی جانتے تھے اسی باعث سے انہون
نے جملہ انجیلی رسم ہم پہونچایا کہ خلاف انجیل کسی تعلیم دینیوالے پر لعنت ہو بہرحال نسخ کا وجود انجیل مین حسب روایات
مرقومہ بالا ثابت ہوا زیادہ تطویل کیا ضرور ہے اور قول وارس باب اول نامہ بطرس ہرگز عدم نسخ پر دال
نہین ہے بلکہ وہ قدم کلام الٰہی پر دال ہے اور قدم مستلزم عدم نسخ نہین ہے جیسا کہ ظاہر ہے۔

تنبیہ

(از بعض مسیحی مغالطۂ عوام)

واضح ہو کہ اہل اسلام کے نزدیک انجیل نام اُس کتاب کا نام ہے جو مسیح علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ
سے عطا کی اور وہ بنزلہ ایک کتاب مشتمل ہے کلام خداوندی پر یعنی قصص و اخبار و عظ و نصائح و
بشارات بحق نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم و پیشین گوئیوں کے ہے مگر مسیحیون مین
بیس کتابین مصرحہ بالاباسم انجیل مشہور ہین اور علاوہ انکے اور بھی ہونگے اور باہم مختلف نیز ہین
کوئی فرقہ کسی کو صحیح مانتا ہے کوئی کسی کو جعلی جانتا ہے۔ جیسا کہ دوسرے مقالہ مین مفصل مذکور ہوا ہے جملہ اُن
بیس انجیلون کے فرقہ رومن کاتھلک اور پروٹسٹنٹ نے انجیل متی حواری اور مرقس و لوقا تابعی اور یوحنا
حواری کے جملہ چار انجیلین معتبر قرار دیکر داخل مجموعہ عہد جدید کین اور سولہ انجیلین مصرحہ مقالہ دوم
خارج کین اور بطور توسع کے اعمال الرسل اور نامہ حواریین اور کتاب مشاہدہ یوحنا پر بھی اطلاق انجیل
کا کرتے ہین جب کہ نسخ انجیل و نیز جناب پولوس مقدس کی نسبت خلاف تعلیم انجیل کے تعلیم دینی ثابت
ہوتی ہے اور بموجب وعدہ الٰہی مخترعہ و مسلمہ مسیحیون کے (کہ اگر ہم حواری یا فرشتہ سماوی انجیل
یا التعلیم دوسری تمہارے پاس پہونچاوے اُسپر لعنت ہے) مسیحیون کو بڑی دقت ہے اسلیے کہ انجیلین
چار ہین اور جناب پولوس مقدس اپنے کام مین ناچار ہین اسی رفع کے خیال سے کبھی کبھی بوقت مباحثہ
لسانی بطور مغالطہ دہی عوام کے بعض علمائے مسیحی یہ عذر فرماتے ہین اور تازی بات بہکاتے ہین یعنی وہ
پادری جو انجیل کی منادی کرتے ہین اور وعظ کہتے پھرتے ہین کہتے ہین کہ چارون انجیلین ایک چیز ہین
اور کلام حواریین اور رسائل پولوس مقدس مندرجہ عہد جدید سب انجیل اور کلام الٰہی ہین پس پولوس
مقدس کا کلام عین انجیل ہے اسے خلاف تعلیم انجیل کہنا درست نہین ہے اور یہ جو کہتے ہین کہ احکام
انجیل تا قیامت رہینگے اس سے یہ مراد ہے کہ احکام اخیر انجیل کے تا قیامت رہینگے مبدل اور منسوخ

نہ ہونگے - اس مغالطہ کے رفع کرنے کی غرض سے مین متنبہ کرتا ہون کہ اولاً یہ عذر بدتر از گناہ ہے اسلیے کہ جو انجیل مسیح کی ہے اسمین تعدد متصور نہین ہے اسواسطے کہ تمام کلام کا نام انجیل ہے وہ مجموعہ مین سے واحد ہے - معہذا جو انجیل کہ حواریین کے کلام سے معین ہوئی ہے بدین عنوان کہ اگر ہم حواری بشیر سا وہی انجیل یا تعلیم دوسری تمھاری پاس پہونچاے الخ اسمین کلام پولوس مقدس داخل نہین ہوسکتا ہے کہ وہ اسوقت تک ایمان ہی نہین لائے تھے بلکہ بعد عروج مسیح کے وہ ایمان لائے اور چار انجیلون کا ایک ہونا اور باوصف اختلاف کثیر کے اتحاد کا قائل ہونا ممتنع ہے یہ دوسری بات ہے کہ مثل سر تثلیت یہ بھی سر بعید از عقل ہو دوسرے یہ کہ اب پولوس مقدس پر یہ امر لازم رہا کہ انھون نے خلاف احکام انجیل بمقدمہ مسیح اور متفق علیہ حواریون کی تعلیم دی اور یہ نسخ کا اقبال دعوی ہے - تیسرے یہ کہ کتاب الہی کا احکام متناقضہ متضادہ پر اشتمال لازم آتا ہے - چوتھے یہ کہ معاذ اللہ روح القدس کا حافظہ پادری صاحبون کے حافظہ سے بھی کم ہونا ظاہر ہوتا ہے مسیح کی زبان سے کچھ اور متی کی زبان سے کچھ اور باور پولوس مقدس سے کچھ اور اظہار کراتے ہین کبھی ایک حواری مین حلول کرکے ایک چیز کو حلال دوسرے حواری مین جاکر حرام ٹھہراوین کبھی ایک چیز کی حرمت برقرار رکھین کبھی حسب رغبت دوسرے حواری کے اُسی کی حرمت دور کرین - کبھی مسیح کی زبان سے نسخ توریۃ کی ممانعت کرین - کبھی پولوس مقدس کی زبان سے احکام توریۃ باطل کرین - یہ امر بھی کچھ اختلال حواس سے کم نہین خیال کیا جاسکتا پس اس تنبیہ کا نتیجہ یہ ہے کہ علماے مسیحی قرآن شریف پر یہ حرف رکھتے ہین کہ اسمین احکام مخالف انجیل ہین اور نسخ انجیل محال ہے تو احکام مخالف باطل ہوے اور جو باطل پر مشتمل ہو وہ کلام الٰہی نہین ہے - اگرچہ یہ تقریر بعینہ انجیل پر منقلب ہوتی ہے کہ توریۃ کلام الٰہی ہے اور انجیل کے بعض احکام مخالف توریۃ ہین اور نسخ توریۃ حسب تصریح انجیل محال ہے - پس احکام مخالف باطل ہوے اور جو مشتمل ہو باطل پر وہ کلام الٰہی نہین ہے لیکن جب ہمنے وقوع نسخ کلام الٰہی خصوصاً انجیل مین بدلائل مذکورہ مبحث ثانی بخوبی ثابت کیا ہے تو اس تقریر کے باطل کرنے کی اب ضرورت باقی نہین ہے - اور قرآن شریف پر کچھ حرف نہین آسکتا صرف توہمات لاطائل ہین معہذا یہ بحث بھی اپنے موقع پر آئیگی -

---

چوتھا مقالہ

اس بیان مین کہ مسیح اور روح القدس کی الوہیت ممکن ہے یا محال - اسمین دو مبحث اور ایک خاتمہ ہے

مبحث اول

(متعلق بہ الوہیت مسیح)

اہل اسلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بندہ اور رسول اولے العزم جانتے ہین - اور یہ اعتقاد رکھتے ہین کہ حضرت مریم کے رحم مطہرہ سے حضرت عیسیٰؑ بے باپ کے صرف اللہ تعالےٰ کی قدرت کاملہ سے پیدا ہوئے اسطرح کہ اللہ تعالیٰ کے کلمہ کُن سے رحم مطہرہ حضرت مریم مین آپ نے صورت انسانی قبول کی اور آپ وجود مین آئے پس حضرت عیسیٰؑ من جمیع الوجوہ اللہ کے خاص بندے ہین ہرگز وہ اللہ نہین ہین اور علماے مسیحی یہ اعتقاد رکھتے ہین کہ حضرت عیسیٰؑ مین دو جہتین ہین ایک جہۃ روحانیہ اور دوسری جہۃ جسیمہ من جہۃ الروحانیہ وہ اللہ ہین اور من جہۃ الجسمیہ وہ انسان اور پیغمبر ہین لیکن یہ بھی کہتے ہین کہ اللہ اور مسیح جدا جدا ذاتین نہین ہین تاکہ شرک لازم آوے بلکہ یہ اعتقاد کرتے ہین کہ اللہ اور مسیح ایک ہی ذات ہین اور سجدہ وعبادت کا مسیح کو جائز ہے اور اللہ کا اطلاق مسیح پر حقیقۃً کرتے ہین اور استاد اور معلم اور اشرف اور حکام اور حکما ر پر مجازاً لیکن اس مطلب پر کسی دلیل عقلی سے استدلال نہین کرتے بلکہ دلائل عقلی کو اس مطلب کے اثبات مین قاصر جانتے ہین صرف اشارات کتب مقدسہ سے استدلال کرتے ہین اور اثبات اس مطلب کا کلام ربانی پر منحصر رکھا ہے مار ایرناوس فرماتے ہین کہ کتب مقدسہ مین بحالت اطلاق دو نام ہرگز سوا اللہ کے اور کسی کے واسطے مستعمل نہین ہوے ایک اللہ دوسرا رب اسکے بعد لفظ اسکے مطلقاً سوا ذات واحد خداوند تعالےٰ کے کسی کے لیے مستعمل نہین ہوا اسکے بعد ملک المجد اور ملک الملوک اور رب الارباب یہ سب اسما بھی غیر اللہ پر نہین اطلاق کیے جاتے اور کتب مقدسہ مین مسیح پر اطلاق ان اسما کا آیا ہے پس معلوم ہوا کہ مسیح اللہ ہے اور بعض علماء مسیحی نامہ اہل فرنس سے اس مطلب پر استدلال کرتے ہین اسطرح کہ جو باب پنجم کے انیسوین اور اکیسوین درس مین مذکور ہے کہ خدا مسیح مین ہو کر دنیا کو اپنی طرف پھیرتا ہے اور بعضے اور جملون سے مثلاً یہ کہ جو مسیح کو پہچانتا ہے خدا کو پہچانتا ہے اتحاد ذات سمجھتے ہین

اب مجھے اس امر کی تشخیص ضرور رہے کہ آیا مسیحیون کا دعوی اور استدلال راستی اور صحت کی حد تک پہونچتا ہے یا سچ کے پاس تک نہین پھٹکتا پس بعد تشخیص واضح ہوا کہ یہ قول بچند وجوہ بالکل باطل اور تصدیق و نسبت خدا سے عاطل ہے اول یہ کہ دو جہتین مخترعہ علماے مسیحی مخصوص بہ مسیح نہین ہو سکتے ہین حضرت آدم علیہ السلام مین بھی یہ دونون جہتین موجود تھین بلکہ ہر ایک آدمی مین موجود ہین اسلیے کہ کوئی آدمی روح سے خالی نہین ہے اور فرشتہ تو بالکل جہت الوہیت ہی رکھتے ہین - اور مارایرنا وس کا قول بے اصل ہے اسواسطے کہ تخصیص اسم اور شے ہے اور اطلاق بطور مجاز شے دیگر ہے دیکھو کتب مقدسہ مین انھین الفاظ کا اطلاق حکام اور استاد اور معلم اور اشراف اور مطیع پر بکثرت آیا ہے خصوصًا اللہ اور یہواہ جو اسم ذات ہے انھین لوگون پر بولا گیا ہے بلکہ شیطان پر بھی اطلاق ہوا ہے - یہ سب اطلاق مجازی ہین نہ حقیقی اور تخصیص بحقیقہ علی البعض ترجیح بلا مرجح ہے اور ہر ایک کی نسبت ایسی تخصیص کا اختیار حاصل ہے کوئی ملحد چاہے شیطان کے ساتھ تخصیص کرلے اور اگر اتحاد ذاتی تسلیم کرنے سے شرک مرتفع ہوتا ہے تو ان سب پر بھی اطلاق حقیقی مان کر اتحاد ذاتی کا قائل ہوجانا چاہیے ان سب پر اطلاق مجازی کہنے کی کیا وجہ ہے دیکھو کتاب خرقیال کا چودھوان باب ترجمہ عربیہ ۱۸۴۴ء علیسوی و النبی اذا ضل و تکلم انا الرب اضللت ذلک النبی و امد یدی علیہ و ابیدہ من وسط شعبی اسرائیل و احمل ظلامات کظلم السائل و کظلمہ ھکذا یکون للنبی کیلا یضل بیت اسرائیل عنی و لکیلا یتدنسون ایضا بجمیع شرّ لاتھم و یکونون بی شعبیا و انا اکون لھم الٰھا یقول الرب الٰہ نائی الرب - اور ایسا ہی اس کتاب کے اٹھائیسوین باب مین اور کتاب اشعیا نبی کے تینتالیسوین باب مین بصراحت مذکور ہے پس اس نص صریح سے صاف واضح ہے کہ آیات مسند مسیحیان من قبیل متشابہات ہین جیسا کہ اور متشابہات مین مجاز کے قائل ہین اور تاویل کرتے ہین انہین بھی علماے مسیحی مجاز کے قائل ہون اور تاویل کرین اور اگر باب تاویل و مجاز مسدود ہے تو کہین بھی تاویل نکرین اور اللہ کے تجسم اور تحیز وغیرہ امور خلاف الوہیت کے قائل ہون اور جو آیات کہ درباب کثرة اولاد یعقوب علیہ السلام بقدار ریگ بیابان اور ستارہاے آسمان مشعر ہین اور نیز جو آیات درباب سیلان شیر و شہد کے مشعر ہین اور جو آیات مظہر بلندی قلعہا تا آسمان ہین انھین بھی بمعانی ظاہرہ سمجھین اور براہ مہربانی دکھاوین کہ کس ملک مین شیر اور شہد کی ندیان اور دریا بہتے ہین اور کونسے قلعہ آسمان تک بلند ہین اور سفر ۵ وم

اسفار سموئیل کے بائیسویں باب اور سفر اول اسفار الملوک کے بائیسویں باب اور نسخہ اشتمال میں بھی کچھ تاویل کرین اور اپنا دین اپنے ہاتھوں برہم کرین بالجملہ جو آیات کہ خلاف ہدایت عقل ہوں انمین تاویل ارتکاب واجب ہے جیسا کہ انگلش و برمن وغیرہ بتاویل صحیح الوہیت مسیح کے منکر ہین اور باب پنجم نامہ فرنتیان سے ہرگز الوہیت نہین نکلتی ہے بلکہ حلول و ظرفیت نکلتی ہے جس سے علماے مسیحی بھی منکر ہین اور ... بھی الوہیت ثابت نہین ہوتی ہے اسلیے کہ ہر رسول کا پہچاننا خدا کا پہچاننا ... ثابت ... ہی کے سبب سے حاصل ہوتی ہے پس استدلال بے اصل محض ہے۔

مبحث دوم

(متعلق بہ الوہیت روح القدس ہے)

علماے مسیحی روح القدس کو بمعنی روح خدا سمجھتے ہین اور کہتے ہین کہ روح القدس انبیا اور ایمانداروں پر آتا ہے اور اجسام پر بھی تاثیر کرتا ہے اور اسپر روح القدس کا اطلاق ہوتا ہے بمعنی روح راستی و روح فہم اللہ بمعنی وہین خدا کا بھی اسپر اطلاق کرتے ہین اور فرماتے ہین کہ اُسنے اللہ اور مسیح یعنی اقنوم اول اور ثانی سے تولید پائی ہے اور وہی اللہ ہے یعنے مثل اتحاد مسیح کے متحد بذات الٰہی ہے۔ اور اہل اسلام کے نزدیک روح القدس سے مراد یا جبرئیل علیہ السلام ہین یا مطلق فرشتہ یا فرشتہ موکل علی الارواح اور لغتہً روح بمعنی مفصلہ ذیل مستعمل ہے فی القاموس الروح بالضم ما بہ حیوۃ الانفس و بنوت و القرآن والوحی و جبرئیل و عیسی علیہما السلام والنفخ و امر النبوۃ و حکم اللہ تعالی و امرہ و ملک وجہہ کوجہ الانسان و جسدہ کالملائکۃ انتھی[1] اور قدس بمعنی پاک کے ہے فی القاموس القدس بالضم و بضمتین الطہر اسم و مصدر و جبل عظیم بنجد و البیت المقدس و جبرئیل کروح القدس انتھی[2] اور یہی استعمالات مفسرین کے نزدیک ہین فی البیضاوی و ایدناہ قوینا و قرئ و ایدناہ بروح القدس

[1] ترجمہ قاموس مین مذکور ہے کہ روح بضم وہ چیز ہے جس سے حیات قائم ہے اور ... ہے اور اس سے قرآن اور وحی اور جبرئیل اور عیسی علیہما السلام اور مین نیز نفخ (صور) اور امر نبوت اور حکم الٰہی مراد ہے نیز ایک ایسا فرشتہ مراد ہے جسکا چہرہ مثل چہرہ انسان کے اور جسم مثل جسم فرشتوں کے ہوتا ہے۔

[2] ترجمہ قاموس مین مذکور ہے کہ قدس بضم اور بضمتین پاکی اسم و مصدر ہے اور نجد مین ایک پہاڑ ہے اور بیت المقدس اور جبرئیل جیسے کہ روح القدس

بالروح المقدسة کقولک حاتم الجود و رجل صدق او اراد به جبرئیل و قیل روح عیسیٰ علیه السلام و صفها به لطهارته عن مس الشیطان او لکرامته علی الله و لذلک اضافها الی نفسه او لانه لم تضمه الاصلاب والارحام الطوامث او الانجیل او الاسم الاعظم الذی کان یحیی به الموتی و قرأ ابن کثیر القدس بالاسکان فی جمیع القرآن انتہی[1] پس اہل اسلام کہتے ہین کہ روح القدس منجملہ مخلوقات کے ہے جس سے اللہ تعالے نے حضرت عیسے کو اور بعضون نے یہ بھی گمان کیا ہے کہ روح القدس سے مراد روح عیسے یا انجیل یا اسم اعظم ہے مگر یہ قول ضعیف ہے جیسا کہ بیضاوی نے بلفظ قیل اشارہ کیا ہے اب مجھے اس امر کی تشخیص کرنی چاہیے کہ آیا روح القدس کی الوہیت ممکن ہے یا محال بعد تشخیص کے ظاہر ہوا کہ بموجب معنی مختار اہل اسلام کے یعنے فرشتہ کے قطعًا روح القدس کی الوہیت اور اتحاد بذات باری تعالے محال ہے اور علماے مسیحی اگر روح کو بمعنی حیوۃ تسلیم کرین اور صفات الٰہی کو عین ذات مانین تو اسپر اہل اسلام انکار شدید نہین کر سکتے ہین لیکن علماے مسیحی جو تولید روح القدس کی اب اور ابن کے ساتھ قائل ہین اور روح القدس کے واسطے ایک مخصوص کام قرار دیتے ہین یہ امر بدیع ارادہ حیوۃ الٰہی و اتحاد ذاتی ہے اس صورت مین کہ تولید حدوث ذاتی کی مستلزم ہے اور تخصیص اور تعین کام کی تعدد ذات کی مستلزم ہے روح کو بمعنی حیوۃ لینا اور عین اللہ کہنا مستلزم شرک ہے اور ایسی دو شے کا اتحاد جنکے خواص اور لوازم مختلف ہون محال ہے ۔

خاتمہ

بعض پادری صاحبون کی تقریر کے بیان مین

---

[1] ترجمہ تفسیر بیضاوی مین مذکور ہے ایدنا بمعنی قوینا کے ہے اور پڑھا گیا ہے وایدناہ بروح القدس یعنے قوت دی ہمنے اسکو ساتھ روح قدس یعنی روح مقدس کے یہ مثل ایسکے ہے کہ کہا جاے حاتم جود ہے یعنی صاحب جود ہے اور آدمی سچ ہے یعنی سچا ہے اس سے جبرئیل علیہ السلام مراد ہین اور بعض کا قول ہے کہ اس سے عیسی علیہ السلام مراد ہین اور انکو اس صفت کے ساتھ اسلیے متصف کیا کہ وہ شیطان کے ہاتھ لگانے سے پاک ہین یا اس وجہ سے کہ وہ عند اللہ مکرم ہین اور اسی لیے خدا نے اپنی جانب روح کو منسوب فرمایا ہے (یعنی آیت فنفخنا فیہ من روحنا مین) یا اسوجہ سے کہ انکے پیدایش مین اصلاب اور ارحام جاع کردہ شامل نہین ہین۔ یا اس سے انجیل مراد ہے یا اس سے وہ اسم اعظم مراد ہے جسکے ذریعہ سے وہ مردونکو زندہ کرتے تھے۔ اور ابن کثیر نے تمام قرآن مین قدس بسکون دال پڑھا ہے

بعض پادری صاحب اپنی تقریرون بیان فرماتے ہین کہ یہود مسیح کی الوہیت کے قائل ہین اور اسی اعتقاد کیجانب صاحب کتاب سفینۃ الاعظم طبع ۱۸۵۱ عیسوی بھی مائل ہین صفحہ ۴۴ و ۴۵ مین اُنھون نے اس تقریر کو بہت بسط وتفصیل سے تحریر فرمایا ہے اور اپنا صدق دعوے بزور علمیت جتایا ہے سب کا خلاصہ یہ ہے کہ یہود یہ نہین کہتے کہ مسیح خدا کے برابر نہین ہین بلکہ اس امر کے قائل ہین گو اس مسیح کے مبعوث ہونے کے منکر ہین اور اُسکے مبعوث ہونے ہین سائل ہین اور پھر فرماتے ہین کہ ہم انگریز لوگ زبان عبری سے ناواقف ہین ہمارے قول پر لوگ کہ سکتے ہین کہ اُنھون نے فریب و دغل کیا اور خلاف معنی پر آیات کو نقل کیا یہود جو اہل زبان ہین اور کتب عہد عتیق عبری یعنے انھین کی زبان مین نازل ہوئی ہین اور اُنھین کے مفسرین نے یہ مضمون نکالا ہے اُنکی گواہی اس باب مین بہت معتبر و مقبول ہے اور مسیحیون کی تفسیر مروجہ کے ثبوت کے واسطے وہی گواہی وجہ وجیہ اور دلیل معقول ہے ان پادری صاحب کے علم و عقل و تبحر و فضل کا کیا کہنا ہے کہ یہود کو مشرک کہتے ہین اسواسطے کہ وہ مسیح کو خدا کے برابر بتاتے ہین نہ عین و متحد بالذات کہتے ہین جیسا کہ اپنا عقیدہ تحریر کرتے ہین ان پادری صاحب کے کلام سے واضح ہوا کہ یہود دو اقنوم کے قائل ہین اور اقنوم ثالث کے قائل نہین ہین اسواسطے کہ التزام شرک سے انھین انکار ہے اور وحدانیت پر کمال اصرار ہے پھر تعدد ذات یا دو ذات الٰہی کا وجود اُنکے نزدیک محال ہے اور بلاشبہ مستحیل جانتے ہونگے اور امتیاز ذاتی مسیح اور اللہ مین کہ تسلیم کرتے ہونگے اور یہود بجہت تصدیق وحدانیت درباب اعتقاد تثلیث مسیحیون کی نسبت جو یہ کہتے ہین اُسکی وہ وہ وہم ہے جس سے ہر ایک چھوٹا بڑا بڈھا جوان واقف ہے مسیح کی نسبت الوہیت کے اعتقاد رکھنے کو یہود کی طرف منسوب کرنا انھین پادری صاحب کا کام ہے اور چونکہ یہ امر خلاف نقل و مخالف واقع ہے اس سبب سے مین خیال کرتا ہون کہ یہ پادری صاحب کا الہام ہے لیکن ان پادری صاحبون نے اقنوم ثالث کو کیون باقی چھوڑا اور روح القدس سے کیون منھ موڑا لازم تو یہ تھا کہ الزام و اتہام اجتماع تثلیث بھی اُنھین پر لگاتے اور وہی عذر یعنے تخیل عدم بعثت مسیح یہان بھی بناتے جھوٹ بولنے پر آئے تو صرفہ کیا تھا یہود پر بہتان باندھا تو پورا باندھنا چاہیے تھا دو چار مفسرین یہود کا نام بھی لکھنا اور اُنکی تفسیر کی عبارت کا نقل کرنا بھی ضرور تھا اور ان صاحب کی دوراندیشی سے یہ کیا کچھ دور تھا کہ عوام زیادہ دق کرتے اور یہود بھی نہ کرتے اور بعض آیات مستندہ بھی لکھنے لازم تھے اور وجہ دلالت و استنباط بھی بیان کرنی واجب و متحتم تھی خیر جب اُنھون نے نہ لکھی اُنکے عوض مین لکھتا ہون اور وجہ دلالت و استنباط بھی بتا دیتا ہون

تاکہ پادری صاحب کا دل مجھسے ناراض نہو اور میری اطاعت پر کسی طرح کا اعتراض نہو دیکھو یوئیل کی کتاب کا دوسرا باب ترجمہ عربیہ ۲۸ تعلمون انی وسط اسرائیل و اقول انا انا الرب الٰھکم ولیس ایضا سوائی و لا یخجی شعبی الی الابد جیسا کہ تین مرتبہ لفظ قدوس ایک درس مین آنے سے مسیحیون کے نزدیک تثلیث نکلتی ہے اسی طرح شاید تکرار لفظ انا سے بزعم یہود تثنیت مستنبط ہوتی ہے ان پادری صاحب کو لازم ہے کہ جو جو تفسیرین یہود نے کی ہین ان سب کے پابند رہین اسلیے کہ وہ اہل زبان ہین اور درباب مسیح بھی انکار کرین کیونکہ انکے اساتذہ یعنے یہود نے کتب مقدسہ کے معنے صحیح سمجھے ہین اور درباب تعیین بعثت مسیح بھی انھین کے معنے معتبر رکھین اسلیے کہ انھون نے وہی معنی معول علیہ رکھے ہین اور یہ جو میرا عین دعوی ہے کہ علماے مسیحی کتب عہد عتیق کے معنی نہین سمجھ سکتے ہین بلکہ انکے مفسرین بھی جا بجا بہکتے ہین تسلیم ہے کہ میرے اس دعوی کا ان پادری صاحب کو اقرار ہے اور اپنے اور نیز جملہ انگریزون کی نافہمی کا اصالۃ و وکالۃ اظہار ہے لیکن مجھے تعجب یہ ہے کہ کیا ان پادری صاحب کی نظر سے انجیل بھی نہین گزری اور کسی یہودی سے ملاقات بھی نہین ہوئی کہ ہر ایک یہود کو صراحۃ اور نیز اناجیل اربعہ مین منشاء عداوت یہود صرف توہم دعوی الوہیت ہے اور یہی صلیب کی علت ہے۔

ترجمہ ۲۸ وہ جانتے ہین کہ مین وسط اسرائیل مین ہون اور مین یہ کہتا ہون کہ مین رب تمھارا اللہ ہون اور میرے سوا کوئی نہین ہے اور میرا گروہ ابد تک متفرق نہوگا۔

پانچوان مقالہ

(اس بیان مین کہ ابن اللہ کا اطلاق مسیح پر حقیقۃً درست ہے یا نہین)

اہل اسلام کہتے ہین کہ ابن بمعنی مولود ہے اور اطلاق ابن اللہ کا کسی پر درست نہین ہے پس حضرت عیسیٰ پر جو خود انجیل مین اپنے تئین بلفظ ابن الانسان تعبیر کرتے ہین بلاشبہہ درست نہین ہے اور اگر اس اطلاق کا وجود انجیل مین ہے تو بطریق مجاز ہے نہ حقیقۃً - اور علماے مسیحی مدعی ہین کہ ابن اللہ کا اطلاق بمعنے مولود مسیح پر حقیقۃً درست ہے اور اس مطلب پر بھی کوئی دلیل عقلی نہین پیش کرتے ہین - بلکہ دلیل عقلی سے دست کش ہو کر کتب مقدسہ پر حصر کرتے ہین اور اس دعوے کی یون توضیح کرتے ہین - کہ ابن کا اطلاق مسیح پر بمعنی متعارف ہے جیسا کہ انسان پر اطلاق کرتے ہین کہ زید بن عمرو ہے جو کفر اور ضلالت سے خالی نہین ہے اس طور پر قائل ہونا کہ مسیح کا تولد اللہ سے ایسا ہے جیسا کہ انسان سے انسان کی یا حیوان سے حیوان کی تولید ہوتی ہے محض گمراہی اور بے دینی ہے بلکہ اللہ اور مسیح مین ایک ایسا علاقہ ہے جو باپ اور بیٹے کے لفظ سے ادا ہو سکتا ہے اور بلفظ اب اور ابن تعبیر کیا جا سکتا ہے اور بلفظ تولید اُسے تلفظ کرتے ہین اور یہ تولید روحانی ہے نہ جسمانی اور اس علاقہ ابنیت اور تولید کی حقیقت اللہ تعالے نے اپنے کلام مین بیان نہین کی پس مسیح مین تولید کی دو جہتین ہین - ایک تولید روحانی جو من اللہ ہے جسکے سبب سے ابن اللہ کہلاتے ہین - دوسری تولید جسمانی جو من بطن حضرت مریم ہے جسکے سبب سے ابن الانسان اور ابن مریم کہلاتے ہین - اب اس امر کی تشخیص ضرور ہے کہ آیا لفظ ابن اللہ کا اطلاق بایںمعنے حقیقۃً مسیح پر درست ہے یا نہین اور کتب مقدسہ اس اطلاق کی اجازت دیتی ہین یا نہین لیکن مجاز اً محل بحث نہین ہے اسلیے کہ اطلاق مجازی کا انکار اہل اسلام کو ضرور نہین ہے اور غیر مسیح پر بطریق مجاز ابن اللہ کا اطلاق یہ مسیحی خود قبول کرتے ہین میرے نزدیک کتب مقدسہ سے اطلاق بطور حقیقۃ ہرگز ثابت نہین ہوتا ہے بلکہ جو الفاظ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حق مین وارد ہین وہی الفاظ بعینہٖ اَور انبیا کے حق مین بھی وارد ہوئے ہین دیکھو سفر اول اخبار الایام کا سترھوان باب کہ حضرت سلیمان کے حق مین فرمایا ہے ترجمہ عربیہ ١٨٤٤ھ ؁ ھو یبنی لی بیتا و اثبت کرسیہ الی الابد و انا اکون لہ ابا و ھو یکون

لی ابنا وخیراتی لا ازیلہا عنه کما ازلتہا عن غیرہٗ [۱] اور یہی مضمون اٹھائیسوین باب مین موجود ہے اور دیکھو یعقوب علیہ السلام کے حق مین سفر خروج کے چوتھے باب مین موجود ہے ترجمہ عربیہ [۱۸۱۱] اعیسوی فقل له کذا قال الله ابنی بکری اسرائیل یعنے میرا پہلوٹھا بیٹا اسرائیل ہے اور داؤد علیہ السلام کے حق مین دیکھو مزمور ثانی ترجمہ عربیہ [۱۸۱۱] اعیسوی الرب قال لی انت ابنی وانا الیوم ولدتک [۲] اور اسی طرح کے اطلاق کتب عہد عتیق مین اور انبیا کی نسبت بہت موجود ہین اگر یہ اطلاق مستلزم ابنیت حقیقی ہون تو اقنوم تین سے بہت زیادہ ہونگے اور یہ سب بھی حقیقۃ ابن اللہ کہلائینگے مگر علماے مسیحی یہ عذر پیش کرینگے کہ ان سب سے مسیح مراد ہین اگرچہ بظاہر خطاب سلیمان اور اسرائیل اور داؤد علیہم السلام کی طرف ہو اور گو بلفظ انت تعین شخصی بھی ہو اور ان جملہ انبیا کا مجموعہ متحد بہ مسیح ہے جیسا کہ تین آلہ کا مجموعہ ایک اللہ ہے ویسا ہی مجموعہ ان جملہ انبیا کا ایک ابن ہے اور یہ بدیہی مثل سہ تثلیث نہین معلوم ہو سکتا۔ کتب مقدسہ سے ابن بمعنی عبد و مطیع و اصطفا و تلمذ کے ظاہر ہوتا ہے دیکھو نوان درس تیئسوین فصل انجیل متے کا ولا تسموا احدا علی الارض ابا لان اباکم واحد اعنی الذی فی السموات ولا تسمّوا استاذین لان استاذکم واحد اعنی المسیح [۳] اگر ابن کا اطلاق ان سب پر حقیقی مانا جاوے تو مسیحیون کے خلاف عقائد ہوگا اور اگر اورون پر مجازی اور مسیح پر حقیقی ہو تو تخصیص بلا مخصص ہے اگر سب پر مجازی مانا جاوے تو بظاہر درست ہے اگرچہ پھر بھی خالی از سوء ادب نہین ہے باقی رہی تولد روحانی کی بحث یہ بھی بالکل باطل ہے اسلیے کہ اس بنیاد پر یہ لازم آتا ہے کہ سب ملائکہ کا تولد روحانی ہو اسلیے کہ ملائکہ کا جسم مصطلحہ نہین ہے پس انکا تولد تولد روحانی ہی مین منحصر رہیگا اور اسی طرح ہر انسان مین جسم اور روح ہے پس چاہیے کہ ہر ایک آدمی من حیث الجسمیۃ اپنے ماں باپ سے پیدا ہوا اور من حیث الروح اللہ تعالیٰ سے اور حضرت حوا تو خاص بنت اللہ کہلائینگی کیونکہ وہ تو نر سے پیدا ہوئین اور مخرج معلومہ سے

---

[۱] ترجمہ وہ بنائیگا میرے لیے مکان اور مین ابد تک اُسکی کرسی کو قائم رکھونگا۔ اور مین اُسکا باپ ہونگا اور وہ میرا بیٹا ہوگا اور مین اپنی بھلائیان اُس سے زائل نہین کرونگا جیسا کہ مین نے اورون سے زائل کی ہین۔

[۲] ترجمہ رب نے مجھے کہا کہ تو میرا بیٹا ہے اور مین نے آج ہی تجکو جنا ہے۔

[۳] ترجمہ تم کسی کو زمین مین اب (باپ) مت کہو کیونکہ اب تمھارا واحد ہے یعنے وہ ذات جو آسمان مین ہے۔ اور تم کسی کو اُستاذ مت کہو کیونکہ تمھارا استاذ واحد ہے یعنے مسیح۔

نہین نکلین اور خون سعلوم ہے نہی انکی غذا نہین ہوا اور رحم مین بہی تشریف فرما نہین رہین اور حضرت آدم تو خاص
الخاص ابن اللہ قرار پاینگے جس سے ظاہر ہے کہ مسیح کی کیا تخصیص باقی رہی بلکہ اس سے تو لازم آتا ہے
کہ روح القدس کو بھی ابن اللہ کہنا درست ہو لیکن جائز ہے کہ مسیحی اسکا التزام کرین اور کہین کہ ابن اللہ اور
ابن المسیح کہنا ممنوع نہین ہے گو صراحۃً متقدمین سے ایسا اطلاق نہ کیا ہو اصل یہ ہے کہ یہ علاقہ
بلفظ خلق صاف ادا ہو سکتا ہے بلفظ ابن ادا کرنا اور تولید روحانی کا قائل ہونا مستلزم شان مذکورہ ہے فقط

چھٹا مقالہ

اس بیان مین کہ تثلیث کو عقل جائز رکھتی ہے یا محال جانتی ہے اور کتب مقدسہ سے تثلیث ثابت ہوتی ہے یا نہین۔ اسمین ایک مقدمہ اور تین مبحث اور ایک خاتمہ ہے

مقدمہ تثلیث کی توضیح کے بیان مین

مسیحیون کا اجماعی عقیدہ یہ ہے کہ ایک خدا کا تثلیث مین اور تثلیث کا وحدت مین اعتقاد رکھنا چاہیے اور ان تینون کو جدا جدا نہ سمجھنا چاہیے۔ بلکہ تینون کا الوہیت ایک ہے اور کہتے ہین کہ اللہ مین تینون اقنوم ہین۔ ذات۔ علم۔ حیوۃ۔ ذات کو اب۔ علم کو ابن۔ حیوۃ کو روح القدس کہتے ہین۔ اور تینون کو واجب الوجود اور جلال اور مجد مین متساویہ اور متحد مانتے ہین۔ اور اس مسئلہ کی تشریح یون کرتے ہین کہ جیسا عرض مین ماہیت اور کینونیت کے سوا ایک تیسری حالت ہے جسکو بلفظ حلول تعبیر کرتے ہین اسی طرح جوہر مین ماہیت اور کینونیت کے سوا تیسری حالت اور ہے جسکو بہ لفظ قیومیت تعبیر کرتے ہین اور زبان لاطینی مین اسکا نام سوبسٹنشیا اور یونانی مین ہیپسٹاسیس اور عرب اُسے قیومیۃ اور قیام اور قوام کہتے ہین۔ اور کبھی اصل اور اساس اور عماد کہتے ہین اور شخص ناطق کی قیومیۃ کو اقنوم کہتے ہین اور اللہ مین اقنوم شئے اضافی اور نسبی ہے نہ حقیقی۔ علماے مسیحی اس مسئلہ کو اس طور پر بیان کرتے ہین۔ جیسا کہ کتاب قسیس فلیبس سے واضح ہے اور مین جانتا ہون کہ اقنوم عربی لفظ نہین ہے جیسا کہ قاموس اور صحاح سے واضح ہے قال الجوهری الاقنوم الاصل احسبها انها رومیة وقیل انها یونانیة وسموا الامور الثلثة اصولا لانها اصول الالوهیة[1] بعد اسکے علماے مسیحی یہ بیان کرتے ہین کہ اللہ ایک طبیعت اور ایک جوہر ہے جسکا جوہر تین اقنوم کے ساتھ قیوم ہے اقنوم

[1] ترجمہ جوہری کا قول ہے کہ مین خیال کرتا ہون کہ اقنوم دراصل رومی لفظ ہے۔ اور بعض کا قول ہے کہ یہ یونانی لفظ ہے۔ اور ان تینون امور کو اصول اسلیے کہتے ہین کہ یہ الوہیت کے اصول ہین۔

اول اب اور ثانی ابن اور ثالث روح القدس ہے اقنوم اول مصنوع اور مخلوق اور مفعول اور معلول نہین ہے
بلکہ وہ اپنی ذات سے حادث ہے غیر مشتق غیر مولود اور اقنوم اب کی ابوبیۃ اور فاعلیۃ ہے اقنوم ثانی عقل
اور حکمت کے ذریعہ سے اب سے پیدا کیا گیا ہے۔ اسی وجہ سے ابن کو حکمۃ اور کلمہ اور صورۃ اور تمثال کہتے
ہین اور جو چیزین کہ صفت کمال اور ابن کی فضیلت پر دال ہین مثل حکمت اور معرفت کے وہ بواسطہ اقنوم
ابن کے اب مین واجب ہین اقنوم ثالث اب اور ابن سے پیدا ہوا ہے یعنے انکے ارادہ سے اور اب اور
ابن کا ارادہ واحد ہے اور وہ دونون ایک منشیہ ہین اور اقنوم ثالث کو اس لیے روح القدس کہتے ہین
کہ وہ مشتق ہے گویا وہ محبت ہے اور محبت گویا ماہیت ہے یا تو ران یا ہیجان ارادہ کا ہے اور اب ابن
نہین ہے اور ابن اب نہین ہے اور روح القدس اب اور ابن نہین ہے اور اب اور ابن روح القدس نہین
ہین بلکہ آپسمین متمیز ہین اور باوجود اسکے کہ اقانیم ثلثہ مین تمیز موجود ہے لیکن باہم کسی اقنوم اور لاہوت الٰہی
یا طبیعت الٰہی مین تمیز نہین ہے بلکہ اقانیم ثلثہ مین سے ہر ایک شے واحد ہے اور طبیعت الٰہی کے ساتھ متحد
ہے اور تمیز جو حاصل ہوتی ہے وہ بعض اقانیم کے بعض اقانیم کے ساتھ مقابلہ کرنے کی وجہ سے حاصل
ہوتی ہے نہ بنسبت طبیعت الٰہی کے۔ اور اقانیم ثلثہ مین سے کوئی مولّف اور مرکب نہین ہے بلکہ ایک فرد
و بسیط ہے اور اب عالم اور عاقل ہے اور ابن اسکی صورۃ علمیہ و عقلیہ ہے اور علما [illegible]
انبثاق یعنے ظہور فے الخارج یا خروج زندہ کا زندہ سے مراد لیتے ہین اور [illegible]
ہین ایک طبیعت الٰہی یعنے لاہوتی دوسری طبیعت ناسوتی اور ان دونون طبیعتون کا اقنوم واحد ہے
جو اللہ یا ابن اللہ کا اقنوم ہے اور ابن کی الوہیت باپ کی طرف سے ہے اور انسانیت مان کی جانب سے
اور دونون ایک شے کہلاتے ہین جس سے مراد مسیح علیہ السلام ہین اور لاہوت نے مسیح کے جسم مین
حلول نہین کیا ہے بلکہ جسم کو استعمال مین لایا ہے اور جب خلق مین اختلاف پڑا اور انبیا کی اطاعت مخلوق نے
نہ کی اب نے چاہا کہ سب کو ہلاک کر دے اور عذاب دے ابن نے معارضہ کر کے کہا کہ مجھے جانے دے
مین مخلوق کو سمجھاؤنگا جسکے بعد ابن مجسم ہوکر مخلوق کے پاس آیا اور سب تکلیفون کو برداشت کیا اور علماے
مسیحی نے اضافات اور نسبت کی تشریح کی ہے کہ اللہ مین چار اضافتین ہین اب مین فاعلیۃ التولید یا ابوۃ
ابن مین مفعولیۃ التولید یا بنوۃ اور اب اور ابن دونون مین مجموعًا فاعلیۃ الانبثاق اس طرح کہ دونون منبع واحد
ہین اقنوم ثالث کی مفعولیۃ الانبثاق روح القدس مین یعنے اقنوم ثالث مین ہے اور فرملتے

ہین کہ اسمین چار خواص ہین جو مختص باسید ہین ایک خاصہ یہ کہ باپ ہے یعنے غیر مشتق اور غیر مولود دوسرا
خاصہ ابوۃ ہے اور ایک مختص بابن ہے یعنے بنوت اور ایک مختص بروح القدس ہے یعنے انبثاق اور
تسمیہ اقانیم ثلثہ کا باقنوم اول اور ثانی اور ثالث بموجب مدارج اور ترتیب خروج کے ہے اور اقانیم تین سے
کم یا زیادہ نہین ہوسکتے ہین اسلیے کہ نسبتین اور خواص چار سے زیادہ متجاوز نہین ہوسکتے لیکن حواریون کے
وقت سے باہم اختلاف تھا - ایک عقیدہ پر سب عیسائی متفق نہ تھے ابیونیین و قرنیوس و بولس الشمشاطی
و [illegible] اعتقاد رکھتے تھے کہ مسیح فقط انسان ہین [illegible] انسان اور اللہ ہین
بلکہ بسبب اعمال صالحہ کے اللہ کے نزدیک بسا فضیلت اور بزرگی پائی ہے اور اصحاب مانیس اس بات کے
قائل تھے کہ مسیح ابن اللہ تھے انسان نہ تھے بلکہ شکل انسان دکھائی دیتے تھے اور فی الحقیقۃ آپکا جسم
جسم انسانی نہ تھا بلکہ بجسد حق انسان دکھائی دیتے تھے اور بولنطینوس گمان کرتا تھا کہ مسیح علیہ السلام کا جسد
جسد حق تھا یعنے فی الحقیقۃ جسم تھا لیکن انھون نے وہ جسم اپنی کواری مان سے یعنے حضرت مریم سے
نہین حاصل کیا تھا بلکہ وہی جسم آسمان سے لائے تھے اور بولینار یہ خیال کرتے تھے - کہ اللہ کے کلمہ سے
کچھ تھوڑا جسم مین لیا تھا اور اریوس یہ کہتے تھے کہ مسیح کا جسم تھا اور نفس کے عوض کلمۃ اللہ انکے جسم مبارک سے
متعلق تھا اور تھوڈایتی یعنے یونانی یہ اعتقاد رکھتے ہین کہ مسیح مین دو طبیعتین ہین لاہوتی اور ناسوتی جیسا اوپر
بیان ہو چکا [illegible] اور کہتے ہین کہ قوۃ اب سے اور حکمۃ ابن سے اور عفافۃ روح القدس سے حاصل
کیے قال تیریان الاسقف القدیس قبلنا القوۃ من الاب والحکمۃ من الابن والعفافۃ من روح
القدس والاب یختارنا والابن یخلصنا وروح القدس یکملنا ویوحدنا والاب اعطانا الایدیۃ
والابن اعطانا شبہ صورتہ وروح القدس اعطانا الصحۃ والحرارۃ ونحن نکون
فی الاب ونعیش فی الابن وبروح القدس نتحرک وننتفع اور اختلافات مذکورہ کے بعد عیسائیون
نے مجمع نیقیہ اور قسطنطنیہ مین یہ قانون ایمان ایجاد کیا قانون الایمان الذی الفہ مجمع نیقیہ و

لہ ترجمہ تیریان مقدس اسقف (پادری) نے کہا کہ ہمنے قوت اب سے اور حکمت ابن سے اور پرہیزگاری روح القدس سے
حاصل کی - اب ہمکو پسند کریگا - اور ابن ہمکو نجات دیگا اور روح القدس ہمکو اطمینان دیگا - اور اب نے ہمکو چہرہ عطا کیا اور ابن نے
اسمین صورت و شکل عطا کی اور روح القدس نے ہمکو صحت اور حرارت عطا کی اور ہم اب مین رہتے ہین اور ابن مین قوت بسری
کرتے ہین اور ببرکت روح القدس کے ہم حرکت کرتے ہین اور فائدہ اٹھاتے ہین -

مجمع قسطنطنیه نؤمن باله واحد اب ضابط الکل خالق السماء والارض وکل ما یری
وما لا یری وبرب واحد یسوع المسیح ابن الله الوحید المولود من الاب قبل کل الدهور
اله من اله نور من نور اله حق من اله حق مولود غیر مخلوق مساو للاب فی الجوهر
الذی بیده کل شیء الذی من اجلنا نحن البشر ومن اجل خلاصنا نزل من السماء وتجسد من
روح القدس ومن مریم العذراء وصار انسانا وصلب عنا علی عهد بیلاطس البنطی وتالم و
مات وقبر وقام من بین الاموات فی الیوم الثالث کما هو مکتوب وصعد الی السماء
وجلس عن یمین الاب وایضا سیاتی بمجده العظیم لیدین الاحیاء والاموات الذی لیس
فناء لملکه ونؤمن بالروح القدس الرب المحیی المنبثق من الاب والابن المسجود الممجد مع الاب
والابن الناطق بالانبیاء وبکنیسة واحدة مقدسة جامعة کاثولیقیة رسولیة واعترف
بمعمودیة واحدة لمغفرة الخطایا وانترجی قیامة الموتی وحیاة الدهر الآتی آمین[له] انتهی

اور مسیحیون کا کلمہ شہادت جسپر نجات منحصر ہے اسکا ماٹیروس اور تھامس کیراکوس امنی کے نزدیک صرف
زبان سے کہنا نجات کے واسطے کافی ہے معانی کا نہ سمجھنا نجات کے لیے مانع نہیں ہے مگر اوروں کے
نزدیک بغیر معانی کے سمجھنے کے نجات نہوگی وہ عقیدہ یہ ہے عقیدہ اجماعیہ ایک خدا کا تثلیث مین اور تثلیث
کا وحدہ مین اعتقاد کرنا چاہیے اور ان تینون کو جدا جدا شخص یا تین شخص الگ الگ نہ سمجھنا چاہیے بیٹے کو باپ

[له] ترجمہ یہ وہ قانون ایمان ہے جسکو مجمع نیقیہ اور مجمع قسطنطنیہ نے تالیف کیا ہے ہم ایمان لاتے ہیں ساتھ الہ واحد کے جو باپ ہے سب کل کا
انتظام کرنیوالا ہے آسمان و زمین کا پیدا کرنیوالا ہے جو ہر وقت دکھتا ہے اور نہین دکھلائی دیتا اور ساتھ رب واحد یسوع مسیح کے جو ابن اللہ ہے
اب سے پیدا کیا گیا ہے قبل کل زمانون کے آئی ہے اللہ سے نور ہے نور سے اللہ حق ہے اللہ حق سے مولود غیر مخلوق ہے برابر ہے باپ کے ذات میں یہی ہے وہ
ذات جسکے ہاتھ مین کل شے ہے وہ ذات جو دوست رکھتا ہے ہم بشر کو اور ہماری خلاصی کی غرض سے آسمان سے نازل ہوا اور روح القدس اور کنواری
مریم سے جسم حاصل کیا اور انسان بنگیا اور ہمارے لیے تب سے مصلوب ہوگیا بیلاطیس کے عہد مین اور تکلیف اٹھائی اور مر گیا اور قبر مین دفن کر دیا گیا اور وہ اپنے زندہ ہو
تیسرے دن اٹھ کھڑا ہوا اور آسمان پر چڑھ گیا اور آپ کے داہنی جانب بیٹھ گیا پھر وہ اپنے کمال بزرگی کے ساتھ پھر آنا لائق ذات ہے کہ زندون اور مردون
کو بدلا دے جسکے ملک مین فنا نہین ہے اور ہم ایمان لاتے ہیں ساتھ روح القدس کے کہ وہ رب ہے اب اور ابن سے نکلا ہو جو ساتھ اب اور ابن کے ساتھ
وہی مسجود بزرگ ہے انبیا کے ساتھ گفتگو کرنے والا ہے اور ساتھ کلیسہ واحدہ مقدسہ جامعہ کاتولیقیہ رسولیہ کے اور اقرار کرتا ہوں معمودیہ
واحد کا جو موجب مغفرت گناہان ہے۔ اور مین امید کرتا ہون مردہ کے قیام کا اور زمانہ آیندہ کے زندگی کا۔

اور بیٹا اور روح القدس واجب الوجود ہین اور باپ کا لاہوت اور بیٹے کا لاہوت اور روح القدس کا لاہوت ایک ہے اور جلال مشابہ اور مجد ابدی ہے اسلیئے باپ اور بیٹا اور روح القدس ہمیشہ مین ایک دوسرے کے مانند ہین اور باپ کی کوئی علت نہین ہے اور بیٹے کی بھی کوئی علت نہین ہے اور روح القدس کی بھی کوئی علت نہین ہے اور نہ باپ محدود ہے اور نہ بیٹا محدود ہے نہ روح القدس محدود ہے اور باپ ازلی ہے اور بیٹا ازلی ہے اور روح القدس ازلی ہے نہ اسطرح کہ ازلی تین ہون اور غیر محدود تین ہوان اور غیر معلول تین ہون بلکہ غیر معلول ایک ہے اور غیر محدود ایک ہے اور ازلی ایک ہے اور باپ قدرت والا اور بیٹا قدرت والا اور روح القدس قدرت والا ہے نہ اس طرح کہ قدرت والے تین ہین بلکہ قدرت والا ایک ہے اور باپ اللہ اور بیٹا آلہ اور روح القدس آلہ نہ اس طرح کہ تین آلہ ہون بلکہ ایک اللہ ہے اور باپ رب ہے اور بیٹا رب ہے اور روح القدس رب ہے نہ اس طرح کہ تین رب ہون بلکہ ایک رب ہے اور ہم جسطرح اعتقاد رکھتے ہین کہ انہین ہر ایک اللہ ہے اسی طرح اجماع مذہب کا لحاظ کرکے تین اللہ یا تین رب نہین کہہ سکتے کیونکہ باپ عمل اور خلقت مین کسی سے صادر نہین ہوا اور بیٹا فقط باپ سے ولادت مین صادر ہوا نہ عمل اور خلقت مین اور روح القدس باپ اور بیٹے سے صادر ہوا ایجاد مین نہ عمل اور خلقت مین پس باپ ایک ہے نہ تین اور بیٹا ایک ہے نہ تین اور روح القدس ایک ہے نہ تین اور ان تینون مین کوئی مقدم اور متاخر اور بڑا اور چھوٹا نہین ہے بلکہ تینون ازلی اور ہم مثل ہونے مین موافقت رکھتے ہین پس توحید تثلیث مین اور تثلیث توحید مین سمجھی جاوے طالب نجات کو تثلیث کا اعتقاد رکھنا چاہیے اور اس باب مین اپنا اعتقاد کامل کرنا چاہیے کہ رب ہمارا عیسی مسیح نجات ابدی کے لیئے مجسم ہوا کیونکہ دین مضبوط یہ ہے کہ ہم یہ اعتقاد رکھین اور اقرار کرین کہ رب ہمارا عیسیٰ خدا کا بیٹا اللہ اور انسان ہے اللہ ہونا اُسکے باپ کی طرف سے ہے اور اس لحاظ سے کہ سب عالم سے پہلے مولود ہوا اور انسانیت اُسکی مان کی طرف سے ہے اور اس لحاظ سے ہے کہ عالم ناسوت مین پیدا ہوا اور وہ پورا خدا اور پورا انسان ہے صاحب نفس ناطقہ اور جسم حیوانی ہے لاہوت مین باپ کے مماثل ہے اور ناسوت مین اُسکا بنایا ہوا ہے اور وہ اللہ اور انسان ہے مگر دو نہین بلکہ دونون ایک مسیح ہے اور وہ ایک ہے اور لاہوت نے جسم مین حلول نہین کیا بلکہ جسم کو استعمال مین لایا اور اُن دونون مین اتحاد شخصی ہے جیساکہ مجموعہ جسم اور نفس ناطقہ کا انسان ہوتا ہے مجموعہ اللہ اور انسان کا ایک مسیح ہے اور وہ ہماری نجات کے لیئے مبتلا ہوا اور جہنم مین گیا اور تیسرے دن مردون مین سے اُٹھکر آسمان پر عروج کیا اور خدائے مقتدر کے داہنے ہاتھ پر بیٹھا اور وہان سے جزا دینے کو پھر آویگا اُسکے آنے کے وقت سب مردہ اپنے

بدنون کے ساتھ زندہ ہونگے اور اپنے اعمال کی جزا پاوینگے نیک لوگ حیات ابدی کی اور بد لوگ آتش دائمی کی
پس یہ اجماعی اعتقاد ہے اسپر ایمان لانے کے بغیر نجات نہیں ہوسکتی اور جلال باپ اور بیٹے اور روح القدس
کا جیسا کہ ازل میں تھا وہی اب ہے اور ویسا ہی ابد تک رہیگا ۔ اور اسطرح وے یہ اعتقاد کرتے تھے کہ جب
مسیح مجسم ہوا تو سب عوارض انسانی اٹھانے پڑے اسلیئے جہنم میں جاکر عذاب پایا اب لیکے نکلا اور اپنے
ساتھ ان سب لوگوں کو جو اسکے پہلے جہنم میں عذاب پاتے تھے نکال لایا اور مار اثناسیوس نے یہ قانون ایمان
ایجاد کیا قانون الایمان لمار اثناسیوس کل من اراد خلاص نفسه فيجب عليه
اولا ان يعتقد بايمان القاثوليقي لان من لم يحفظ الايمان القاثوليقي سالما صحيحا
فلا بد له ان يهلك ابدا اما الايمان القاثوليقي هذا هو ان نكرم الها واحدا بالتثليث
والتثليث بالتوحيد بغير تخليط الاقانيم بغير تفصيل الجوهر لانما آخر هو اقنوم الاب وآخر هو اقنوم
الابن وآخر هو اقنوم روح القدس لكن الاب والابن وروح القدس لاهوت
واحد لهم مجد مساو وبهاء هم لهم ازليا كيف هو الاب كذلك هو الابن
كذلك ايضا روح القدس الاب غير مخلوق الابن غير مخلوق وروح القدس
غير مخلوق الاب غير ممسوح الابن غير ممسوح وروح القدس ايضا غير ممسوح
الاب هو ازلي الابن هو ازلي روح القدس ايضا هو ازلي فاما ليس هم ثلثة
ازليين بل ازليا واحدا كمثل ما ليس هم ثلثة غير مخلوقين ام ثلثة غير ممسوحين
بل واحدا غير مخلوق وواحدا غير ممسوح كذلك الاب ضابط الكل الابن ضابط
الكل وروح القدس ايضا ضابط الكل ولكن ليس هم ثلثة ضابطي الكل بل واحدا
ضابطا الكل كذلك الاب هو الاله والابن هو الاله وروح القدس هو الاله
لكن ليس هم ثلثة الهة بل هم الها واحدا كذلك الاب هو رب والابن هو رب
وروح القدس هو ايضا رب ولكن ليس هم ثلثة ارباب بل ربا واحدا لان
كما اننا نلتزم بالحق المسيحي ان نقر بان كل واحد من الاقانيم الثلثة هو اله ورب
وهكذا نمتنع بالايمان القاثوليقي ان نقول انهم ثلثة الهة ام ثلثة ارباب
فالاب ليس هو من احد لا مصنوعا لا مخلوقا ولا مولودا الابن من الاب وحده

ليس مصنوعاً ولا مخلوقاً بل مولوداً روح القدس هو من الاب و من الابن لا مصنوعاً منهما
ولا مخلوقاً ولا مولوداً بل منبثقاً فالاب هو واحد لا ثلثة اباء والابن واحد لا ثلثة ابناء و
روح القدس هو واحد لا ثلثة ارواح قدساً وهذا الثالوث ليس فيه شئ اول ام آخر ولا شئ
اكبر ام اصغر لكن الاقانيم الثلثة جميعهم متساويين فى الازلية و فى الجوهر فكما
قد ذكرنا فى الجميع ينبغى لنا ان نكرم التوحيد بالتثليث والتثليث بالتوحيد فمن يرغب
فى خلاص نفسه فليعتقد هكذا بالثالوث المقدس ثم واجب ايضا على البشر لادراك
الخلاص الابدى ان يومن بتجسد ربنا يسوع المسيح ايماناً امينا فالايمان الامين لمستقيم
هو ان نومن ونقر بان يسوع المسيح ربنا ابن الله هو اله و انسان اله من جوهر الاب
مولوداً قبل كل الدهور انسان من جوهر الام مولوداً فى الدهر الها تاما وانساناً تاما
قيوماً من نفس ناطقة و جسد البشر مساويا للاب باللاهوت اصغر من الاب بالناسوت
واذا كان هو معاً الهاً وانساناً فمن ذلك ليس هو اثنين بل هو مسيح واحد فانه واحد لا تحويل
للاهوت جسداً بل اتحاد الناسوت الى الله واحد الكلية لا باختلاط الجوهر بل بتوحيد
الاقنوم لان كمثلما النفس الناطقة والجسد هما انسان واحد كذلك الاله والانسان
هما مسيح واحد الذى تالم لخلاصنا و هبط الى الجحيم ثم فى اليوم الثالث قام من بين
الاموات صعد الى السموات وجلس عن يمين الله الاب الضابط الكل ومن هناك
سياتى ليدين الاحياء و الاموات وعند مجيئه يجب على جميع الناس ان يقوموا
احياء بالاجسادهم ويجيبوا باسباب اعمالهم و الذين عملوا اعمالا صالحة يصعدون
الى الحيوة الابدية والذين صنعوا شرا يطرحون الى النار الابدية فهذا هو الايمان
القاثوليقى الذى يولم يومن احدٌ به ايمانا امينا ثابتة فلا يمكنه ان يدرك الخلاص
فهذا هو قانون الايمان الذى رتبه مار اثاناسيوس انتهى[۱] اہل اسلام تثلیث سے منکر ہیں ایکو

[۱] ترجمہ - یہ قانون ایمان مار اثاناسیوس کا مرتبہ ہے - جو شخص کہ اپنے نفس کی خلاصی کا ارادہ کرے اسپر واجب ہے کہ وہ اولاً قاثولیقی کے ایمان کا معتقد ہو کیونکہ جو شخص قاثولیقی کے ایمان کو پورے طور پر از بر نہیں رکھیگا اُسکے لیے ہلاکت ابدی ضروری ہے قاثولیقی کا ایمان یہ ہے کہ ہم تعظیم کریں آلہ واحد کی تثلیث کے ساتھ اور تثلیث کی توحید کے ساتھ بغیر مخلوط کرنے اقانیم کے اور بغیر تفصیل جوہر کے البتہ وہ دوسرا ہے

محال بالذات بتاتے ہین اور ان تمامی تقریرون پر منع وارد کرکے دلیل عقلی اور نقلی کا مطالبہ کرتے ہین او

کہ وہ اب کا اقنوم ہے اور وہ دوسرا ہے کہ وہ ابن کا اقنوم ہے اور وہ دوسرا ہے کہ وہ روح القدس کا اقنوم ہے لیکن اب اور ابن اور
روح القدس ایک ہی لاہوت ہین انکی بزرگی باخود برابر مساوی ہے اور وہ سب بزرگی انکی ازلی ہے جس طرح کہ وہ اب ہے اسی طرح وہ ابن ہے
نیز اسی طرح وہ روح القدس ہے اب غیر مخلوق ہے ابن غیر مخلوق ہے اور روح القدس غیر مخلوق ہے اب غیر مسوح ہے ابن غیر مسوح
ہے نیز روح القدس غیر مسوح ہے اب ازلی ہے ابن ازلی ہے نیز روح القدس ازلی ہے لیکن وہ سب تین ازلی نہین ہین بلکہ ازلی واحد
ہے جسطرح کہ وہ تین غیر مخلوق یا تین غیر مسوح نہین ہین بلکہ ایک ہی غیر مخلوق اور ایک ہی غیر مسوح ہے اسی طرح اب سب کا منتظم ہے اور ابن سب کا منتظم ہے اور
روح القدس بھی سب کا منتظم ہے لیکن وہ تین سب کے منتظم نہین ہین بلکہ ایک ہی سب کا منتظم ہے اسی طرح اب آلہ ہے اور ابن الہ ہے اور
روح القدس بھی آلہ ہے لیکن وہ تین آلہ نہین ہین بلکہ آلہ واحد ہے اسی طرح اب رب ہے اور ابن رب ہے اور روح القدس رب ہے
لیکن وہ تین رب نہین ہین بلکہ ایک ہی رب ہے کیونکہ جس طرح کہ ہم پر حق مسیحی یہ اقرار کرنا لازمی ہے کہ منجملہ اقانیم ثلثہ کے ہر ایک آلہ اور رب ہے
اسی طرح ایمان قاثولیقی کے روسے یہ منع ہے کہ ہم یہ کہین کہ وہ تین آلہ ہین یا تین رب ہین پھر اب کسی سے نہین ہے نہ تو کسی سے
مصنوع ہوا ہے نہ مخلوق ہوا ہے نہ مولود ہوا ہے اور ابن صرف اب سے ہے لیکن نہ مصنوع ہوا ہے نہ مخلوق ہوا ہے بلکہ مولود ہوا ہے اور
روح القدس اب اور ابن سے ہے لیکن نہ دونون سے مصنوع ہوا ہے نہ مخلوق ہوا ہے نہ مولود ہوا ہے بلکہ منبثق ہوا ہے پس اب ایک ہے نہ تین اب
ہے نہ یہ کہ تین آبا ہین اور ابن ایک ہے نہ یہ کہ تین ابنا ہین اور روح القدس ایک ہے نہ یہ کہ تین ارواح قدس ہین اور اس ثالوث
مین کوئی شے اول و آخر اور اکبر و اصغر نہین ہے لیکن سب تینون اقانیم ازلیت اور جوہر مین مساوی ہین ایسی ہی طرح کہ تمامی امور
مین اوپر بیان کیا ہے ہمکو چاہیے کہ ہم تعظیم کرین توحید کی تثلیث کے ساتھ اور تثلیث کی توحید کے ساتھ پس جو شخص کہ اپنے خلاصی نفس
کی جانب راغب ہو اسکو اس ثالوث مقدس کے ساتھ اسی طرح معتقد رہنا چاہیے پھر بشرط خلاصی ابدی کے ادراک کی غرض سے
یہ بھی واجب ہے کہ وہ ہمارے رب یسوع مسیح کے مجسم ہونے کے بھی ایمان لائے جو ایمان امین ہو پس ایمان امین اور مستقیم یہ ہے کہ
ہم ایمان لائین اور اسکا اقرار کرین کہ یسوع مسیح ہمارے رب ابن اللہ ہین وہ آلہ ہین اور انسان ہین آلہ تو جوہر اب کی طرف سے ہین
جس سے مولود ہوئے ہین قبل کل زمانون کے اور انسان جوہر ام کی جانب سے ہین جس سے ایک زمانہ مین مولود ہوئے ہین
آلہ تام اور انسان تام ہین نفس ناطقہ اور جسد بشری سے قائم ہین لاہوت مین اب کے مساوی ہین ناسوت مین اب سے اصغر ہین اور
اس وجہ سے کہ وہ معاً الہ اور انسان ہین دو نہین ہین بلکہ وہ مسیح واحد ہین نہ لاہوت کے مجسم ہو جانے کی وجہ سے بلکہ ناسوت کے اللہ
کے جانب بالکلیہ متحد ہونے کی وجہ سے نہ جوہر کے مخلوط ہونے کی وجہ سے بلکہ اقنوم کے ایک ہونے کی وجہ سے کیونکہ جسطرح نفس ناطقہ
اور جسم دونون ایک انسان ہین اسی طرح آلہ اور انسان دونون مسیح واحد ہین وہ مسیح جسنے ہماری خلاصی کے واسطے تکلیف اٹھائی

اس توضیح اور تشریح اور نقل اقوال علما مسیحی سے میری یہ غرض ہے کہ اکثر مسیحی باوصف ادعاے علم و فضل و
دعوی تبحر کے بعض امور عقائد و قوانین مذکور سے جنپر نجات منحصر ہے لاعلم ہین۔ اہل اسلام کے اعتراضات
کے وقت صاف انکار کر جاتے ہین مثلاً بعضے پادری صاحب بہ شد و مد انکار کرتے ہین کہ مسیح واصل جہنم نہین
ہوئے یہ مسیحیون پر افترا ہے لیکن یہ نہین سمجھتے کہ یہ افترا قدیم مسیحیون نے باندھا ہے دیکھو کتاب قسیس فلبس
کی جسکو وہ اقوال مسیلات (یعنے بینات) سے نقل کرتے ہین کہ مسیح بعد صلیب کے جہنم مین گئے اور آگ سے جہنم مین
عذاب پایا اہل اسلام کے نزدیک قطعی یہ افترا ہے اور بلا شبہہ باطل ہے لیکن مسیحیین کا ایمان یہی ہے اسکو مین
کیا کرون اور بعض پادری صاحب فرماتے ہین کہ مسیح جہنم مین نہین بلکہ ہاوس مین گئے اور یون توضیح فرماتے
ہین کہ ہاوس وہ جگہہ ہے جو اصل آسمان اور جہنم کے بیچ مین ہے مسیح بعد ملعون ہونے کے العیاذ باللہ اسمین
گئے نہ جہنم مین اور اس مقام پر جہنم کا اطلاق کیا گیا ہے قطع نظر بطلان ان تقریرون کے ابطال کے
حسب منقولات سابقہ عبارات عربیہ دریافت طلب یہ امر ہے کہ بموجب شہادت انجیل اور مسیحیین کے ایمان کے
العیاذ باللہ جب مسیح ملعون ہوے تو جو ملعونون کے جانے کا مکان ہے وہان گئے اور تمھارے اقوال
سے ظاہر ہے کہ ملعونون کا مقام جہنم ہے نہ ہاوس وغیرہ پس سعی بیفائدہ ہے اور بعض پادری صاحب
یہ فرماتے ہین کہ مسیح بلا شبہہ جہنم مین گئے معاذ اللہ من ذلک لیکن عذاب پانے نہین گئے بلکہ اپنی عظمت
دکھانے کو۔ ان توجیہات بے معانی سے مجھے نہایت تعجب ہوتا ہے شاید انکے نزدیک ملعون لوگ جہنم
مین اپنی عظمت دکھانے جاتے ہونگے اور جہنم انکے نزدیک دار عقاب نہوگا بلکہ دار نمایش عظمت ہوگا اور
شاید ملعون ہونا بھی مسیحیون کے نزدیک بڑی عظمت ہے اور ظاہر ہے کہ ملعون کو بجز ذلت اور خواری اور
ملعونی کے کوئی اور صفت عظمت نہین ہوتی۔ پس ملعونیت ہی کو صفت عظمت سمجھو دیکھو مارطیروس وغیرہ

ہوا اور دوزخ مین گیا پھر تیسرے دن مردون مین سے اٹھ کھڑا ہوا اور آسمان پر چڑھ گیا اور اللہ کے داہنی جانب بیٹھ گیا جواب ہے
اور کل کا منتظم ہے اور وہان سے پھر عنقریب آئیگا تاکہ زندون اور مردون کو بدلا دے اور اسکے آنے کے وقت سب لوگون
پر واجب ہے کہ اپنے جسمون کے ساتھ زندہ اٹھ کھڑے ہون اور اپنے اعمال کے اسباب کے ساتھ جواب دین جن لوگون نے کہ اچھے
کام کیے ہین وہ حیات ابدی پاوینگے اور جن لوگون نے برے اعمال کیے ہین وہ ابدی آگ مین پھینک دیے جاوینگے پس یہی
قاثولیقی ایمان ہے جو شخص اسپر امین اور ثابت ہو کر ایمان نہین لاویگا اسکی خلاصی ممکن نہین ہوگی پس یہ قانون ایمان ہے
جسکو مار اثناسیوس نے مرتب کیا ہے۔

کا قول جسکو مین نے اوپر ذکر کیا ہے وہ قائل ہین کہ مسیح جہنم مین کفارہ کا مسئلہ سمجھانے گئے تھے یعنے جہنم والون کو آگاہ کیا کہ مین صلیب پر جسکے اپنی جان دیکر گناہون کا کفارہ ہوا اور اس فدیہ سے گناہ کو اور شیطان کو اور جہنم کو مین نے مغلوب کیا اور اُسنے ایمانداروں کے واسطے کا اعدم کر دیا ہے آ ریعینے پادری صاحب فرماتے ہین کہ مسیح ہادس مین گئے مگر ہادس سے عالم ارواح مراد لیتے ہین جو سب اقوال مقولات سابقہ کی طرح باطل ہین اور از ہمزخرفات کے ابطال کے زیادہ درپے ہونا تضیع اوقات ہے اسلیے زیادہ لکھنا ضرور نہین ہے اگر مسیح گناہون کا فدیہ و کفارہ ہوئے تو گنہگارون کو آپ ہی معلوم ہوگا اور اسی طرح سے عالم ارواح مین انکی ارواح بجسمہ جا سکتی تھی یا نہین جا سکتی تھی یہ غور طلب ہے اور اسمین شک نہین ہے کہ بجسمہ جہنم اور عالم ارواح مین جانا بے معنی ہے تعہدا اس تقریر سے واضح ہوتا ہے کہ مسیح کی بعثت زندہ اور مردہ یعنے جہنمی اور عالم ارواح دونون کے لیے تھی اور سب جگہہ جانے اور تعلیم دینے اور وعظ کے لیے آپ مامور تھے شاید تثلیث کا مسئلہ بھی وہین سمجھا آئے ہونگے دنیا والون کو سمجھانا باقی رہگیا ہوگا دنیا والون نے یہ مسئلہ جہنمیون سے سیکھا ہوگا اور اسی طرح علماے مسیحی اور امور کا انکار کرتے ہین اور اسی طرح سے تزلزل پیدا ہوتا ہے جس سب کا یہان ذکر کرنا خلاف بحث ہے اس لیے یہان نہین بیان کیا جاتا آپ غور کرنا چاہیے کہ مسیحیون نے بیفائدہ قوانین ایمانی مین قیود لاطائل زیادہ کیے ہین اور ناحق ایک بات کو مکرر سکرر الٹ پھیر کے بیان کرنا اختیار کیا ہے اصل مسئلہ ان قیودات سے کچھ مبدل اور متغیر نہین ہوتا اور کوئی قید کسی اعتراض کو نہین دفع کرتی بلکہ ان قیودات سے اعتراضات کا باب کھل گیا ہے اور ان امور معتقدہ مین سے کسی کی تائید مین علماے مسیحی دلیل نہین پیش کرتے بے دلیل قیود لگانا اور نیا مضمون تراشنا فعل عبث اور نقش بر آب ہے اور یہ عجب کہ اتنے اسقف اور اتنے قسیسون نے یہ قوانین بنائے اور قیود لگائین کبھی مسموع نہین ہوگی جبتک کہ دلیل سے مدلل ذکر ین اور حال یہ ہے کہ علماے مسیحی اقرار کرتے ہین کہ تثلیث کا مسئلہ خارج از عقل ہے صرف باشارات اس مسئلہ کا اعتقاد رکھتے ہین مین یہ پوچھتا ہون کہ اگر یہ مسئلہ خارج از عقل ہے تو علماے مسیحی کس کی عقل سے اس مسئلہ کی توضیح کرتے ہین اور قیود لگا کر اپنے تئین دقت مین ڈالتے ہین ابتدا ً کیون نہین کہتے کہ ہم اس مسئلہ کو خارج از عقل جانتے ہین اس لیے کچھ توضیح و تشریح نہین کر سکتے پہلے تو جہلا کے بہکانے کو تمثیلین دیکر اور قیدین لگا کر بخوبی توضیح کرتے ہین اور جب ہر طرف سے اعتراض اور بند لگتے ہین تو فرماتے ہین کہ یہ مسئلہ خارج از عقل ہے ہم اسکو بیان نہین کر سکتے حیف کی بات ہے کہ علماے مسیحی نے العیاذ باللہ حضرت مریم کو داخل دائرہ

الوہیت کیون نہ کیا اور چار اقنوم کیون قرار نہ دیے اب و زوجہ و ابن و روح القدس جس طرح ذات یا وجود کا نام
اب علم و حکمت کا نام ابن جیوہ کا نام روح القدس رکھا ہے زوجہ کا نام راحت و سرور رکھتے اور زوجیت روحانی
کے قائل ہوتے یعنے یہ کہتے کہ زوج اور زوجہ مین ایسا علاقہ ہے جسکو بزوجیت تعبیر کرتے ہین یعنے پیدا
ہونا لڑکے کا سبب استعدانت انسانی روح القدس کے طفیل سے اور باقی تمام امور بھی اسمین جاری کرتے
بلکہ جناب پولوس مقدس کو بھی داخل احاطۂ الوہیت کرکے ایک اقنوم اُنکے لیے بھی زیادہ کرتے جسکا نام تلمیذ
رکھتے اور اس طرح توضیح کرتے کہ ایسا تلمذ نہین جیسا انسان کو انسان سے ہوتا ہے بلکہ وہ تلمذ روحانی ہے جو
بلا محاذات جسم بطور خاص بطفیل روح القدس حاصل ہوا ہے جسکو ہم یہ تلمذ روحانی تعبیر کرتے ہین اور باقی امور
سابق بھی بعینہ اسمین جاری فرماتے اور اسی طرح پانچ اقنوم مانکر وحدۃ فی التجنیس کا اعتقاد کرتے بلکہ اگر سب
حواریون کو بھی آلہ تسلیم کرکے اتحاد ذاتی کا اقرار کرتے تو ان حواریون کو شکوہ نرہتا اس واسطے کہ ابن اللہ کا اطلاق
اُنپر بھی آیا ہے ایک ابن کے واسطے اقنوم تسلیم کرنا باقی بیٹون کو باپ کی زندگی مین اس فیض سے محروم رکھنا بری
بات ہے اگر ان حواریون سکے لیے نئے اقنوم نہ بڑھاتے تو اقنوم ابن کے ساتھ ہی ان سب کو متحد کرکے
اقانیم تین ہی رکھتے اور یون کہتے کہ جیسے اب تین کے ساتھ متحد ہے اور ایک ہے اسی طرح ابن بھی بارہ کے
ساتھ متحد ہے اور ایک ہے اور حضرت مریم کو بھی اقنوم روح القدس سے متحد کرتے کہ جن دونون کی بدولت حضرت
عیسیٰ نے وجود قبول کیا اگر علماے مسیحی ایسا کرتے تو یہ مسئلہ کچھ ممکن اور موافق عقل ہو کر ساقط الاعتبار و غیر معتمد نہ
ٹھہرتا بلکہ جب بھی محال اور خلاف عقل رہتا اور نجات کو کافی ہوتا اور جن اشارات سے تثلیث کو نکالتے ہین انھین
اشارات سے یہ بھی نکل سکتا تھا بلکہ اسکے استخراج کے لیے اور بھی بہت سے اشارات انجیل مین موجود ہوجاتے
اعاذنا اللہ عن مثل ھذہ الاباطیل والکفر ان سب تقریرون کا خلاصہ یہ ہے کہ علماے مسیحی کی اس
تقریر کے موجب اقانیم کا حصر تین مین باقی نہین رہتا ہے اب مین بطور نقض اجمالی کے کہتا ہون کہ تثلیث کا مسئلہ
باطل ہے اس لیے کہ اگر یہ مسئلہ صحیح اور ایمانی ہوتا اور نجات اسی پر منحصر ہوتی تو ضرور تھا کہ انبیاء سابق اپنی امت
کو اسکی تعلیم دیتے اور اسکو بتصریح و توضیح ہر ایک کے روبرو بیان کرتے حالانکہ کتب عہد عتیق سے ظاہر ہے
کہ کسی نبی نے تثلیث نہین بیان کی بلکہ وحدۃ صرف کی تاکید کی بلکہ مسیح نے بھی تا وقت صلیب یہ مسئلہ بتصریح و توضیح
کبھی نہین فرمایا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ مسئلہ ہی باطل ہے ورنہ یہ لازم آتا ہے کہ انبیاء سابق کی نجات نعوذ
بس بامت چہ رسد اور معذب بعذاب ابدی رہین مگر علماے مسیحی سے کچھ بعید نہین کہ انبیا کے معذب اور دوزخی

ہونے کے قائل ہوجائین اور یہ دعوی کرلین کہ مسیح انھین دو ورق سے اپنے ساتھ نکال لائے اور ما ظہروں کے
قول سے استشہاد کرین اس لیے مین اس تقریر سے حواریون کی نسبت نقض کرتا ہون کہ اگر اس مسئلہ پر ایمان
لانا واجب ہوتا اور نجات اسی پر منحصر ہوتی تو مسیح صاف اور صریح تثلیث کی تعلیم دیتے اور بتقریب مسئلہ مسیحیان حواریون
کو سمجھاتے اور حواری بھی اس تعلیم کو صاف اور صریح بیان کرتے جیسا کہ وحدت صرف کو تاکید اکید صاف اور صریح
بیان کیا کرتے تھے نہ یہ کہ ایسے امر عظیم دینی کو ایسا معطل رکھتے کہ بعد عہد حوارین کے مجتہدین مسیحیون نے بدقت
تمام اشارات رکیکہ سے نکالا اور لطف تو یہ ہے کہ جناب پولوس مقدس کو بھی یہ نہ سوجھی تھی جبکہ مسیح اور حواریون
نے اس مسئلہ کو بیان نہ کیا تو معلوم ہوا کہ انکا یہ اعتقاد نہ تھا اس لیے کہ نبی اظہار عقائد ایمانی کے لیے مبعوث
ہوا تھا نہ چھپانے اور بہکانے کے لیے اور انبیا کا یہ اعتقاد نہونا اس مسئلہ کے بطلان کی دلیل ہے۔ اور
جن امور کو علماے مسیحی نے اس مسئلہ مین مبنی علیہ ٹھہرایا ہے اور قیودات اور توضیح سے تطویل دی ہے آیندہ
مباحث مین مین اُسکی نسبت بحث کرونگا۔ کہ اس مسئلہ کا استخراج ہرگز اشارات کتب مقدسہ سے ممکن نہین ہے
بلا قرینہ ساد قہ صرف اپنے توہمات باطلہ سے غلطیان کی ہین صرف منع اور قرینہ کا مطالبہ اسکے ابطال کے لیے
کافی ہے اس لیے کہ علماے مسیحی نے اس مسئلہ کے اثبات کو کتب مقدسہ کے اشارات پر منحصر رکھا ہے
دلائل عقلی اور نقلی کے پیش کرنے سے دست بردار ہوچکے ہین مجھے بھی اسکے ابطال مین زیادہ تطویل
ضرور نہین ہے کیونکہ بطلان بدیہی ہے۔

مبحث اول

اقنوم اول کے بیان مین

علماے مسیحی اس بات پر متفق ہین کہ اللہ ذی جسم نہین ہے روح ہے واحد ہے عالم عاقل قادر ازلی سرمدی
اکبر اعظم خیر محض طوباني مرید یعنے صاحب ارادہ حافظ الموجودات ہے مرکب اور زمانی اور مکانی اور متغیر
اور محول اور منضبط نہین ہے۔ اُسکا فضل بے انتہا ہے اور قبل وجود اشیا کے سب کا عالم تھا جمیع اشیا
پر قادر ہے۔ اگرچہ پیدا نہ کرے اس لیے کہ علم اور قدرت اُسکی ذات مین داخل ہے ابد سے یعنے علم اور
قدرت قدیم ہین گو تعلقات حادث ہون اور علم و قدرت بلکہ جمیع صفات الٰہی عین ذات الٰہی ہین جس طرح قسیس

قلیس نے تصریح کی ہے کہ جو صفات خلائق کے لیے عرضی ہین وہ اللہ کے لیے واجب لذاتہ ہین اور جو صفات
کرنا لایق ہین موجود ہین وہ غیر اور متفاضل ہین اور اللہ کی صفات عین اور غیر متفاضل ہین اور اللہ مین کوئی
صفت نقصان کی نہین ہے اللہ مین ہر صفت افضل واکمل ہے اب مجھے اس امر کی تشخیص ضرور ہے
کہ اقانیم کا فرض کرنا مستلزم نقصان ذات باری ہے یا نہین اور اقنوم کے فرض سے کوئی محال لازم
آتا ہے یا نہین میرے نزدیک محال ہے بابن ادلہ اول یہ کہ اقنوم ثانی کا فرض کرنا اللہ کے لیے جہل ونادانی
کا مستلزم ہے اس لیے کہ اقنوم ثانی کو علم وحکمۃ کہتے ہین اور بمنزلہ صورت علمیہ جانتے ہین اور جسکا بدن مسیح
مین منتقل ہونا انفکاک عین ذات باری کا مستلزم ہے اور انفکاک مستلزم جہل اور نادانی ہے اس لیے کہ کلمہ اور
علم وحکمت کا تجسم ونتقل جسم مسیح ہونا بغیر امتیاز حقیقی اور انتقال کے متصور نہین ہے - دوسرے یہ کہ اقنوم
ثانی کا فرض کرنا ترکیب اور جسمیۃ الٰہی کا مستلزم ہے اس لیے کہ جب اقنوم ثانی یعنے کلمہ اور علم وحکمۃ مجسم ہوا جیسا
کہ قانون ایمان نیقیہ مین مذکور ہے اور تجسد مین روح القدس اور صفات الٰہی عین ذات ہین یا یون کہیے کہ اقنوم
ثانی عین ذات اقنوم اول ہے تو بمقتضاے اتحاد ذاتی تجسد اور تجسیم اور ترکیب الٰہی لازم آتی ہے جو حسب تشریحات
مصرحہ محال ہے تیسرے یہ کہ اقنوم ثانی کا فرض کرنا بسبب کثرت صفات کے مستلزم کثرت اقانیم ہے اسلیے
کہ جمیع صفات حقیقیہ ثبوتیہ باہم برابر ہین پس جیسا کہ ایک صفت ثبوتی یعنے علم کے لیے علیحدہ اقنوم فرض
کرتے ہو اسی طرح لازم ہے کہ اور سب صفات حقیقیہ ثبوتیہ کے لیے بھی علیحدہ اقانیم فرض کرو ورنہ ترجیح
بلا مرجح لازم آئیگی حالانکہ مسیحی تین سے زیادہ اقانیم کے قائل نہین ہین - چوتھے یہ کہ اقنوم ثانی کا فرض
کرنا مستلزم تعدد ذات ہے اس لیے کہ جب اقانیم کو بسبب خواص متمیز بالذات تسلیم کیا اور تمیز مستلزم تعدد
ہے پس لازم آیا کہ ہر ایک متمیز کو اله مانو - پانچوین یہ کہ اس امر کا قائل ہونا کہ خلق نے عصیان کیے اب نے
ہلاکت اور عقاب ابدی کا ارادہ کیا ابن نے معارضہ کیا اور مجسم ہوکر فہمایش کے لیے آیا اب کے حدوث
اور بے حکمتی کا مستلزم ہے نیز ذات اب اور ابن مین تعدد اور امتیاز حقیقی کا بھی مستلزم ہے اس لیے کہ معارضہ
مین اب کے ارادہ کا مرجوح ہونا اور ابن کے ارادہ کا راجح ہونا مصالح پر بے حکمتی اور بے علمی کی دلیل ہے
اور حدوث کی علامت ہے اور اسیطرح مستلزم تعدد اور امتیاز حقیقی ہے لیکن کیا عجب ہے کہ علماے مسیحی
بے حکمتی اور بے علمی کا التزام کرین اور یون کہین کہ علم مجسم ہوکر علیحدہ ہوگیا اور اب بے علم رہگیا اس واسطے کہ
قول تثلیث اور بے علمی مساوی الاستحالہ ہین چونکہ اقوال علماے مسیحی درباب تثلیت باہم متناقض ہین انھین دلیلون

سے صاحب [illegible] ہوا [illegible] زیادہ وطول [illegible] پایا جاتا
اور علما کے [illegible] متجاوز نہین ہوتے [illegible]
خاص ہے مین لا تکون [illegible] کے خواص ہے قبول وتوجیہ و
تغلیب علی الاب فی المعاندہ [illegible] مغلوب ہوا [illegible]
جہنمی ہونا قبول جسمیۃ کی بدولت اور اسی [illegible] مین مثلاً التوفیق وتوجیہ للابن مغلوبیۃ من الابن فی الارادۃ
علی ہذا القیاس اور نکلتے [illegible] نسبت کا نکالنا تو [illegible] بہی سہل [illegible] ذات کو مع ایک نسبت کے ایک
نسبت دو اور ذات کو دو خواص کے مجموعہ کے ساتھ اور نسبت دو [illegible] مجموعات غیر متناہی اور نسبتین
غیر متناہی نکال سکتے مثلاً کہو فاعلیۃ المغلوبیۃ [illegible] بہی پائی جاتی ہے اور فاعلیۃ التولید والمغلوبیۃ دوسری نسبت ہے
وہکذا الی مالانہایۃ اور یہی دلائل بہ نسبت فرض اقنوم ثالث جاری ہین اور اسکے استحالہ پر دال ہین۔

مبحث دوسری

(اقنوم ثانی کے بیان مین)

اقنوم ثانی کی تشریح وتوضیح مقدمہ مین مذکور ہو چکی ہے اب مجھے اس امر کی تشخیص ضرور ہوئی کہ اقنوم ثانی کی تولید اقنوم اول سے جیسا کہ انکا بیان مسیح مین مجسم اور متشکل ہوا ممکن ہے یا محال میرے نزدیک محال ہے۔ اولاً اسواسطے کہ اقانیم غیر متناہی کا مستلزم ہے وجہ استلزام یہ ہے کہ ابن کو بھی علم ضرور ہے اُسکے واسطے بھی ایک صورۃ علمیہ ہونی چاہیے اسلیے کہ علم صفت کمال ہے اور ہر صفت کمال کا ثبوت ابن کے لیے ضرور ہے۔ پس چاہیے کہ اقنوم ثانی اسکی تولید کا باعث ہو اور یہ صورت علمیہ ابن الابن اور اقنوم الثالث ٹھہری اسی طرح ہم اسمین بھی یہی کہینگے کہ اسکے بھی علم ضرور ہے اس لیے کہ صفت کمال ہے اور جو صورت علمیہ اقنوم ثالث سے یعنے ابن الابن سے پیدا ہوگی ابن ابن الابن کہلائیگی وہکذا الی مالانہایۃ بلکہ یہ لازم آتا ہے کہ روح القدس بھی غیر متناہی نکلین اور سب اقانیم آلہی ٹھہرین اس لیے کہ ہر ایک اب اور ابن سے ایک روح القدس نکلیگا۔ ثانیاً اس لیے کہ اقنوم ثانی کا فرض کرنا جہل آلہی یا دور یا تسلسل کا مستلزم ہے وجہ استلزام یہ ہے کہ اقنوم اول سے اقنوم ثانی کی تولید بلا سبق علم ہے یا بسبق علم شق اول مستلزم جہل ہے اور شق ثانی کی بنیاد پر یہ

سوال ہوگا کہ وہ علم عین اقنوم ثانی ہے یا غیر اول مستلزم دور ہے اور ثانی مستلزم تسلسل ہے اس لیے کہ پھر انمین بھی
سوال ہوتا رہیگا کہ علم العلم بھی علم مغایر متولد ہوا وہکذا الے مالانہایۃ ثالثاً اس لیے کہ اقنوم ثانی یعنے صفت علم
کا مجسم ہونا وجود استقلال کا مستلزم ہے اور وجود مستقلال صفت کا بدیہاً محال ہے تو صفت علم یعنے اقنوم ثانی
کا مجسم ہونا بھی محال ہوگا علی ہذا القیاس ابطال کی ہزارون دلیلین مسیحیون کے اصول موضوعہ پر وارد ہوسکتی ہین
پہ قیاس ثانیاً نفس اصول مذکورہ مقدمہ پر نظر رکھے اور دلائل ابطال نکالتا جاے - اب اقوال علماے مسیحی ملاحظہ
ہوان کہ اریس جو سیس اسکندریہ بعہد قسطنطین شہ ۳۲۵ء مین تھا اقنوم ابن کو حادث اور مخلوق اور موجود
علاوہ کمتر تسلیم کرتا تھا اور اسکا اعتقاد تھا کہ اب قدیم اور ابن جسکو کلمہ کہتے ہین حادث ہے اور اب نے بتوسط
ابن آسمان وزمین وجملہ اشیا پیدا کیے پھر ابن نے روح القدس اور بطن مریم سے ظہور پایا اور مسیح کہلایا اور ابن افضل
مخلوقات ہے اور مسیح مجموعہ کلمہ اور بدن کا ہے جو دونون حادث ہین اور یونومیان اور سیمی ایرئیس اور یوسیبیان
وغیرہ فرقون کا بھی اسی پر ایمان رہا اور ان سب الوہیت مسیح کا منکر ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ عیسائیون
مین بھی یہ اصول ایمان نہین ہے -

بحث تیسری

(اقنوم ثالث کے بیان مین)

اقنوم ثالث کی تشریح بھی مقدمہ مین ہوچکی ہے اب اس امر کی تشخیص باقی ہے کہ اب اور ابن سے اسکی تولید ممکن ہے یا
محال میرے نزدیک بچند وجوہ محال ہے - اول یہ کہ جب اب اور ابن سے اسکی تولید ہوئی اور دو کی جانب
احتیاجات نفی التولید واقع ہوئی تو قدیم نہین ہوسکتا جب قدیم اور مستغنی عن المولد نہین ہے تو اتحاد بذات باری
بھی نہین ممکن - دوسرے یہ کہ اب اور ابن پیدا کرنے مین مستقل ہین یا غیر مستقل بلکہ مجموعہ من حیث المجموع کے لیے
استقلال ہے نفی التولید ہے اول مستلزم تحصیل حاصل ہے - ثانی اب اور ابن کے نقص کا مستلزم ہے -
تیسرے یہ کہ جس مرتبہ ذات مین اب نے ابن کو پیدا کیا اس مرتبہ مین روح القدس کی بھی تولید ہوئی یا نہین
بلکہ اس مرتبہ کے بعد تولید ہوئی - شق اول کی بنیاد پر اقنوم ثالث کی تولید خاص اب سے لازم آتی ہے
نہ اب اور ابن سے اور شق ثانی کی بنیاد پر لازم آتا ہے تعطل اقنوم اول عن ایجاد الاقنوم الثالث و تولیدہ

فی مرتبۃ الذات و تاخر الاقنوم الثالث عن الاقنوم الاول بمرتبتین و ہونہا فی شان الالوہیۃ وخلاف ہے تقدم ہوتے
یہ کہ اگر روح القدس کی تولید اور انبثاق اسد یعنے اقنوم اول سے ہو تو اقانیم غیر متناہیہ اور روح القدس
غیر متناہی لازم آوینگے وجہ لزوم یہ ہے کہ روح القدس جب خود آلہ ہوا تو ضرور ہوا کہ وہ بھی منبثق ہوا ایسے متناہیہ
کو پیدا کرے جو وہ بھی روح القدس کہلاوے ورنہ روح القدس کی الوہیت و اتحاد بذات الٰہی باطل ہو جائیگی اسی طرح
اسمین بھی یہی کہا جائیگا کہ روح القدس ثانی بھی آلہ ہے وہ بھی منبثق ہو وہکذا الی غیر النہایۃ اور واضح ہے کہ تمامی
اعتراضات اور استحالات کا منشا یہ ہے کہ علماے مسیحی باوصف قائل ہونے اتحاد ذاتی کے تولیدات اور خواص
اور نسب مین تینون اقنومون کو متمیز کرتے ہین اور مورد آفات ٹھہرتے ہین اور یہ امر بھی ظاہر ہے کہ جب ہم
ذات الٰہی مین کثرۃ اقانیم باطل کر چکے تو ہمکو خاص کر ابطال اقنوم ثانی اور اقنوم ثالث کی بہی حاجت نہین ہے
لیکن بنظر اتمام حجت انھین کے مسلمات پر گفتگو کیجاتی ہے تاکہ کوئی عذر باقی نرہے۔

خاتمہ

(مسئلہ تثلیث کے بطلان کے بیان مین)

اگرچہ بیان مندرجہ مباحث ثلثہ ابطال تثلیث کے لیے کافی ہے لیکن بپاس خاطر علماے مسیحی مفصلہ ذیل دلائل
اس مسئلہ کے ابطال کی غرض سے بیان کیے جاتے ہین۔ اول یہ کہ جب ابن اور روح القدس کو اب سے
لاہوت حاصل ہوا تو اب دونون سے اکبر ہوا اور ابن روح القدس سے۔ تب اکبر کی نفی کرنا اور اتحاد ذاتی کا
قائل ہونا علماے مسیحی نے کسکی عقل سے اخذ فرمایا ہے۔ دوسرے یہ کہ تولید بذریعہ اتقیاد کے متصور نہین ہے
اور محتاج اور محتاج الیہ کا اتحاد محال ہے۔ پھر باوصف تولید کے قائل ہونے اتحاد ذاتی کا کیونکر مسلم ہو سکتا
تیسرے یہ کہ تولید کا قائل ہونا۔ اور ابن اور روح القدس کا اطلاق کرنا اور پھر اتحاد ذاتی کا مسلم رکھنا ابن کی
اب اور اب کے ابن ہونے کا مستلزم ہے بلکہ روح القدس کے بھی اب ہونے کا مستلزم ہے۔ اور لازم آتا
ہے کہ ابن نے اب کو پیدا کیا بلکہ روح القدس نے دونون کو پیدا کیا وجہ استلزام یہ ہے کہ جب ابن و روح القدس
بذات اب متحد ہوگئے تو ابن اور روح القدس مین بھی فاعلیۃ تولید پائی گئی اور جب اب متحد با ابن ہوا تو اس مین

اور جس سے لازم آتا ہے کہ ہر ایک کا خاصہ نہ ہے چوتھے یہ کہ اختلاف خواص و لوازم اختلاف ماہیت خاصة لہ او ملزوم
کا مستلزم ہے۔ تب باوصف اختلاف خواص و لوازم کے اتحاد ذاتی کے کس طرح قائل ہوتے ہیں پانچویں یہ
قوۃ مولدہ بلاشبہ فضل ہے حالانکہ اقنوم ابن اس فضل سے معرا ہے بلکہ اسکی نقیض یعنے مفعولیۃ التولید کے ساتھ
موصوف ہے۔ پھر مساوات فی المجد و الفضل کہاں رہی چھٹے یہ کہ اسمین لنفسہ ایک اقنوم کافی ہے یا نہیں بصورت
اول باقی اقنوم باطل ہیں اور بشکل ثانی واجب واجب نہیں رہتا اس لیے کہ بقیہ دو اقنوم کی احتیاج لازم آتی
ہے حالانکہ احتیاج وجوب وجود و الوہیت کے منافی ہے۔ ساتویں یہ کہ ابن اور روح القدس میں بھی تین تین
اقنوم لازم آتے ہیں اور لازم حسب اعتقاد مسیحیین کے باطل ہے فالملزوم مثلہ وجہ لزوم یہ ہے کہ جب اقنوم
ثانی اور ثالث متحد بذات باری ہوئے تو جس طرح ذات باری میں تین اقنوم ہیں اسی طرح ابن و روح القدس میں بھی تین
تین ہوئے آٹھویں یہ کہ جیسا اقانیم میں اتحاد فی الذات ہے اتحاد فی جمیع الصفات بھی ہے یا نہیں اگر ہے تو
لازم آتا ہے کہ علم یعنے ابن موصوف بالعلم و قدرت و جمیع صفات ہو اور تسلسل نیز یہ لازم آتا ہے کہ اختلاف خواص
بھی باقی نہ رہے اور اتحاد فی جمیع الصفات نہیں ہے تو باعث اختلاف یا زیادہ شے فی ماہیۃ احد الاقانیم سے ہے
یا نقصان شے عن الاقنوم ہے جو اتحاد ذاتی کا مبطل ہے اور مستلزم ترکیب ہے۔ نویں یہ کہ تینوں اقنوم
موجود بوجود واحد اور متشخص بتشخص واحد ہیں یا بوجودات و تشخصات متعددہ بصورت اولی ایک کے نام کا دوسرے
کے نام سے امتیاز باطل ہوگا اور نیز امتیاز بعض بالنسبۃ الی البعض منتفی ہوگا اور بصورت ثانی اتحاد ذاتی
منتفی ہوگا۔ دسویں یہ کہ اگر مجموعہ بدن اور آلہ کا نام مسیح ہے تو حدوث اللہ کا لازم آتا ہے اس لیے کہ ترکیب بعض
اجزا کا بعض اجزا کی طرف احتیاج کی مستلزم ہے تب مجموعہ ممکن اور محتاج الی العلۃ ہوا اور جو علت کل کی ہوتی ہے وہی جمیع اجزا کی
علت ہوتی ہے تو جیسا کہ جسم مسیح معلول ہوا الوہیۃ بھی معلول ہوئی اور جو شے معلول اور محتاج الی العلت ہو وہ حادث
ہے اور اتحاد حادث کا بذات باری محال ہے اور واضح رہے کہ بعض افرقہ مسیحیہ بعض اقانیم کے متولد ہونے
کے قائل ہوا ان اقانیم کے حدوث ذاتی کا مستلزم ہے پس واجب بالذات کے ساتھ اتحاد ذاتی محال ہے
اور تثلیث ہے یعنی مسیحی قدوس کا لفظ تین مرتبہ ایک دعا میں لانے سے تین اور تثلیث کا اجتہاد کرتے
ہیں اگرچہ بعض علماء مسیحی اس رسم کے جعلی اور الحاقی ہونے کے قائل ہیں لیکن جعلی ہونا اجتہاد و تثلیث میں
کچھ خلل نہیں پیدا کرتا شاید یہ امر اس وجہ سے خوارق عادات و خواص سے ہوگا یہ اجتہاد دیکھو تین مرتبہ
ذکر لفظ قدوس سے اگر تین قدوس اجتہاد کرکے قائل تثلیث ہوئے تو لفظ رب اور الہ کتب مقدسہ میں

ہزار ہا جا وارد ہین اور لفظ آلہ اکثر درسون مین تکرار کثیر آیا ہے پس تثلیث پر ناحق اکتفا کرتے ہین بنظر بطلان اس
اجتہاد کے علماے مسیحی مذکورہ مقدسہ منکر تثلیث اور مبطل الوہیت مسیح ہوے ہین اور فوٹاطوس اور اربوس اور
فوطینوس اور سابیلیوس اور ماقدنیوس اور فرات اور اریاتین منکر لاہوت مسیح ہو کر اس امر کے قائل ہوئے
ہین کہ جو مواضع مستند الیہ قائلین تثلیث کے ہین وہ سب محرف اور مغیر اور الحاقی ہین اور مسیحیون مین یہ اختلاف
سنہ ۲ مسیحی مین واقع ہوا اور مختلف شعب نکلے نسطور کہتا ہے کہ مسیح مین دو اقنوم ہین ایک اقنوم اللہ کا
اور ایک اقنوم انسان کا یہ قول ترجیح کا مستلزم ہے خیر۔ ہر کہ آمد بران مزید نمود۔ اور مارکسیمینوس اور طیخا
اور یوسقوروس اور ساویروس اور ابولینار اقنوم مسیح کو دو اقنومون پر تقسیم کرتے ہین۔ طیخا کہتا ہے کہ
مسیح مین طبیعت بشری اور آلہی مختلط ہین اور ابولینار کہتا ہے کہ طبیعت ابن اللہ یعنے طبیعت اقنوم ثانی جسد
مسیح مین عوض نفس کے ہے اور نفس مسیح کی وہی عقل و روح ہے غرض کہ جو اقوال مشعر بالوہیت مسیح ہین
وہ اس مقالہ مین اور چوتھے مقالہ اور پانچوین مقالہ سے باطل ہو چکے ہین اب ہر ایک قول کے جدا جدا باطل کرنے کی
ضرورت باقی نہین ہے اور ثابت ہو گیا کہ تثلیث کتب مقدسہ سے نہین نکل سکتی ہے جیسا کہ مین نے اوپر بیان
کر دیا ہے اور اسکا بھی خیال رکھنا چاہیے کہ مسیحیون کو بمقابلہ اہل اسلام کے ان کتب مقدسہ کے نصوص سے
بھی استدلال کرنا بیجا ہے چہ جاے کہ جو آیات خفیف اشارہ بھی امر باب المبحث پر نہ کرتی ہین تو استدلال اور زیادہ
نامناسب ہے یہ بحث کرنی کہ ہمارے کتب مقدسہ سے ہمارے علما نے یہی سمجھا ہے باب مناظرہ کو مسدود اور
راہ صواب و سداد کو مفقود کرتا ہے۔ اسلیے کہ مشرکین وغیرہ ہر ملت کے لوگ بھی اپنے عقاید باطلہ کی نسبت یہی کہہ سکتے
ہین کہ ہمارے کتب سے یہی نکلتا ہے اور ہمارے علما یہی سمجھتے ہین فقط

ساتوان مقالہ

اس بیان مین کہ انبیا علیہم السلام کے لیے عصمت ضرور ہے یا نہین اور بجز مسیح کے باقی سب مخلوق مع انبیا عاصی متصور ہو سکتے ہین یا نہین

اہل اسلام کا اعتقاد یہ ہے کہ انبیا علیہم السلام کو بعد بعثت کے کبائر سے عصمت یعنے امتناع صدور المعصیۃ مطلقًا اور صغائر سے عمدًا ضرور ہے اور بعض بعض اقسام صغائر کا صدور سہوًا جائز ہے جسکو زلت کہتے ہین علماے مسیحی کا یہ اعتقاد ہے کہ انبیا کے لیے عصمت ضرور نہین ہے اور عصمت رسالت کی شرط نہین ہے وہ اس سے استدلال کرتے ہین کہ انبیا اور حواریون کے قصورات توریۃ و انجیل مین مذکور ہوے ہین اور مسیح نے انکی رسالت پر گواہی دی ہے پس کوئی بندہ بجز مسیح کے معصوم نہین ہے اور عصمت من جملہ خواص مسیح ہے اب مجھے اس امر کی تشخیص ضرور ہے کہ آیا انبیا مین عصمت حسب تصریح اہل اسلام ضرور ہے یا نہین اور اہل اسلام مسیح کی عصمت کو تسلیم کرتے ہین مگر علماے مسیحی دینداری کا حق ادا کرتے ہین کہ بڑے گناہ معصوم نبی کے سر رکھکر العیاذ باللہ اُسے ملعون کہتے ہین اور جہنم مین بھیجتے ہین اعاذنا اللہ عنہ شاید مسیحیون کے نزدیک ملعون ہونا اور جہنم مین جانا خواص عصمت سے ہے اس لیے کہ تمام انبیا اور سب مخلوق مین ایک ہی معصوم فرض کرتے ہین جسکو ملعون اور جہنمی کہتے ہین اور غیرون کے گناہون کا بار اُٹھانا بھی شاید لوازم عصمت سے خیال کرتے ہون اور صلیب پر لٹکنا شرط رسالت سے ہوگا۔ میرے نزدیک اہل اسلام کا اعتقاد صحیح اور درست ہے اگر نبی کو بعد بعثت عصمت نہو تو خلق اُس سے نفرت کریگی اور اسکا کہنا نہ ماننے کی جھوٹا جانیگی جس سے بعثت کا فائدہ مفقود ہو جاتا ہے اس لیے ضرور ہے کہ اللہ تعالیٰ جس طرح اُسکی تصدیق نبوۃ کی غرض سے اُسکے ہاتھ پر اپنی رحمت سے معجزہ پیدا کرے اسی طرح ضرور ہے کہ اُن گناہ بھی پیدا نہونے دے اور مین پوچھتا ہون کہ منصب نبوت عصمت کا مقتضی ہے یا نہین اگر ہے تو سب نبی معصوم ہین اور اگر نہین ہے تو مسیح کی عصمت بھی ثابت نہین ہوگی اس لیے کہ مسیح بھی من حیث الانسانیۃ نبی تھے نہ من الالوہیۃ اور وہ آیات جنسے بعثت کے بعد انبیا کی نسبت عصیان کا ارتکاب مفہوم ہوتا ہے وہ یا تو زلت اور سہو و خطا پر محمول ہین یا ماول ہین یا تحریفات اور افترا پردازیان ہین کیونکہ مسیحی خود اسکے قائل ہین کہ آیات

توریت و انجیل دو قسم کے ہین ایک قسم واضح و آشکار من قبیل بینات ہین دوسرے غیر بینات جنمین اشکال یا تشبیہ یا کنایہ ہین ایسے آیات تفسیر طلب ہین اور ایسے آیات جو آیات بینات کے مخالف ہین انمین رفع اختلاف کی غرض سے تاویلات ضرور ہین - اور انکی تطبیق واجبات سے ہے چنانچہ اسی اصل کے بموجب مسیحیون نے بھی باب تاویل مفتوح کر رکھا ہے لیکن واضحات و بینات مین تاویل اکثر اور متشابہات مین کمتر ہے اسلیے کہ عدم ظہور معنے الہام کی شناخت سے ہو باوصف کمال عظمت منصب نبوۃ اور وجود توصیف انبیا کے کتب مقدسہ مین آیات مشعرہ بتان و بت پرستی اور کذب فی التبلیغ وغیرہ شنایع انبیا مین بینات کو چھوڑ کر ان آیات مشکلات کو اختیار کرنا بلکہ جو نیچ خلاف عقل و محال بالذات و تمامی اباطیل مین مثل اشعار بالوہیت و ابنیت و ملعونیۃ مسیح و نیز تثلیث و کفارہ نیز مین انکو ظاہر پر رکھنا اور تاویل و تحریف کا قائل نہوتا گویا دین سے عداوت کرنی ہے فقط

آٹھوان مقالہ

اس بیان مین کہ مسئلہ فدیہ و کفارہ حق ہے یا باطل

اہل اسلام کہا کہتے ہیں کہ اللہ تعالے رحیم ہے اپنی رحمت سے جس گناہگار مومن کے گناہ چاہے بخش دے
اسکی توبہ قبول کرے [illegible] پس اگر گناہ کے بدلے عذاب دے تو عین عدل ہے اور اگر [illegible]
رسولون [illegible] تو عین رحمت ہے لیکن شرک اور تکذیب نبی صادق نہیں بخشیگا [illegible] دونون گناہ
موجب عذاب ابدی [illegible] علماء مسیحی اگرچہ اللہ کی رحمت اور قبول توبہ کو [illegible] لیکن تقریر [illegible]
کرتے ہین جو بالکل اسلام کے برعکس اور غلط ہے جسکی توضیح یہ ہے کہ کوئی بشر خواہ نبی ہو یا غیر نبی گناہ [illegible] اور
اللہ تعالے عادل ہے بغیر بدلہ لینے کے نہ چھوڑیگا اور گناہ موجب غضب ابدی ہے اگر کوئی نجات دہندہ
نہو تو ہمیشہ آدمی پر غضب الٰہی رہیگا اور ہر انسان ہلاکت ابدی مین مبتلا رہیگا پس ضرور ہوا کہ انسان کے گناہون
کا کوئی کفارہ ہو تاکہ انسان ہلاکت ابدی سے نجات پاوے اور ضرور ہے کہ وہ فدیہ و کفارہ اس قسم کا ہو جس کو
خدائے عادل قبول کرے اور وہ سب عاصیون کی نجات اور خلاصی کے لیے کافی ہو اور ایسا کفارہ ہونا بھی واجب
ہے کہ تخم آدم نزاد سے نہو اس لیے کہ سب آدمی گناہگار ہین اور گناہگار گناہگار کو نہین چھڑا سکتا بلکہ ضرور ہے
کہ وہ نبی بے گناہ اور معصوم اور کامل اور مقدس ہو اور آدمی سے برتر ہو پس اللہ نے اپنے بیٹے کو گنہگارون کی
رہائی اور نجات کی غرض سے ظاہر کیا جو مجسم ہو کر مخلوق کے پاس آیا اور اُسنے سب کے گناہ اپنی جان پر اُٹھا لیے
اور عاصیون مین شمار ہو کر سب کے بدلے گناہون کی سزا آپ پائی اور سولی پر چڑھا اور مدفون ہوا اور جہنم مین گیا
اور تمام مخلوق کو گناہون سے پاک و صاف کر دیا لیکن سابق اقوال علماء مسیحی سے اس طرح منقول ہے کہ باپ
نے بسبب عصیان کے سب مخلوق کی ہلاکت چاہی اور دائمی عذاب دینا مقرر کیا تھا بیٹے نے معارضہ کر کے
جسم قبول کیا اور بچانے کو آیا اور سب کے نجات کے واسطے آپ کفارہ ہوا اور یہی قول صحیح اور مختار ہے کہ
خدا نے گنہگارون کی رہائی کے لیے از خود بلا معارضہ و مجادلہ کے اپنے بیٹے کو ظاہر کیا کیونکہ خدا شیطان کا
دشمن نہ تھا اور اُسکو اپنا اکلوتا بیٹا دوبھر نہ تھا جو عذاب اٹھانے کو اُسے دنیا مین از خود بھیجا آپ نے اس امر کی
تشخیص ضرور ہے کہ یہ کفارہ ممکن ہے یا محال عقلی ہے میرے نزدیک بسبب دلائل مفصلہ ذیل یہ کفارہ محال ہے

اور علماء مسیحین یہی سراسر غلطی ہے مسئلہ شفاعت کو جو میرے نزدیک بھی مسلم اور یقینی ہے اپنی نافہمی سے کفارہ پر محمول کرتے ہیں اور جمیع انبیا کو گنہگار ٹھہرا کر اپنی امت کی شفاعت سے باز رکھکر خلاف واقع افترا [illegible] اور تقریر کرتے ہیں حالانکہ انکی ساتوین مقالہ مین اسکا ابطال ہو چکا ہے اور بعبارت مطول و مفصل بتا دیا ہے وہم [illegible] مسیح کو تمام مخلوق کے گناہون کا کفارہ ٹھہراتے ہین اور یہ خیال نہین کرتے کہ اس مسئلہ کی تقریر مین باطل [illegible] عبارات کے [illegible] الفاظ نکلتے ہین - اول دلیل اس مسئلہ کے باطل ہونے کی یہ ہے کہ اگر یہ مسئلہ صحیح ہو تو لازم آتا ہے کہ علماء مسیحین کے نزدیک یہودا الاسخریوطی نہایت قابل قدر اور انکے نہایت مشکور ہون اسلیے کہ انہی کی بدولت مسیح کفارہ ہوئے اور تمام عالم کے گناہ معاف ہوئے نہ یہ کہ انکو ملعون کہین اور حواریین کے زمرہ سے خارج کرکے متیاہ کو انکے عوض حواریون مین داخل کرین اور پیلاطس کا درجہ بھی بہت بڑا ماننا بالتخصیص جسنے مسیح کو صلیب پر کھینچا اور بلا حساب بخشا جائے حالانکہ یہ سب لوازم مذہب اعتقاد مسیحیون کے باطل ہین پس ملزوم بھی باطل ہوگا - دوسری دلیل یہ ہے کہ آپ کے قول کے بموجب ضرور ہے کہ کفارہ [illegible] آدم زاد سے ہو تو اب آپ سے یہ دریافت کیا جاتا ہے کہ جناب مسیح من حیث الروح کفارہ ہوئے یا من حیث الجسم من حیث الروح کفارہ ہونا باطل ہے اس لیے کہ روح غیر مجسم شے ہے نیز من حیث الروح آپ کے نزدیک الہ ہین اور الوہیت عبد کی قدرت مین داخل نہین تاکہ اُسے کوئی صلیب پر کھینچے اور عذاب دے سکے جسکے بعد معلوم ہوا کہ من حیث الجسم کفارہ ہوئے اور من حیث الجسم قسم آدم زاد سے تھے جس سے یہ کفارہ ہونا باطل ہوا بالجملہ دونون شقون پر کفارہ نہین ہو سکتا تیسرے یہ کہ مسیح کا کفارہ ہونا بھی خلاف [illegible] ہے بلکہ بڑی بے انصافی و ظلم ہے اس لیے کہ بیگناہ کو پکڑنا اور گناہگارون کو چھوڑ دینا اس سے زیادہ بے انصافی اور کیا ہوگی ہان اگر بے گناہ کی سفارش سے چھوڑ دے تو [illegible] چوتھے یہ کہ مسیح گناہ ہی اُٹھانے اور کفارہ ہونے کی غرض سے تشریف لائے تھے تو صلیب پانے کے وقت چیخنے اور چلانے کیون اور آہ و نالے کی کیون نوبت آئی اور ایلی ایلی لما شبقتنی کیون فرمایا حالانکہ ہر ایک خبردار عاقل بلکہ ہر ایک [illegible] جانتا ہے کہ جو کوئی اپنی خوشی سے اپنے لیے ایک کام معین کرتا ہے اُسمین کبھی چیختا چلاتا نہین پس [illegible] نارضامندی ہے اور نارضامندی مبطل کفارہ ہے - پانچوین دلیل یہ ہے کہ اگر گناہ موجب عذاب ابدی ہے تو لازم آتا ہے کہ معاذاللہ مسیح بھی عذاب ابدی مین بطریق اولے گرفتار رہین اس لیے کہ انھون نے [illegible] گناہگارون کے گناہ اُٹھا لیے ہین اور وہ گناہگار بصورت عدم فدیہ و کفارہ کے عذاب

ابدی اُٹھاتے اسی طرح یہ بھی اُٹھائین العیاذ باللہ جس طرح مسیح اللہ اور انسان کا مجموعہ ہین اسی طرح سب گناہ اور گناہگارون کا بھی مجموعہ ہین۔ چھٹی دلیل یہ ہے کہ تقریر کفارہ کی رو سے یہ لازم آتا ہے کہ اس کفارہ کے پہلے سب انبیا وغیرہ بسبب اپنے گناہون کے عذاب مین گرفتار ہون اور فرعون اور موسے علیہ السلام اور نمرود اور ابراہیم علیہ السلام معاذ اللہ سب دوزخ مین پڑے ہوئے ہون اور اس کفارہ کے بعد سب رہائی پاگئے ہون پس فرعون اور نمرود کے کفر اور موسےٰ اور ابراہیم علیہما السلام کی نبوت مین درباب حفظ عن العذاب کچھ فرق نہوا۔ ساتوین دلیل یہ ہے کہ مسیح نے اپنے زمانہ کے موجودہ انسانون کے گناہ اُٹھائے یا تمامی باشندون کے عام اس سے کہ سابق ہون یا مسبوق۔ اگر اپنے زمانہ کے موجودہ انسانون کے گناہون کا کفارہ ہوئے تو یہ لازم آتا ہے کہ سابق اور لاحق کے واسطے اور کفارہ کی ضرورت ہوگی اور اگر سب کے گناہون کا کفارہ ہوئے جیسا کہ ظاہر ہے تو صفت کا وجود بغیر موصوف کے وجود کے لازم آتا ہے یعنے گناہ کرنے والا موجود نہو بلکہ فنا ہوچکا ہو یا ابھی تک پیدا بھی نہوا ہو اور نہ اُسکا گناہ موجود ہو جسکو مسیح اپنے اوپر اُٹھالین اور یہ بھی لازم آتا ہے کہ جہال بھی نجات پائے حالانکہ یہ بھی باطل ہے پس دونون شقون کی بنیاد پر کفارہ متصور نہین ہوسکتا۔ آٹھوین دلیل یہ ہے کہ اگر یہ کفارہ صحیح ہو تو دور یا تسلسل لازم آتا ہے اسلیے کہ جب مسیح سب کے گناہ اُٹھا کر آپ گناہگار ٹھہرے تو کسی اور منجی کے محتاج ہوے کیونکہ آپ کے اعتقاد کے بموجب ہر گنہگار کے لیے ایک منجی اور کفارہ ضرور ہے پس مسیح علیہ السلام کے واسطے بھی کوئی منجی اور کفارہ ضرور ہوگا ورنہ معاذ اللہ ابد تک دوزخ مین رہتے تین دن کے بعد کبھی نہ نکل سکتے اسی طرح ہم دوسرے منجی اور کفارہ کے باب مین گفتگو کرینگے اگر منجی و کفارات سابقہ مین سے کسی کو کفارہ لاحق کیا جائیگا تو دور ہے ورنہ تسلسل۔ نوین دلیل یہ ہے کہ اگر کفارہ ممکن ہو تو یہ لازم آتا ہے کہ جمیع احکام دینی مثل حدود و قصاص و تعزیرات وغیرہ باطل ہین اس لیے کہ جو جرم سنگین تر صادر ہوگا اُسکی بھی سزا مسیح بھگت چکے ہین اب مجرم کو سزا دینی بڑی بے انصافی ہے حالانکہ مسیحی سزا پاتے اور دیتے ہین جس سے معلوم ہوا کہ کفارہ باطل ہے اور اگر مسیحی یہ عذر کرین کہ کفارہ سے عذاب اخروی ساقط ہوگا نہ دنیاوی گو یہ تخصیص اور عذر مسئلہ کفارہ کے خلاف ہے لیکن اب یہ کہا جائیگا کہ یہ کمال ظلم ہے کہ اللہ ایک چیز کو جرم نہ سمجھے اور اسکے بابت سزا نہ دے اور حکام اُسکی بابت سزا دین مثل مشہور (مدعی و مدعا علیہ) باہم راضی شدند لیکن قاضی راضی نمی شود۔ دسوین دلیل یہ ہے کہ اگر کفارہ صحیح ہو تو یہ لازم آتا ہے کہ کسی کو طاعت و عبادت کی ضرورت نہین ہے اسلیے کہ بسبب کفارہ مسیح کے جملہ انسان کی حیات ابدی اور نجات ابدی ہوچکی اس واسطے کہ باعث حیات

ابدی و نجات سے گناہ تھا جو زائل ہوگیا تو اب عمل خیر اور طاعت کی کیا ضرورت رہی باوجودیکہ حواری بندگی کے
پابند تھے اور طاعت کی انکو تاکید کی گئی تھی۔ گیارھوین[۱۱] دلیل یہ ہے مین پوچھتا ہون کہ مسیح نے بعض گناہ اٹھائے یا کل
گناہ عام اس سے کہ صغیرہ ہون یا کبیرہ اگر بعض گناہ اٹھائے تو بعض دوسرے گناہ کے واسطے کسی دوسرے منجی
اور کفارہ کی احتیاج ہوگی اور اگر کل گناہ اٹھائے تو امور غیر متناہیہ کا وجود دفعۃً واحدۃً لازم آتا ہے اسلیے کہ تمامی
بندون کے گناہ غیر متناہی ہین واللازم باطل فالملزوم مثلہ بارھوین[۱۲] دلیل یہ ہے کہ مسیح کا فہمایش کی غرض سے
مجسم ہونا اور تشریف لانا مبطل کفارہ ہے اسلیے کہ اگر کفارہ ہونے تشریف لائے تھے تو مخلوق کی زیادہ برگشتگی
ضرور تھی تاکہ جلد صلیب نصیب ہوجاتی اور جس کام کو تشریف لائے تھے وہ جلد پورا ہوجاتا نہ یہ کہ آتے کفارہ ہونے کو
اور لگے فہمایش کرنے تاکہ لوگ نصیحت سنین اور عبادت کرین اور کفارہ نہونے دین۔ تیرھوین[۱۳] دلیل یہ ہے کہ کفارہ
ہونے کے ارادہ سے مسیح کا مجسم اور مجسد ہونا مخلوق کی نجات کا موجب نہین ہے بلکہ زیادہ تر عذاب کا باعث ہے
اسلیے کہ یہود نے انکی فہمایش کو کان لگا کر نہ سنا اور تکذیب اور بے ادبیان کین اور مصلوب کیا۔ اور یہ حرکات یہودیین
کے اعتقادات کے بموجب یہود کے زیادہ تر عذاب کا باعث تھے۔ جیسا کہ اناجیل اربعہ ناطق ہین اور نیز ظہور
علامات غضب الٰہی بعد صلیب بھی اسی کی موید ہین پس یہ کفارہ نہ ٹھہرا قیامت ٹھہری کہ گناہ بخشے جانے کی
عوض اَلٹے گناہ گلے پڑے۔ چودھوین[۱۴] دلیل یہ ہے کہ اگر کفارہ صحیح ہو تو یہ لازم آتا ہے کہ مسیح ابن اللہ نہ ٹھہرین بلکہ
محب مین بنا بر اسمہ قرار پائین اسلیے کہ اللہ تعالے کو مجرمون کی زیادہ خاطر منظور ہوئی جو انکے بدلے مین ایک معصوم
کو ملعون کرکے جہنم مین داخل عذاب کیا اور مجرمون کو نجات دی اور جنکی خاطر زیادہ منظور ہو اُنہی کو ابن اللہ ہونا چاہیے
پندرھوین[۱۵] دلیل یہ ہے کہ کفارہ باطل ہے۔ اسلیے کہ تجسد و تجسم کا موجب اور بندون کے گناہ اٹھانے کا باعث
یا مقتضاے رحمت الٰہی ہے یا مکر و فریب اور دونون شقین باطل ہین اسلیے کہ شق اول کی بنا پر تجسد و تجسم و کفارہ
کی حاجت نہین۔ اور شق ثانی موجب نقصان و نیز خلاف عدل ہے۔ سولھوین[۱۶] دلیل یہ ہے کہ کفارہ محال ہے
اسلیے کہ وہ خالق کی مغلوبیت اور مخلوق کے غلبہ کا مستلزم ہے جسکی وجہ یہ ہے کہ جبتک مسیح ابن اللہ و الٰہ رہے
اُسوقت تک بندون پر قادر رہے اور بندے زیر قدرت اور مغلوب رہے اور جب مجسم ہوئے تو خود مغلوب ہوگئے
کہ صلیب پر لٹکے مخلوق کا اس سے زیادہ اور کیا غلبہ ہوگا کہ خالق کو بجبر و تعدی صلیب پر چڑھا دیا۔ سترھوین[۱۷] دلیل
یہ ہے کہ کفارہ باطل ہے اسلیے کہ تجسم اور تذلل اور خواری جو صلیب کے وقت ظہور مین آئی اور ملعون ہونا اور جہنم
مین جانا اور عذاب پانا آیا یہ سب خلاف شان الوہیت ہے یا مقتضی شان الوہیت اگر خلاف شان ہے تو یا مسیح

کی الوہیت یا مسیح کا مجسم ہونا باطل ہے و کلاہما مسلمان عندکم - اور اگر مقتضی شان ہے تو یہ لازم آتا
ہے کہ آپ اور روح القدس بھی مجسم ہون اور اوصاف مذکورہ قبول فرمائین اور فدیہ ہون - و هو ایضا
خلاف معتقد انکے - اٹھارہوین دلیل یہ ہے کہ اگر کفارہ صحیح ہو تو لازم آتا ہے کہ کفارہ ہونیکے بعد نیا اور گو گناہ بخشوانے جائز
نہون و اللازم باطل فکذا الملزوم - وجہ ملازمت حسب تقریر مسئلہ کفارہ ظاہر ہے اور لازم کی بطلان
کی وجہ یہ ہے کہ انجیل متی مین موجود ہے کہ مسیح نے حواریون سے یہ فرمایا کہ تم روح القدس کو جنکے گناہون کو تم بخشواؤ گے
وہ بخشے جاوینگے اور جنکے گناہ تم نہ بخشواؤ گے وہ نہ بخشے جاوینگے - انیسوین دلیل یہ ہے کہ مسیحیون کے اعتقاد کے
بموجب مسیح عدالت کرینگے تب یہ پوچھتا ہون کہ وہ من حیث الجسم عدالت کرینگے یا من حیث الروح - اور کفارہ عدالت
کی دونون قسمون کا مبطل ہے - اسلیئے کہ جب مسیح خود گناہ اٹھا چکے اور عذاب پاچکے اور تمام عالم کو نجات دے
چکے تو پھر اب عدالت کے معنے ہو چکے اب کیا باقی رہا جسکی عدالت کرینگے - نیز یہ بھی لازم آتا ہے کہ آپ بھی اپنے
روبرو سزا پانے کو آئین اسلیئے کہ تمامی گناہگارون کو سزا پانے کے واسطے مسیح کے روبرو حاضر ہونا ضرور ہے
اور مسیح العیاذ باللہ مجموعہ سیئات وعصیان ہین - بیسوین دلیل یہ ہے کہ اگر کفارہ نجات کے لیئے کافی ہے تو لازم
آتا ہے کہ مسیحیون کا کوئی فرقہ باخود دیگر ایک دوسرے کی تکفیر نہ کرے اسلیئے کہ سب فرقہ ناجی ہین نہ کہ فرقہ [illegible]
فرقہ پروٹسٹنٹ کا تھلک کی تکفیر کرتا ہے اور فرقہ کا تھلک فرقہ پروٹسٹنٹ کی تکفیر کرتا ہے اور انکے عذاب
دائمی کا قائل ہے اور اگر نجات کے لیئے کافی نہین ہے تو ایسا کفارہ کفارہ نہوا جو غیر مقبول ہوا - اکیسوین
دلیل یہ ہے کہ مسیح کا کفارہ اللہ نے قبول کیا یا نہین - اگر قبول کیا تو یہ قول مسیح کا حواریون کو کہ جنکے تم گناہ
بخشواؤگے بخشے جاوینگے اور جنکے گناہ تم نہ بخشواؤگے وہ نہ بخشے جاوینگے - خلاف واقع اور جھوٹ ہوگا
اور اگر نہین قبول کیا تو معاذ اللہ ملعونیت رائگان گئی اور صلیب کی تکلیف اور عذاب جہنم کی محنت مسیح کو بے فائدہ
اٹھانی پڑی اور تجسد وتجسم ابن اللہ کا فائدہ لغو ہوگیا اور مخلوق کفارۂ ثانی کی محتاج رہی ہائے مفت مین یہ جان
گئی - بائیسوین دلیل یہ ہے کہ تقریر کفارہ کے بموجب جسکو ہم نے اوپر مصرح طور پر بیان کیا ہے کفارہ کی تخصیص
کسی کے ساتھ نہین ہے اور قدماے مسیحیین کے اقوال سے بھی یہی بات ثابت ہوتی ہے چنانچہ قوانین ایمان
بھی اسپر شاہد ہین کہ مسیح سب مخلوق کے منجی اور سب کے گناہون کے کفارہ ہین اس حالت مین مسیحیون کو
کسی فرقہ اور کسی ملت پر طعن اور الزام کی گنجائش نہین کیونکہ وہ سب شریک نجات وکفارہ مسیح ہین علی الخصوص
اہل اسلام کہ مومن بمسیح ہین - تیئسوین دلیل یہ ہے کہ نبی کا فعل امت کے لیئے واجب ہے یا مباح [illegible]

نبی کرے وہ امت کو بھی کرنا چاہیے - اس تمہید کے بعد مین یہ کہتا ہون کہ کفارہ باطل ہے اگر علماء مسیحیہ
کفارہ کو صحیح جانتے ہین تو بالضرور لازم ہے کہ ایک ایک مرتبہ سب عیسائی بھی اقتداء المسیح جہنم کی سیر کرین
اور ہمی کے لفظ کو برا نجانین بلکہ کہنے والے کے ممنون ہون اسلیے کہ مسیح کے منصب مین اگر شریک کیا تو کیا برا
واللازم باطل فکذا الملزوم خوب صاحب یہ بہت ہی اچھا کفارہ ہے کہ جس مقام سے کفارہ کے
ذریعہ سے بچانا ضرور ہے وہان کی راہ دکھائین یعنے اپنی تمام امت کو جہنم مین جانے کی ہدایت فرمائی اور
اپنی جان مفت مین گنوائی - چوبیسوین دلیل یہ ہے کہ اگر ابن اللہ کا تجسد و تجسم صرف کفارہ اور فدیہ ہونے
کی غرض سے تھا جیسا کہ مسیحی تقریر کرتے ہین تو صلیب کے بعد پھر زندہ ہونا اور مجسم رہنا اور اُسی جسم سے
آسمان پر جانا اور اللہ کے داہنے ہاتھ پر بیٹھنا اور اُسی جسم سے آیندہ عدالت کرنے کی غرض سے آنا باطل ہوتا اور
واقع نہوتا مع انہ قد وقع - پس معلوم ہوا کہ تجسم کفارہ کی غرض سے نہ تھا اور کفارہ منظور نہ تھا پچیسوین
دلیل یہ ہے کہ مسئلہ کفارہ مین مسیحیون کی یہ تقریر کہ اللہ نے اپنا بیٹا گناہگارون کی رہائی اور نجات کے واسطے تمام
کیا اور تمام مخلوق کو گناہون سے پاک صاف کیا باطل ہے - اسلیے کہ بیان ماسبق سے ثابت ہوچکا ہے کہ بیٹا خود
معارضہ کرکے آپ ہی مجسم ہوا اور سب مخلوق کو گناہون سے پاک نہین کیا بلکہ یہود تو زیادہ تر گمراہ اور سخت گناہگار ہوگئے
واضح رہے کہ اس دلیل سے تقریر کفارہ کے صرف بعض مضامین پر معارضہ ہے اصل کفارہ کے ابطال مین چندان
دخل نہین ہے اور اسی طرح تقریر کفارہ کے ہر لفظ اور مضمون پر تعرض ہوسکتا ہے خوف الاطناب - مین معارضہ
نہین کرتا - نیز واضح رہے کہ اس مطلب کے ابطال پر مین ہزارہا دلائل قائم کرسکتا ہون - لیکن جو شخص ذی استعداد
ہے وہ مقالات سابقہ اور دلائل مذکورہ کے بیانات پر پورا غور کرکے مسئلہ کفارہ وفدیہ کے بطلان کا پورا یقین
کرلیگا بلکہ وہ خود بھی اپنی استعداد کے موافق بہت سے دلائل اسکے بطلان پر قائم کرسکیگا اسلیے مین نے
زیادہ طوالت نہین دی اور جو امور کہ اس مسئلہ کے مبنی علیہ مین ان سب کو مین مقالات سابقہ مین باطل کرچکا ہون
صرف حضرت عیسیٰ کا مصلوب ہونا متنازع فیہ باقی رہا جسکی تشخیص مقالات سابقہ مین نہین ہوئی تھی لہذا اس موقع
پر اُسکی تشخیص بیان کیجاتی ہے - کہ حضرت عیسیٰ کی مصلوبیت باطل ہے - اسلیے کہ مصلوب ہونا اور لکڑی پر
لٹکنا حسب تصریح آیات توریت کے مصلوب کی ملعونیت کی مستلزم ہے حالانکہ نبی کی ملعونیت باطل ہے پس
مصلوبیت بھی باطل ہوگی چنانچہ حکماے یونان اور فیلسوف مشرقی اور ہندوستی کا یہ اعتقاد ہے کہ مسیح مصلوبی سے
قبل آسمان پر تشریف لے گئے اور اپون بھی اس امر کا معتقد ہے کہ مسیح مصلوب ہونے سے قبل آسمان پر چڑھ گئے

اور اس مطلب پر علماء مسیحی اکثر آیات کتب عہد عتیق سے استدلال کرتے ہین کبھی کتاب اشعیا نبی کی بعض آیات سے کبھی زبور کی بعض آیات سے اسی طرح اور کتابون کی آیات سے استدلال کرتے ہین حالانکہ یہ بالکل مسیحیون کی غلط فہمی ہے بالفرض اگر ان آیات کو انکے ظاہر معنی پر محمول کرین تو بعض آیات سے صرف اسی قدر ثابت ہوگا کہ نبی معہود کی صلیب اور قتل کا ارادہ کیا جائیگا جس سے وقوع لازم نہین آتا یا یہ کہ منکرین اپنے زعم باطل کے موجب چاہینگے کہ نبی کو قتل کرین او صلیب دین اور ایسا ہی اپنے زعم باطل مین خیال کرینگے نہ یہ کہ در اصل یہ واقعہ وقوع پذیر ہوگا اور بعض آیات سے صرف شفاعت ثابت ہوتی ہے شفاعت کے مسئلہ کو اپنی غلط فہمی سے کفارہ ٹھہرا کر بے موقع تقریرین کیا کرتے ہین اور یہ نہین سمجھتے کہ کتب عہد عتیق یہود ہی کی بدولت عیسائیون تک پہونچین اور یہود ہی کی زبان عبری مین یہ کتابین تھین پس انکے معانی بھی بنسبت عیسائیون کے یہود ہی خوب سمجھتے ہین علماء عیسائی اور مفسرین یہود ہی کاشف معانی کتب عہد عتیق ہین اگر وہ لوگ اس مسئلہ کفارہ کی نسبت عیسائیون کی تقریر مسئلہ کے موجب ذرا بھی اشارہ پاتے تو وہ ضرور اپنی تفاسیر مین یہ تقریر بیان کرتے گو عیسے مسیح علیہ السلام کی نسبت یہ نہ بیان کرتے اسلیے کہ اگر عداوت اور انکار ہے تو حضرت عیسی مسیح علیہ السلام سے نہ دجال علیہ اللعن سے اور وہ ملعون بالضرور مارا بھی جائیگا یہ امر بھی مسلم ہے پس انکا اس طرف اشارہ نہ کرنا اس اجتہاد کے بطلان کی صاف دلیل ہے۔ اور کتب عہد جدید کے جسقدر درس اس مسئلہ کی طرف اشارہ کرتے ہین یا تو وہ سب ماوّل ہین یا مترجمون نے غلطیان کر کے خلاف واقع ترجمہ کیا ہے اگر علماء مسیحی میری تاویلات کو تسلیم کرین تو مین اُن سب درسون کی تاویلات بتادون اور جو تراجم کی غلطی تسلیم کرین تو از ہمہ اولی دیکھو کتاب اشعیا نبی کا تینتالیسوان باب صاف صاف مبطل کفارہ ہے ترجمہ عربیہ ۱۸۴۴ء عیسوی انا ھو الله ولیس یوجد من یخلص غیری ۔ اور اس باب کے ماقبل اور مابعد کی آیات مبطل تثلیث ہین فقط۔

نواں مقالہ

اس بیان میں کہ تصدیق نبوت کے لیے معجزہ کافی ہے یا نہیں بلکہ صرف انجیل کی موافقت نبوت کی دلیل ہے

اہل اسلام کہتے ہیں کہ جس شخص نے نبوت کا دعوے کیا اور معجزہ دکھایا تو اسکی نبوت کی تصدیق ہو گئی اور معجزہ یعنی اظہار خارق عادت ہے جو تصدیق نبوت کے لیے کافی دلیل ہے اور علماے مسیحی کا یہ دعوی ہے کہ تصدیق نبوت کے لیے معجزہ ضرور نہیں ہے اور نہ معجزہ تصدیق نبوت کی دلیل ہے۔ اور نہ کافی دلیل ہے بلکہ صرف انجیل کی مطابقت تصدیق نبوت کے لیے کافی دلیل ہے۔ اسلیے کہ جھوٹے پیغمبر بھی بڑے بڑے معجزہ دکھائینگے۔ واضح رہے کہ اہل اسلام کے نزدیک اصطلاحًا معجزہ اُس شے سے عبارت ہے جسکے ذریعہ سے اُس شخص کے دعوے کی تصدیق مقصود ہو جس شخص نے یہ دعوے کیا ہو کہ وہ خدا کا پیغمبر ہے جیسا کہ شرح مواقف میں مذکور ہے حقیقة المعجزة وهی بحسب الاصطلاح عندنا عبارة عما قصد به اظهار صدق من ادعی انه رسول الله انتهی[1]۔ اور لغةً معجزہ اُسکو کہتے ہیں جسکے سبب سے بحث اور منازعت کے وقت فریق مخالف عاجز اور مغلوب ہو جائے۔ جیسا کہ قاموس میں مذکور ہے۔ ومعجزة النبی ما اعجز به الخصم عند التحدی والهاء للمبالغة انتهی[2]۔ اور بعضے معجزہ کی بدین الفاظ تعبیر کرتے ہیں۔ هی امر يظهر بخلاف العادة علی ید مدعی النبوة حسب ما ادعاه عند تحدی المنکرین علی وجه يعجز المنکرين عن الاتيان بمثله وقالوا عند ظهور المعجزة تحصیل الجزم بصدق النبی بطريق جری العادة بان الله تعالی يخلق العلم بالصدق عقيب ظهور المعجزة وان کان عدم خلق العلم ممکنا فی نفسه[3]

---

[1] ترجمہ ہمارے نزدیک بحسب اصطلاح معجزہ اس سے عبارت ہے جسکے ذریعہ سے اپنے اس دعوے کی تصدیق منظور ہو کہ وہ خدا کا رسول ہے۔

[2] ترجمہ پیغمبر کے معجزہ سے یہ مراد ہے جسکے ذریعہ سے وہ جانب مخالف کو دلیل کے طلب کرنیکے وقت عاجز کر دے اور ہا (ة) مبالغہ کے لیے ہے

[3] ترجمہ معجزہ ایک ایسا خلاف عادت امر ہے جو مدعی نبوت کے ذریعہ سے منکرین کے [illegible] دلیل کے وقت حسب دعوے نبی کے اس طرح ظاہر ہوتا ہے کہ مخالفین ویسا کرنے سے عاجز ہو جاتے ہیں۔ علما کا قول ہے کہ ظہور معجزہ کے بعد عادةً نبی کی جانب کی پوری تصدیق

قول اخیر کا خلاصہ یہ ہے کہ ظہور معجزہ وجود تصدیق کی علت تامہ نہین ہے تاکہ تخلف تصدیق کا ظہور معجزہ سے محال بالذات متصور ہو بلکہ علت عادی ہے یعنے عادۃ اللہ یون جاری ہے کہ ظہور معجزہ کے بعد صاحب معجزہ کی تصدیق پیدا کردیتا ہے اگرچہ پیدا نکرنا فی نفسہ ممکن ہے۔ اور علماے مسیحی معجزہ اسکو کہتے ہین جو آدمی یا کسی اور مخلوق کی قدرت سے وجود مین نہ آئے بلکہ صرف اللہ ہی کی قدرت سے ظہور پذیر ہوا ہے مجھے اس امر کی تشخیص ضرور ہے کہ نبی کاذب سے ظہور معجزہ ممکن ہے یا محال اور معجزہ تصدیق نبوۃ کی کافی دلیل ہے یا نہین۔ میرے نزدیک نبی کاذب سے معجزہ کا ظہور عادتاً محال ہے۔ مصنوعی نبی کے ذریعہ سے ہرگز کوئی معجزہ ظہور پذیر نہین ہو سکتا اسلیے کہ جو شخص نبوت کا جھوٹا دعوے کرے۔ اگر اُسکے ذریعہ سے اللہ تعالے اُسکی تصدیق کی غرض سے خارق عادت ظاہر کرے تو ایسا شخص سچا نبی قرار پائیگا نہ جھوٹا۔ اسلیے کہ مفہوم معجزہ مین تصدیق من ادعی النبوۃ ماخوذ ہے اور بغیر دعوے نبوت کے جو امر خارق عادات ظاہر ہو تو اگر مطیع رسول اور ولی یا صحابی یا حواری سے صادر ہوا تو اُسکو کرامت کہینگے اور اگر کافر سے صادر ہوا ہو تو وہ استدراج ہے۔ قال علمائنا الناقض للعادۃ اربعۃ معجزۃ للنبی وکرامۃ للولی ومعونۃ للعوام واستدراج للسائلہ۔ اور علماے مسیحی کے اصطلاحی معنے کے موجب بھی مصنوعی نبی سے معجزہ کا ظہور عادۃً محال ہے۔ اسلیے کہ اُنکے نزدیک خلق معجزہ اللہ کی قدرت پر منحصر ہے اور اللہ ہی کے پیدا کرنے سے پیدا ہوتا ہے پس عادۃً محال ہے کہ اللہ جھوٹے نبی کے ذریعہ سے معجزہ پیدا کرکے اپنے سچے نبیون کا بھی اعتبار کھووے ورنہ انبیا کی بعثت لغو ہوگی اور صادق اور کاذب کی شناخت کی کوئی علامت باقی نرہیگی۔ اگر علماے مسیحی یہ فرمائین کہ صادق اور کاذب کی شناخت کی علامت انجیل کی مطابقت ہے تو اُسکے جواب مین یہ عرض کیا جائیگا کہ جس زمانہ مین انجیل کی منادی غیر ملکون مین نہین ہوئی تھی یا جن بلاد مین کہ بالفعل کوئی انجیل دان نہو وہان کس طرح سے صادق کی تصدیق ہوگی اور سچے جھوٹے کا امتیاز کیونکر کیا جائیگا اور اس علامت شناخت کی نسبت مین آیندہ بحث کرونگا اور اسکو بالکل باطل کرونگا۔ نیز مین یہ کہتا ہون کہ اگر معجزہ تصدیق نبوت کی کافی دلیل نہو تو انبیا کا اعجاز ایک لغو امر ہوگا اور جو دلیل کہ اُنکے تصدیق دعوے کے لیے کافی

---

۲ ہو جاتی ہے اس طور پر کہ ظہور معجزہ کے بعد ہی خدا اُسکی نبوت کی تصدیق کا علم پیدا کردیتا ہے اگرچہ تصدیق نبوت کا علم فی نفسہ پیدا نکرنا بھی ممکن ہے۔

لہ ترجمہ ہمارے علما کا قول ہے کہ خلاف عادت چار ہین پیغمبر کے لیے معجزہ ہے۔ اور ولی کے لیے کرامت ہے سادہ عوام کے لیے ایک قسم کی معونت ہے اور خدا کے نہ ماننے والے کے لیے استدراج ہے۔

نہو اُسکے دکھانے سکے درپے ہون حالانکہ یہ فعل عبث خلاف منصب نبوت ہے اگر کسی کو یہ شک ہو کہ اگر معجزہ
تصدیق نبوت کی کافی دلیل ہے تو لازم ہے کہ ظہور معجزہ کے بعد کوئی شخص اُس نبی کا منکر نہ رہے باوجودیکہ
بعض کفار کو معجزہ دیکھنے کے بعد بھی انکار رہا اگرچہ تقریر ما سبق سے یہ اعتراض ساقط ہو جاتا ہے لیکن دو وجہ
وجوہ سے بھی یہ اعتراض دفع ہو سکتا ہے۔ ایک یہ کہ ظہور معجزہ فی نفس الامر تصدیق نبوت کی دلیل ہے۔ اگر کوئی
شخص عناداً تصدیق نکرے تو اس سے واقعیت مین کچھ خلل نہین آتا دیکھو وجود مصنوع فی نفس الامر وجود صانع
کی کافی دلیل ہے لیکن دہریوں کے انکار سے یہ نہین لازم آتا کہ مخلوق اسکی وجود کی نفس الامری دلیل نہ رہے
دوسرے یہ کہ کوئی شخص معجزہ کو من حیث ہی معجزہ تصور کرنیکے بعد نبی کی تکذیب نہین کر سکتا ہے اسلیے کہ جب معجزہ
کے لغوی یا اصطلاحی معنی کا تصور کریگا تو یہ بھی بالیقین سمجھیگا کہ اللہ نے مدعی نبوت کی تصدیق کی غرض سے
اس امر کو پیدا کیا ہے جسکے بعد تکذیب کی گنجایش ہی نہین رہیگی البتہ جب معجزہ کو معجزہ نہ سمجھے شعبدہ اور سحر تصور کرے
تو البتہ انکار کی گنجایش ہے اور کفار ایسا ہی جانتے ہین اور علماے مسیحی جو فرماتے ہین کہ معجزہ تصدیق نبوت کی
کافی دلیل نہین ہے اس سے انکی اصلی غرض یہ ہے کہ نبی آخر الزمان صلے اللہ علیہ وسلم کے اثبات نبوت مین عذر
کر سکین پہلے تو ظہور معجزہ سے انکار کرین اسکے بعد جب ظہور معجزات ثابت ہون تو اُسکو تصدیق نبوت کی دلیل ٹھہرانے مین
ایسی باتین سب بیکار ہین بجز ندامت کے کچھ سودمند نہین ہین۔ اب ذرا علماے مسیحی کے اصطلاحی معنی پر لحاظ
کیا جائے کہ معجزہ کے کیسے جامع اور مانع معنے قرار دیتے ہین یعنے صرف اللہ ہی کی قدرت سے وجود پذیر ہو۔
جسکے بعد مسیح اور روح القدس کو بھی معجزہ کہنا چاہیے اسلیے کہ آدمی کی قدرت کو اُنکے وجود مین کوئی دخل نہین اور
آسمان و زمین اور نجوم و کواکب اور اختلاط عناصر سب کو معجزہ کہنا چاہیے لیکن نہ معلوم کہ ان اشیا کو کسکا معجزہ قرار
دینگے اور یہ جو علماے مسیحی نے ایجاد و اختراع فرمایا ہے کہ انجیل کی موافقت تصدیق نبوت کی دلیل ہے اور
یہی تصدیق نبوت کی کافی دلیل ہے۔ نہایت ہی بے اصل بات ہے اسلیے کہ انبیا رسابق کی نبوت کی نسبت
جو عطاے انجیل سے پیشتر تھی۔ بلکہ مسیح کے مبعوث ہونے سے بھی قبل تھی۔ یہ لازم آتا ہے کہ وہ بلا تصدیق ہون
اور کوئی شخص انھین نبی صادق نہ مانے۔ نیز یہ بھی لازم آتا ہے کہ خود مسیح کی نبوت بھی مصدقہ نہو ورنہ دور لازم
آئیگا اسلیے کہ انجیل کی تصدیق مسیح کی تصدیق پر موقوف ہے۔ دیکھیے یہود انجیل کی تصدیق نہین کرتے اسلیے
کہ مسیح کی تصدیق نہین کرتے پس اگر مسیح کی نبوت کی تصدیق انجیل کی تصدیق اور موافقت پر موقوف ہو تو دور
لازم آئیگا۔ نیز یہ بھی لازم آتا ہے کہ جو شخص انجیل کے موافق باتین جمع کرکے نبوت کا دعوے کرے وہ نبی

صادق ہوجائے - نیز یہ بھی لازم آتا ہے کہ عموماً حواریون پر اور خصوصاً پولوس مقدس پر پیغمبر کا اطلاق مسیحیون کے نزدیک صحیح نہو حالانکہ مسیحی حواریون کو پیغمبر مانتے ہین اسلیے کہ بعض نے تو انجیل مسیح کے مخالف تعلیم دی ہے بلکہ پولوس مقدس نے تو تمام انجیل کو درہم برہم کرکے خلاف احکام خدا اور رسول ایک نئی تعلیم ایجاد کی اور انجیل کے سب احکام باطل کر دیے ہین جیسا کہ مقالات سابقہ مین مذکور ہوچکا ہے - فقط

دسوان مقالہ

اس بیان مین کہ معجزہ کا پیدا کرنا نبی کا اختیاری ہے یا نہین اور یہ کہنا کہ مسیح نے بحیثیت الوہیت سے اپنے معجزہ پیدا کیے ہین نہ بحیثیت نبوت صحیح ہے یا غلط

علماء مسیحی کہتے ہین کہ معجزہ پیدا کرنا نبی کا اختیاری فعل نہین ہے اس قول سے علماء اہل اسلام کو مخالفت کرنی ضرور نہین ہے اسلیے کہ اسکے تسلیم کرنے مین کچھ نقصان نہین ہے - اہل اسلام کا صحیح مذہب یہی ہے کہ تمامی اشیا کا خالق اللہ تعالے ہے کوئی اور سوا اللہ کے خالق نہین ہے اور علماے مسیحی معجزہ کے مفہوم مین خلق من جانب اللہ ماخوذ کرتے ہین جیسا کہ اوپر گزرا مگر دوسرا امر یعنے یہ قول کہ مسیح نے بحیثیت الوہیت اپنے معجزہ پیدا کیے ہین نہ بحیثیت نبوت تشخیص کے قابل ہے تشخیص کے بعد واضح ہوا کہ یہ قول بالکل غلط ہے اسلیے کہ جب بحیثیت الوہیت پیدا کیے تو وہ مسیح کا معجزہ نہین کہا جائیگا ورنہ یہ لازم آئیگا کہ اللہ جو کچھ پیدا کرے وہ سب مسیح کا معجزہ کہا جائے لاتحاد المسیح باللہ تعالی - نیز یہ بھی لازم آتا ہے کہ مسیح بحیثیت نبوت مثل اور انبیا کے بے معجزہ ہون یعنے غیر خالق معجزہ اور کوئی وجہ شرف کی بحیثیت نبوت انکو نہو - اسلیے کہ علماء مسیحی شرف کی وجہ مسیح سے معجزات عجیبہ کا ظہور بیان فرماتے ہین - حالانکہ معجزات مثل دیگر انبیا کے اللہ کی مخلوق قرار پاے بلکہ باعتبار مفہوم مطلقہ یہودیون کی بھی مسیح خلق معجزہ مین عاجز رہے - واضح رہے کہ اس تقریر کی بنیاد پر مسیح کی نبوت کی تصدیق پر معجزہ کی گواہی درست نہوگی - بلکہ جیسا کہ معجزہ اور انبیا کی نبوت کی تصدیق کے لیے کافی دلیل نہین ہے اسی طرح مسیح کی نبوت کی تصدیق کے لیے بھی دلیل نہو وهو خلاف معتقد اتهم - مخفی نرہے کہ علماء مسیحی یہ دعا کرتے ہین کہ نبی آخر الزمان صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے معجزہ دکھلانے سے انکار کیا اور فرمایا کہ معجزات اللہ کے پاس ہین پس انسے کوئی معجزہ ظاہر نہین ہوا باوصف اس امر کے بطلان اور مکابرہ بے اصل ہونے کے اب مسیحیون کا یہ ادعا بھی انکے مفید نرہا اسلیے کہ خلق معجزہ کا انکار مسیحیون کے نزدیک درست اور صحیح امر ہے کیونکہ خود عیسائی یہ تسلیم کرتے ہین کہ خلق معجزہ باختیار نبی نہین ہے بعینہ یہ انکار اگرچہ فی نفسہ مثل انکار وجود واجب کے بدیہی البطلان ہے کیونکہ ہونکے خلاف شان متصور نہین ہوسکتا بلکہ واقع توہمات سے ہے فقط

(کیونکہ خدا اور مسیح دونون متحد ہین ترجمہ)

(حالانکہ یہ انکے اعتقاد کے خلاف ہے - ترجمہ)

گیارہوان مقالہ

نبی آخر الزمان سے صدور معجزات اور اُنکی نبوت کے پایہ ثبوت کو پہونچنے کے بیان مین

مسلک اول

(معجزات کے بیان مین)

علماے مسیحی ادعا کرتے ہین کہ نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے معجزات صادر نہین ہوے۔ لیکن اہل اسلام کے نزدیک بتواتر یہ ثابت ہے کہ جسقدر معجزات نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم سے صادر ہوے ہین اور جیسے عظیم اور عجیب معجزات ظاہر ہوے ہین کسی اور نبی سے اسقدر اور ایسے عجیب معجزات ظاہر نہین ہوے ہین۔ اور یہ بھی ثابت کیا جاتا ہے کہ ہر نبی کا معجزہ تا ایام حیات باقی رہا برخلاف نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے جنکے معجزات تا قیام قیامت جاری رہینگے اس لیے کہ انکی امت سے وہ کرامات صادر ہوئین اور ہوتی جاتی ہین اور ہوتی جاوینگی جو اگلے انبیا کے معجزات کے مشابہ ہین جس کی تفصیل یہ ہے کہ جو امر خارق عادت ولی سے صادر ہو اُسکو جب ولی کی طرف منسوب کیا جاے تو کرامت کہلاتی ہے اور جب نبی کی طرف منسوب کیا جاتا ہے تو معجزہ کہلاتا ہے۔ مثلاً مردہ کا جلانا اگر حضرت شمس تبریز یا کسی ولی سے منسوب کیا جاے جس سے کسی ایسے امر کا ظہور ہوا ہے تو اُن بزرگ کی کرامت کہلایگی۔ اور جب ایسے واقعہ کو نبی آخر الزمان سے منسوب کرینگے اس طور پر کہ انکی امت کے ایک ولی سے یہ امر ظہور مین آیا تو یہ کہینگے کہ نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معجزہ ہے پس جب نبی آخر الزمان صلے اللہ علیہ وسلم کے تابعین اور ایک ایک امتی سے خوارق عادات صادر ہوتے ہین تو معجزات نبی سے انکار کرنا بجز عداوت اور عناد کے نہین متصور ہوسکتا مجھے اس امر کی تشخیص ضرور ہوئی کہ اہل اسلام کا قول من جمیع الوجوہ صحیح ہے یا علماے مسیحی کی تشکیک کو بھی اُسمین دخل ہے پس بعد تشخیص بملاحظہ معجزات انبیاے سابق اور مسیح مندرجہ بیبل یہ متحقق ہوا کہ جس طرح نبی آخر الزمان کے معجزات قوت اور صحت سے ثابت ہوئے ہین کسی نبی کے معجزات ایسے نہین ثابت ہوئے اور جیسا ثبوت بتواتر معجزات نبی آخر الزمان صلے اللہ علیہ وسلم مین متحقق ہے کسی نبی کے معجزات مین ایسا ثبوت نہین ملتا علماے مسیحی آفتاب کو ہتھیلی سے چھپانا چاہتے ہین اور جو شقوق نبی آخر الزمان صلعم

کے معجزات مین نکالتے ہین اُنسے زیادہ شقوق مسیح علیہ السلام کے معجزات مین نکلتے ہین مگر وہان ثبوت مین جرح کرتے ہین
اور نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات مین کچھ قدح نہین کرسکتے ہین چنانچہ یہ سب امور مفصل کتاب استفسار سے
بخوبی ظاہر ہوسکتے ہین یہان اُنکا تذکرہ خالی از تطویل نہین ہے واضح رہے کہ نبی آخر الزمان صلے اللہ علیہ وسلم کے
معجزات دو قسم کے ہین۔ ایک من قبیل التصرفات خواہ عالم سفلی مین ہون یا عالم علوی مین جیسے انشقاق القمر اور
تسبیح رمان وعنب اور آمین آمین کہنا دہلیز اور دیوارون کا جب آپ نے اپنے چچا حضرت عباس کو دعا دی۔ اور آپ کے
بلانے سے شہادت نبوت کیلیے درخت کا آجانا جبکہ اعرابی نے آپ سے نبوت کی شہادت طلب کی تھی۔ اور آپ کی اُنگلیون
سے پانی کا جاری ہونا۔ اور اسی طرح کے اور معجزات جو انتہا سے بھی زیادہ ہین گو بعض معجزے بحسب اختلاف طرق روایت
درجہ تواتر لفظی کو نہ پہونچے ہون لیکن اختلاف طرق روایت سے قدر مشترک درجہ تواتر سے ساقط نہین ہوئے اور بعضے
تواتر نہین مفقود ہوئے۔ دوسرے من قبیل غیر التصرفات اُنکی دو نوعین ہین ایک تو اخبار بالغیب جو بہت کثرت سے
ہین اور ہمیشہ مطابق خبر کے واقعات وقوع مین آگئے ہین۔ دوسرے تعجیز یعنے اصحاب بلاغت کا عجز جیسا کہ فصحاے عرب
باوجود زبان دانی اور فصاحت کے انکے شرم دلانے پر بھی چھوٹی سے چھوٹی سورة قرآن شریف کے مانند کوئی سورت
نہ لکھ سکے۔ پس قرآن بھی نبی آخر الزمان صلے اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے جسے معجزہ صرف اسی سبب سے نہین کہتے
ہین کہ اصحاب بلاغت باوصف کمال بلاغت اور ادعاء فصاحت وزبان دانی کے چھوٹی سے چھوٹی سورہ کے مثل
نہ بنا سکے بلکہ اس وجہ سے بھی کہتے ہین کہ اُنھین یہ کہدیا گیا کہ تم سے کبھی کسی طرح مثل قرآن شریف کے چھوٹی سے
چھوٹی سورة کے بھی کبھی کچھ نہین بنسکیگا۔ گو تمھارے معاون بھی تمھاری مدد کرین۔ لیکن باوجود اسکے جب وہ کوئی
سورة نہ بنا سکے۔ اور اُنھون نے اپنے عجز کا اعتراف کیا اور اقرار کیا کہ یہ قول بشر نہین ہے۔ تب ضرور یہ دلیل
اعجاز ہے۔

دوسرا مسلک

(نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت مین بسبب بعض بشارات)

علماے مسیحی کا یہ دعوے ہے کہ نبی آخر الزمان کی نبوت ثابت نہین ہوتی - اور اہل اسلام کا یہ جواب ہے کہ جیسے نبی آخر الزمانؐ کی نبوت ثابت ہے ایسی کسی نبی کی نبوت متعدد طرق سے اسقدر قوت کے ساتھ ثابت نہین ہے مین اس امر کی تشخیص کرتا ہون کہ انکار علماے مسیحی موجب تشکیک ہے یا نہین میرے نزدیک انکار علماے مسیحی باعث تشکیک فی النبوۃ نہین ہے اسواسطے کہ طریق تصدیق نبوت یا معجزہ ہے یا بشارت نبی سابق اُنکے معجزات تو بدرجہ تواتر پہونچ چکے ہین جیسا کہ مسلک اول مین بیان ہوا ہے اور بشارات کی یہ کیفیت ہے کہ باوصف تحریف کثیر اور عناد اہل کتاب کے بیبل مین بشارات کثیرہ ابھی تک موجود ہین گو بعض کی اب تحریف کیجاتی ہے - اور بعض مسیح علیہ السلام پر جمائی جاتی ہین - اور بعض کو بشارت نہین بتاتے ہین - گو صدر اُسکا بحق مسیح علیہ السلام بشارت ہے اور عجز بحق نبی آخر الزمان صلے اللہ علیہ وسلم اُسے براسہ قصہ اور جدا حال کہتے ہین - اہل یہود نے گو بوجہ عناد اکثر بشارات مصرحہ باسم مبارک کتب عہد عتیق سے نکال ڈالین - جنکا اوپر ذکر ہوچکا ہے - لیکن باوجود اسکے اُنھون نے نبی آخر الزمان صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا اقرار کیا - اور جو بشارات کہ بالفعل عہد عتیق مین باقی ہین انکو بحق نبی آخر الزمان صلے اللہ علیہ وسلم تسلیم کیا - لیکن وہ بوجہ عناد یہ کہتے ہین کہ نبی آخر الزمانؐ خاص عرب پر مبعوث ہوے ہین نہ جمیع ما بین الشرق والغرب پر جیسا کہ یہود مین سے علماے فرقہ عیسویہ کا اعتقاد ہے - علماے مسیحی جن بعض بشارات کو غصبًا مسیح کے حق مین بتاتے ہین وہ صاف وصریح بقرائن موجودہ خاص نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی یقین کرتے ہین جنکی تفصیل کتب معتقدین اہل اسلام مین موجود ہے - اور کتاب استفسار مین بھی بعض بشارات مع وجہ دلالت علی التعیین مذکور اور مسطور ہین اجمالاً مین بعض بشارات کا ذکر کرونگا اور کتب عہد جدید مین بھی باوصف تحریف کے بعض بشارات بحق نبی آخر الزمان صلے اللہ علیہ وسلم موجود ہین جو نبی آخر الزمان کے بعض اوصاف سے مسیحیون کی ناواقفیت کے سبب سے ابھی تک حذف سے محفوظ ہین جس طرح کہ کتب عہد عتیق مین یہود کی ناواقفیت سے بعض بشارات بیچ رہے ہین علماے یہود و مسیحی نے بعد قبول اسلام اس قسم کے بہت بھید کھولے ہین جن سب کی تفصیل خالی از تطویل نہین ہے بموجب تصریح کتب عہد عتیق کے علامت نبی صادق کی یہ ہے - کہ اُسکی

پیشین گوئی پوری ہو کبھی جھوٹ نہ نکلے اور نبی کاذب کی شناخت یہ ہے کہ اسکی بات پوری نہو ملاحظہ ہو سفر خامس تورات کا اٹھارھوان باب جسمین یہ لکھا ہے اور یہ امر بخوبی ثابت و متحقق ہے کہ ہزارہا پیشین گوئیون مین سے ایک بھی پیشین گوئی نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی آج تک خلاف فرمانے کے واقع نہین ہوئی ۔ پس ثبوت نبوت مین کیا شک رہا اب اُن بشارات کو مجملاً بیان کیا جاتا ہے جو تفصیل وار کتاب استفسار وغیرہ مین مع وجہ استدلال مرقوم ہین دیکھو سفر پیدایش کا سولھوان باب اور کتاب استثنا کا اٹھارھوان تینتیسوان باب زبور کا پینتالیسوان اور سترھوان اور ایکسو بارھوان اور ایک سو انچاسوان باب کتاب اشعیا نبی کا چالیسوان اور بیالیسوان اور اکیاون اور باون اور چون اور ساٹھ اور پینسٹھوان باب کتاب دانیال کا ۔ دوسرا باب جنمین صاف وصریح بحق نبی آخرالزمان صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم بشارت ہے اور انجیل متی کا بیسوان باب اور اکیسوان باب اور انجیل یوحنا کے چودھوین اور پندرھوین اور سولھوین باب اور مکاشفات یوحنا کے پہلے باب مین خاص بحق نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم بشارت ہے ۔ اور واضح رہے کہ بشارات بحق نبی آخرالزمان صلے اللہ علیہ وسلم بیبل مین بکثرت اب بھی باقی ہین ۔ علماے متقدمین نے اُنکی تفصیل مع وجہ استدلال و وجہ دلالۃ علی الیقین ارقام کی ہے ۔ اور بعض بشارات خاص میرے ذہن مین بحق نبی آخرالزمان صلے اللہ علیہ وسلم کتب عہد عتیق سے مستنبط ہوئے ہین اگر علماے مسیحی بنظر انصاف اُنکی خواہش کرینگے تو جواب الجواب مین لکھونگا اسقدر لکھنے سے مجھے امتحان حق شناسی سخن فہمی علماے مسیحی منظور ہے ۔ ان بعض بشارات کی وجہ استدلال و وجہ دلالت کتاب استفسار وغیرہ مین مفصل موجود ہے اسلیے بخیال اختصار اسی پر اکتفا کیا گیا ۔ اگر انکے سوا اور بشارات مصرحہ متقدمین لکھی جائین تو تفصیل مضمون آیات اور وجہ استدلال اور وجہ دلالت لکھنے مین بہت طوالت ہوتی ۔

تیسرا مسلک

نبی آخر الزمان کی نبوت مین بحسب اقوال کاہنان و ہاتف

جس طرح علماء مسیحی مسیح علیہ السلام کی نبوت کے اثبات مین معجزات اور بشارات اور اقوال سیلات عمدہ بیان کرتے
ہین اسی طرح اہل اسلام نبی آخر الزمان کی نبوت کے وجہ ثبوت مین یہ امور پیش کرسکتے ہین معجزات اور بشارات
مسلک اول اور ثانی مین مجملاً بیان ہوے مختصر البعض اقوال کاہنان اور بعض اقوال ہاتف کے اس مسلک
مین بیان کیے جاتے ہین منجملہ اقوال کاہنان ایک یہ ہے کہ لہیب ابن مالک نے خطر کاہن سے نقل کی
کہ جس وقت تارہ آسمان کا ٹوٹا تو خطر بن مالک نے کہا اصابہ اصابہ خامرہ عقابہ عاجلہ عذابہ احرقہ
شہابہ زائلہ جوابہ یا ویلہ ماحالہ بلبلہ بلبالہ عاودہ خبالہ تقطعت حبالہ و غیرت احوالہ ثم
امسک طویلا ثم قال یا معشر العرب بنی قحطان اخبرکم بالحق و البیان اقسمت بالکعبۃ
و الارکان و البلد المؤتمن السکان قد منع السمع عتاۃ الجان بثاقب بکف ذی
السلطان من اجل مبعوث عظیم الشان یبعث بالتنزیل و القرآن و بالھدی و فاصل
الفرقان یبطل بہ عبادۃ الاوثان قال لہیب فقلنا لہ یا خطر انک لتذکر امرا عجیبا فماتری
لقومک قال اری لقومی ما اری لنفسی ان تتبعوا اخیر نبی الانس برھانہ مثل شعاع الشمس
یبعث فی مکۃ دار الحرم محکم التنزیل غیر اللبس فقلنا لہ یا خطر و ممن ھو فقال و الحیوۃ
و العیش انہ لمن قریش ما فی حکمہ طیش و لا فی خلقہ غیش یکون فی جیش و ای جیش
من آل قحطان و آل ذلش فقلنا لہ بین لنا من ای قریش ھو فقال و البیت ذی الدعایم
و الرکن و الاحایم انہ لمن نجل ھاشم من معشر اکارم یبعث بالملاحم و قتل کل ظالم ثم
قال ھذا ھو البیان اخبرنی بہ رئیس الجان ثم قال اللہ اکبر جاء الحق و ظھر و انقطع
عن الجن الخبر ۔ ترجمہ وہ لگا وہ لگا عذاب مین سن گیا جلد سزا ملی شہاب نے اُسکو پھاڑ ڈالا اُسکے جواب نے اُسکو
تباہ کردیا ہاے اُسکا کیا حال ہے۔ اُسکے غم نے اُسکو پریشان کردیا پھر پھر کے اُسکو تباہی آئی اُسکی رسیان کٹ گئین
احوال اُسکا بدل گیا۔ اسکے بعد وہ دیر تک چپکا رہا پھر اُسنے کہا اى عرب کے لوگون قحطان کی اولاد تمکو صاف خبر دیتا

تمکو دیتا ہون قسم ہے مجھکو کعبہ اور ستونون کی اور اس شہر کی جسکے رہنے والے سے خوف ہین تحقیق ہے کہ سننا موقوف ہوگیا جنون کا صاحب قوت کے ہاتھ سے ثاقب کے لگنے کی وجہ سے جسکی وجہ ایک عظیم الشان پیغمبر کا مبعوث ہونا ہے جو تنزیل قرآن اور فرقان محترم کے ساتھ مبعوث ہوگا اور اُسکی وجہ سے بتون کی پرستش باطل ہوجائیگی - ابیسہا کا بیان ہے کہ مین نے اُس سے کہا اے خطر تو اپنی قوم کے لیے ایک عجیب بات بیان کرتا ہے تیری کیا رائے ہے اُسنے جواب دیا کہ جو مین اپنے لیے رائے رکھتا ہون وہی اپنی قوم کو رائے دیتا ہون کہ بہترین اولاد انسان کی پیروی کرو اُسکی دلیل مثل شعاع آفتاب ہے جو مکہ مین ہوگا سخت دلیر خاندان سے صاف تنزیل کے ساتھ جسمین وعدہ وعید ہوگا پس ہمنے اس سے کہا کہ وہ کون شخص ہوگا کہا کہ قسم ہے مجھکو اپنی جان اور زندگی کی وہ قریش سے ہوگا اُسکے احکام مین خطا نہ ہوگی نہ اُسکی خو مین عیب ہوگا اُسکے ساتھ لشکر ہوگا اور کون لشکر اولاد قحطان اور اولاد ودیش کا لشکر ہمنے اس سے کہا کس قریش سے وہ ہوگا کہا قسم ہے مجھکو بتون والے گھر کی کہ وہ اولاد ہاشم سے ہوگا جو صاحب زنگ ہین جنگ وجدال کے ساتھ ہر ستمگار کے قتل کرنے کے لیے مبعوث ہوگا پھر کہا کہ یہ بیان وہ ہے جسکی خبر مجھے جنون کے سردار نے دی ہے پھر کہا اللہ بڑا ہے حق آیا اور ظاہر ہوا اور خبر جنون سے موقوف ہوگئی۔

ایک وہ ہے جو مغیرہ بن الاخنس الثقفی سے منقول ہے کہ امیر ابن الصلت کاہن سے ثقیف کاہن نے ستارہ ٹوٹنے کا حال دریافت کیا اور اُسنے جواب دیا جسکا قول مطابق قول سابق کے ہے یعنے بشارت مولد نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیان کی - اور ایک وہ ہے جو ملک ربیعہ بن مضر لخمی کی تعبیر خواب مین سطیح کاہن نے بیان کیا تھا - فقال سطیح احلف بما بین الحرتین من حنش لیتطئن ارضکم الحبش و لیملکن ما بین ابین الی جرش فقال الملک وابیك یا سطیح ان ھذا لغایظ موجع فمتی یکون اتی زمانی ام بعدہ فقال بل بعدہ حین اکثر من ستین او سبعین یمضین من السنین ثم یقتلون و یخرجون منھا ھاربین قال ومن الذی یلی ذلك من قتلھم و اخراجھم قال یلیہ ابن ذی یزن یخرج علیھم من عدن فلا یترك احدا منھم بالیمن قال افیدوم ذلك من سلطانہ ام ینقطع قال و من یقطعہ قال نبی زکی یاتیہ الوحی من العلی قال وممن ھذا النبی قال من ولد غالب بن فھر بن مالك بن النضر یکون الملك فی قومہ الی آخر الدھر قال الملك و ھل للدھر من آخر یا سطیح قال نعم یوم یجمع اللہ فیہ الاولین والاخرین ویسعد فیہ المحسنون ویشقی فیہ المسیئون قال الملك احق ما تخبرنی یا سطیح قال نعم والشفق والغسق والقمر اذا اتسق ان ما اخبرك بہ لحق

ترجمہ۔ سطیح نے کہا مجھکو قسم ہے سب ناگون کی جوان دونون سنگستانون مین ہین کہ حبشی تمھاری سرزمین مین اُترینگے اور ابین سے
جرش تک کے مالک ہوجاوینگے۔ بادشاہ نے کہا مجھکو تیرے باپ کی قسم اس خبر سے مجھکو غصہ آتا ہے اور رنج ہوتا ہے
پس یہ کب ہوگا میرے زمانہ مین یا بعد کو کہا تھوڑے زمانہ کے بعد جب ساٹھ یا ستر برس گزرجاوینگے پھر وہ مارے
جاوینگے اور یہان سے نکال کے بھگا دیے جاوینگے اُسنے کہا انکو کون مارے گا اور نکلوائیگا کہا ذی یزن کا بیٹا
جو عدن سے خروج کریگا وہ انمین سے کسی کو یمن مین نہ چھوڑیگا اُسنے کہا کیا انکی سلطنت ہمیشہ رہیگی یا منقطع ہوجائیگی اور
کون اُسکو قطع کریگا اُسنے جواب دیا کہ ایک پاک نبی جسکے پاس خداوند تعالے کے پاس سے وحی آویگی اُسنے پوچھا نبی
کون ہوگا اُسنے جواب دیا کہ غالب بن فہر بن مالک بن نضر کی اولاد مین سے ہوگا انکی بادشاہی انتہائے زمانہ تک
رہیگی بادشاہ نے کہا اے سطیح کیا زمانہ کی انتہا بھی ہے کہا ہان جسدن اللہ اگلے لوگون اور پچھلے لوگون کو جمع کریگا جسمین
نیکوکار ارجمند ہونگے اور بدکار بدبخت ہونگے بادشاہ نے کہا اے سطیح جو تو کہتا ہے کیا سچ ہے کہا ہان مجھکو قسم ہے
شفق تاریکی وماہ منتظم کی کہ جو کچھ مین تجھکو خبر دیتا ہون حق ہے۔ اور ایک وہ ہے جو شق کاہن نے اُسے خواب کی تعبیر
مین بیان کی عبارت اور فقرات باہم مختلف ہین مگر اصل مضمون جواب کا جواب سطیح کاہن کے مطابق ہے اور اسیطرح
ہزارہا اقوال کاہنون کے مبشر نبوت نبی آخر الزمان صلے اللہ علیہ وسلم ہین جس سے کتب متقدمین بھرے ہوئے ہین
بخوف طوالت اس مختصر مین سب کا تذکرہ مناسب نہین خیال کیا گیا۔ اور بعض اقوال ہاتف مین سے ایک وہ ہے
جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے سبب اسلام حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ مین بیان کیا ہے۔ انہ توجہ
لما صمنہ القریش من قتل النبی صلی اللہ علیہ وسلم فتلقیہ قوم من خزاعۃ قد اعتمد واصنمالہم یریدون ان
یتحاکموا الیہ فقالوا لعمر ادخل معنا لنشھد الحکم فدخل معھم فلما مثلوا بین یدی الصنم
سمعوا ھاتفا یقول یا ایھا الناس ذو الاجسام ما انتم وطایش الاحلام ومسندا لحکم
الی الاصنام اصبحتم کراتع الانعام اما ترون ما اری اماہی من ساطع یجلو دجی الظلام قد
لاح للناظر من تہام وقد بدی للناظر الشامی محمد ذو البر والاکرام اکرمہ الرحمن من امام
قد جاء بعد الشرک بالاسلام یامر بالصلوۃ والصیام والبر والصلات للارحام
یزجر الناس عن الاثام فبادروا سبقا الی الاسلام بلا فتور وبلا احجام قال فتفرق القوم
عن الصنم ولم یحضر یومئذ احد الا اسلم ؀ ترجمہ۔ قتل آنحضرت قریش کی طرف سے لینے
ذمہ مین لیکر عمر چلے اور گزر انکا خزاعہ کے کچھ لوگون پر ہوا جو اپنے بت کے پاس فریاد کرنے اور حکم لینے جاتے تھے

انھوں نے عرشے سے کہا ہمارے ساتھ اندر چلو تم کرتے دیکھو وہ اندر لگے ماتھ گئے جب بت کے سامنے سب چپ کھڑے ہوئے تو ایک ہاتف کو کہتے سنا کہ اے اصنام والے لوگو تمکو بیہودہ خیالوں سے اور بتوں کے پاس نالش کرنے سے کیا کام ہے تم مانند پرندہ چوپاؤن کے ہوگئے ہو ارے کیا تم نہیں دیکھتے ہو جو مین اپنے سامنے دیکھتا ہون کہ ایک نور روشن ہے جو تاریکی کی سیاہی کو دور کرتا ہے شام سے دیکھنے والے پر ظاہر ہو گیا ہے شامی کے دیکھنے والے پر ہویدا ہو گیا ہے۔ محمد صاحب نیکی و بزرگی مین خدا نے انکو بزرگ کیا ہے۔ کہ وہ سردار ہین جو بعد زمان شرک کے اسلام کو لائے ہین۔ نماز و روزہ کی ہدایت فرماتے ہین اور نیکی اور صلہ رحم کا حکم کرتے ہین اور لوگون کو گناہون سے منع کرتے ہین جلدی کے ساتھ اسلام کی طرف دوڑو دوستی نکرو شہر دشمنین پس لوگ بت پاس سے متفرق ہو گئے اور اسدن اُس بت کے پاس کوئی ایسا نہین آیا تھا جو اسلام نہ لایا۔ آور منجملہ اقوال ہاتف ایک وہ ہے۔ جو حضرت ابن عباس سے منقول ہے کہ حضرت عمر اپنی ہمشیرہ زوجہ سعید بن زید کے گھر تشریف لے گئے۔ اور اپنی بہن کے اسلام کا امتحان کیا۔ اور قرآن شریف سُنے۔ اور شب کو اُنکے گھر سوئے اور صبح کو اُنسے پوچھا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہان رہتے ہین اور اُنھون نے بیان کیا کہ حضرت ابن ارقم کے گھر تشریف رکھتے ہین۔ فخرج من بیت اختہ و اضعا سیفہ علی عاتقہ فلقیہ رجال من بنی سلیم قد سافروا الی صنم لھم لیحکم بلینھم اسمہ الضمار فدعوا عمر رضی اللہ عنہ الی الدخول معھم ففعل فلما قاموا بین یدی الصنم سمعوا ھاتفا من جوفہ یقول شعرا ودی الضمار وکان یعبد مرۃ قبل الکتاب بعث محمد ان الذی ورث النبوۃ والھدی بعد من ھریم من قریش مھتدی سیقول من عبد الضمار واشبھہ لیت الضمار وشبھہ لم یعبد واصبر یاحفص قلیلا انہ یاتیک عز فوق عز بنی عدی ابشر یاحفص بدین صادق تھدی الیہ وبالکتاب لمرشد لا تعجلن فانت ناصر دینہ حقا یقینا باللسان وبالید ترجمہ عمر گذشتہ پر تلوار رکھکر اپنی بہن کے گھر سے نکلے انکو کچھ لوگ بنی سلیم کے ملے جو اپنے ایک بت کے پاس جسکا نام ضمار تھا فیصلہ کروانے جاتے تھے۔ اُنھون نے عمر کو بلایا کہ اُنکے ساتھ اندر چلین اُنھون نے ایسا ہی کیا جب یہ سب بت کے سامنے کھڑے ہوئے تب اُنھون نے ایک ہاتف کو اس بت کے اندر سے کہتے سنا تارت ہو ضمار کہ ایک زمانہ تک قبل نزول قرآن اور بعثت محمد پرستش کیا جاتا تھا جو بعد ابن مریم کے نبوت اور ہدایت کا مالک ہوا جو قریش مین سے ہدایت یافتہ ہے عنقریب وہ لوگ کہ

ضمار وغیرہ کی عبادت کیا کرتے تھے کہینگے کہ کاش ہم ضمار وغیرہ کی عبادت نہ کرتے اے ابوحفص تھوڑے دنون صبر کر یقینا تو بعد ہماری عزت سے بڑھکر تجھکو عزت حاصل ہوگی اے ابوحفص بشارت ہو تجھکو سچے دین کی جسکی طرف تجھکو پہنچیگا بہت جلدی اور بشارت ہو تجھکو راہ بتانے والی کتاب کی جلدی نکر کہ تو حقیقۃ یقینی زبان اور ہاتھ سے تو سنگا مد دکھلائیگا اور اسی طرح اور بہت سے اقوال ہاتفون کے ہین جو اصنام سے ظاہر ہوئے ہین اور سوا اصنام کے اور مقامات مین مسموع ہوئے ہین کتب متقدمین مین وہ سب مذکور ہین بقصد اختصار اس رسالہ مین انکا تفصیلی تذکرہ نہین کیا گیا۔ لیکن جس قوت سے نبی آخر الزمان کی نبوت ثابت ہوئی ہے کسی نبی کی نبوت اس قوت اور متعدد قوی طریقون سے نہین ثابت ہوئی۔

مقصد

باب اول

(ان بشارات کی توضیح و تشریح مین جو کہ عہد عتیق مین وارد ہوئے ہین)

پہلی بشارت کی توضیح جو سفر خلیفہ کے سولھوین باب مین واقع ہے ۔ ہاجرہ سے اسکو کہا کہ آگاہ ہو تو حاملہ ہے اور عنقریب جنیگی اور اسکا نام اسمٰعیل رکھے گی ۔ اللہ نے تیری دعا سن لی ۔ اپنی طرف سے ۔ تیری سختی اور پیاس کیوجہ سے ۔ اور وہ وحشی ہوگا لوگون سے ۔ اور اسکا ہاتھ سب مین ہوگا ۔ اور سب کا ہاتھ اسمین ہوگا اور اسکے پاس اسکے سب بھائی حاضر ہونگے اور سب وہین سکونت اختیار کرینگے ۔ مطبوعہ سنہ ۱۸۱۱ع) یہ بشارت خاتم النبیین کے حق مین ہے کیونکہ اسمٰعیل ایسے نہ تھے کہ انکا ہاتھ سب کے ہاتھ مین ہو اور سب کا ہاتھ انکے ہاتھ مین ہو کیونکہ انکے بھائیون نے انکی طرف ہاتھ نہین پھیلایا ۔ اور کسی [illegible] یہ منقول نہین ہے کہ آخر تک انکی اولاد اسمٰعیل اور انکی اولاد ۔ سرنگون ہوتے ہوئے [illegible] ہونگے [illegible] ہمیشہ [illegible] ہی مین رہی ہے کہ خدا نے خاتم النبیین کو مبعوث فرمایا [illegible] ہاتھ پھیلایا اور انکا اور نبی اسمٰعیل کا ہاتھ [illegible] ہاتھ مین ہوگیا ۔ پس اس آیت مین [illegible] ہوگا ۔ لیکن مقصود اس سے اسکا ولد خاتم النبیین ہے [illegible] کے اکثر مقامات مین یعقوب کا ذکر ہے حالانکہ انکے ذکر سے انکی اولاد مقصود ہے ۔ کیونکہ [illegible] کی متعدد آیات ہین کہ اسرائیل نے ہمکو نہین پہنچانا اور یہ بات ظاہر ہے کہ اسرائیل [illegible] سے ۔ پس مقصود اسرائیل سے انکی اولاد ہے یعنے بنی اسرائیل نے ہمکو نہین پہچانا ۔ پس اسی طرح اس موقع پر بھی یہ معنی ہونگے کہ اللہ تعالے اسمٰعیل کی اولاد سے ایک ایسا نبی مبعوث فرمائیگا جسکی شریعت عام ہوگی اور وہ کافۂ انام کے لیے رسول ہوگا ۔ محرفین یہود اور نصاری نے مختلف طور پر اس آیت کو متغیر کردیا ہے ۔ ایک ترجمہ دوسرے کے موافق نہین ہے اور یہ بات اس شخص پر پوشیدہ نہین ہے جو کہ عربی اور فارسی اور ہندی ترجمون

کو بنظر غور دیکھے اور وہ ترجمہ جسکو ابو ہاشم نے اپنی کتاب مین لیا ہو اُسکی یہ عبارت ہو - کہ ؛ اور اُسکو فرشتہ
نے کہا کہ تو حاملہ ہو - اور عنقریب بچہ جنیگی - اور تو اُسکو اسمعیلؑ کے نام سے پکاریگی - کیونکہ اللہ تعالی
نے تیری بندگی قبول کی - اور وہ لوگون سے وحشی ہوگا - اُسکا ہاتھ سب کے ہاتھ پر ہوگا - اور سب کا
ہاتھ اُسکے ساتھ ہوگا - اپنے تمام بھائیون پر مہربان ہوگا - اور دوسرے ترجمہ مین یہ ہو کہ وہ سب امتون
مین بڑا ہوگا - اور اُسکا ہاتھ سب کے ہاتھ پر ہوگا - اور دوسرے ترجمہ مین یہ ہو کہ اُسکے ہاتھ سب پر ہونگے
اور سب کے ہاتھ نہایت عاجزی کے ساتھ اُسکے سامنے پھیلے ہوئے ہونگے - اور اُسنے اس سے
خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت پر استدلال کیا ہو - کیونکہ اسمعیلؑ نہ اپنے تمام بھائیون پر مہربان
ہوئے - اور نہ اُنکے بھائیون نے عاجزی سے اُنکے سامنے ہاتھ پھیلایا - اور نہ اُسکا ہاتھ اُنکے
ہاتھون کے اوپر تھا - اور نہ اُنکا ہاتھ ہر ایک کے ہاتھ پر تھا اور نہ ہر ایک کا ہاتھ اُنکے ساتھ تھا - پس اس
ذکر سے ولد اسمعیلؑ مقصود ہو اور وہ خاتم النبیینؐ ہین - کیونکہ جسقدر اوصاف ذکر کیے گئے ہین بجز
خاتم النبیینؐ کے اور کسی نبی اسمعیلؑ مین نہین پائے جاتے - اور اسی سفر کے دوسرے ابواب مین
بھی خاتم النبیینؐ کے بارہ مین بشارتین ہین جنکو متقدمین نے اپنی کتابون مین ذکر کیا ہو جو شخص اُنسے
مطلع ہونا چاہتا ہو وہ اُن کتابون کا مطالعہ کرے -

دوسری بشارت کی توضیح جو سفر استثنا کے اٹھاروین باب مین واقع ہو = تیرے بعض بھائیون سے
مثل تیرے جو نبی کہ مین مقرر کرونگا اُنکے لیے - اُسکو مین اپنے کلام تلقین کرونگا - پس جسقدر مین اُسکو
حکم دونگا - اُن سب کے ساتھ وہ اُنکو مخاطب کریگا - مطبوعہ سنہ ١٨١١ع - اور یہ بشارت خاتم النبیینؐ
کے حق مین نص کے مانند ہو - اور اُسمین ایسے قرائن ہین جو خاصکر خاتم النبیینؐ کی نبوۃ اور بعثت پر دلالت
کرتے ہین - نہ اُسکے سوا کسی اور نبی پر جیسا کہ یہود نے اسکو یوشعؑ کے حق مین خیال کیا ہو - اور نصاری
نے اُسکو مسیحؑ کے بارہ مین گمان کیا ہو - منجملہ قرائن والہ کے ایک قرینہ یہ ہو کہ = تیرے بعض بھائیون مین سے
وارد ہوا ہو - کیونکہ اور اُنکی قوم بنی اسحٰقؑ سے ہین - پس اُنکے بھائی بنی اسمعیلؑ ہین تو اگر مبشر بہ یعنے جسکی
بشارت دی گئی ہو بنی اسحٰقؑ سے ہوتا تو من انفسہم یعنے اُنھین مین سے مذکور ہوتا - من اخوتہم یعنے اُنکے
بھائیون سے نہوتا - جیسا کہ خداے تعالے نے فرمایا ہو کہ لقد جاءکم رسول من انفسکم
یعنے تمھارے پاس تمھارے ہی مین سے رسول آیا - پس یوشعؑ اور مسیحؑ پر اسکی دلالت متصور نہین

ہوسکتی - اسوجہ سے کہ یہ دونون بنی اسحٰق سے ہین -

دوسرا قرینہ وہ لفظ مثل تیرے = ہی پس یہ خبر خاتم النبیین کے لیسی اور پر ہرگز دلالت نہین کرتا - کیونکہ توریت کے متعدد مقامات اور بہت سی آیات مین یہ واقع ہوا ہی کہ بنی اسرائیل مین موسیٰؑ کے جیسا نبی نہوگا منجملہ اُسکے سفر استثنا کے چونتیسوین باب کی دسوین آیت یہ ہی کہ - موسیٰؑ کے جیسا آل اسرائیل مین پھر اُسکے کوئی نبی قائم نہوگا - اور نیز اسلیے کہ خدا نے اُس سے بغیر واسطہ کے سرگوشی کی - پس اس سے ظاہر ہی کہ مبشر بہ جو کہ مماثل ہو ممکن نہین کہ وہ بنی اسرائیل سے ہو - بلکہ بنی اسمٰعیل سے ہوگا - اور ظاہر ہی کہ خاتم النبیین دعوت اور معجزات اور تشریع احکام اور شرایع سابقہ پر اجراے نسخ مین موسیٰ علیہ السلام کے مماثل تھے - اور یوشع بن نونؑ وغیرہ اُنکے مماثل نہ تھے بلکہ وہ موسیٰؑ کی زندگی مین اُنکے خادم اور اطاعت گزار تھے اور اُنکی وفات کے بعد اُنھین کی دعوت کی تاکید اور اُنھین کی شرایع کی تائید کرتے تھے - اور مسیحؑ بھی موسیٰؑ کے ہم مثل نہ تھے کیونکہ وہ امر جہاد اور تاہل مین اُنکے مماثل نہ تھے -

تیسرا قرینہ الفاظ = تلقین کرونگا مین اُنکو اپنا کلام - ہی - اسمین اس بات کی صریح دلالت ہی کہ اس سے مقصود خاتم النبیینؐ ہین - کیونکہ اسکے یہ معنی ہین کہ مین اسکی طرف اپنا کلام بطریق وحی بھیجونگا پس یہ اُس سے متعلق ہوگا جسکو اُنھون نے سُنا - اور اُنکی طرف صحیفہ نازل کیے گئے - کیونکہ وہ اُمی تھے - مکتوب کے پڑھنے کی صلاحیت نہین رکھتے تھے - اور اس مقام مین بھی محرفین اور مترجمین سخت گمراہی مین پڑ گئے ہین - جیسا کہ جو تندہ پر پوشیدہ نہین ہی = اور اُبو ہاشم کے ترجمہ مین جو اُنکو پہونچا ہی یہ ہی کہ = اللہ تیرا رب ہی - قائم کریگا ایک نبی تیرے بھائیون سے - پس تو اُسکی اطاعت اور سماعت کر مثل اُس شخص کے جو تونے اپنے رب سے حوریث مین اجتماع کے دن سوال کیا - جسوقت کہ تونے کہا کہ مین نہین واپس ہونگا - مین اپنے رب اللہ کی آواز سنونگا - تاکہ مین نہ مرجاؤن - - اور اللہ نے مجھے فرمایا کہ اُن لوگون نے اچھا کہا اور عنقریب اُنکے واسطے ایک نبی مثل تیرے اُنکے بھائیون سے قائم کرونگا - اور مین اپنے کلام اُسکے مُنھ مین کرونگا - پس وہ ہر ایک شے کہیگا جسپر وہ مامور کیا گیا ہی - اور جو کوئی آدمی اطاعت نہ کریگا اُسکی جو کہ میرے نام کے ساتھ کلام کریگا مین اُس سے بدلہ لونگا = الحاصل بعد تحریف اور حذف کے بھی ایسے قرائن

ہین جو کہ خاتم النبیین پر دلالت کرتے ہین -
تیسری بشارت کی توضیح جو سفر استثنا کے بتیسوین باب مین واقع ہی = جیسا کہ اُنھون نے مجھکو بغیر اللہ کے غیرت دیا اور غصہ دلایا مجھکو اپنے غرورون کے ساتھ - اسی طرح مین بھی اُنکو غیرت دونگا ساتھ بے گروہی کے اور ایسے قبیلہ کے جسکی نظر سے وہ گرے ہونگے مین اُنپر غضب کرونگا = مطبوعہ ۱۸۴۴ع - اور یہ خاتم النبیین کے حق مین ظاہر الدلالۃ ہی - کیونکہ بنی اسمعیل بنی اسرائیل کی آنکھون مین اسوجہ سے گرے ہوئے تھے کہ وہ ہاجرہ کے بطن سے تھے اور اسوجہ سے کہ بنی اسمعیل امی اور ناخواندہ تھے اور شرائع اور احکام سے ماہر اور واقف نہ تھے - پس خدا نے اُنمین سے ایک نبی کو برگزیدہ کیا - اور اپنے سچے وعدہ کو پورا کیا - خاتم النبیین کی بعثت سے بنی اسرائیل پر غصہ ظاہر فرمایا - اور بنی اسرائیل کو ذلت اور بے عزتی اور رسوائی اور حسد کی آگ سے جلا دیا - اور بنی اسمعیل کو معزز بنایا - اور اُنکو شرک اور کفر سے ہدایت اور رہنمائی فرماکر توحید اور ایمان کیجانب پہونچایا - جیسا کہ خدا نے فرمایا کہ هوالذی بعث فی الامیین رسولا منهم یتلو علیهم تا = ضلال مبین = یعنے وہی ہی جسنے اُمیون مین سے ایک رسول مبعوث کیا - جو اُنپر اُسکے آیات پڑھتا ہی اور اُنکو پاک کرتا ہی - اور اُنکو علم و حکمت سکھلاتا ہی - اگرچہ وہ لوگ قبل اسکے ظاہر گمراہی مین تھے =
چوتھی بشارت کی توضیح - جو کہ پینتالیسوین زبور مین واقع ہی - یہ زبور مطبوعہ ۱۸۴۴ع مین چوالیسوان زبور ہی - اور بعض ترجمون مین پینتالیسوان زبور ہی - الحاصل زبور مطبوعہ ۱۸۴۴ع مین جو عبارت ہی وہ یہ ہی = روشن ہی حسن مین - بنی بشر سے افضل ہی - ٹپکتی ہی نعمت اُسکے دونون لب سے اسیوجہ سے اللہ نے تجھکو ابد تک مبارک کیا اے جبار اپنی تلوار اپنی ران پر لٹکالے - تیری خوبصورتی اور جمال سے غالب ہوگیا اور مالک ہوگیا اور خوش ہوگیا بوجہ راستی اور بھلائی اور احسان کے تعجب کے ساتھ تیرا مین یعنے جانب راست تجھکو ہدایت کریگا - اے جبار تیرے تیر کے تیز نے تیز ہین = اور گروہ تیرے ماتحت ہین ساقط ہونگے بادشاہ کے دشمنون کے دل مین = یہ زبور ایک ایسے نبی کے مبعوث ہونے کی خبر دیتی ہی جو کہ حسن و جمال مین کامل ہوگا اور قتال سے مقارن ہوگا - کافر اور گمراہون پر جہاد کریگا - اور خوش تقریر اور فصیح لہجہ والا ہوگا - اور اُسکا مصداق بجز خاتم النبیین ع کے اور کوئی نہین ہوسکتا - اور یہان بھی محرفین کے قدم پھسل گئے ہین اور مترجمین کے افہام

گمراہ ہوگئے ہین جیسا کہ تتبع کرنے والون پر پوشیدہ نہین ہے - اور اُس ترجمہ کی جو ابو ہاشم کو ہو پہنچا ہے یہ عبارت ہے ٹپکتی ہے رحمت تیرے دونون لب پر - اسی وجہ سے مبارک کیا تجھے ابد تک - اپنی لٹکا تلوار کو - تیرا حُسن اور تیری عزت غالب ہے - اور کلمہ حق پر سوار ہو - پس تیرے ناموس اور تیری شرائع تیرے یمین یعنے جانب راست کے ہیبت سے مقرون ہین اور امتین گرینگی تیرے تحت - اور اُسنے اس سے یہ استدلال کیا ہے کہ وہ شخص جسکی شریعت اُسکے یمین کی ہیبت سے مقرون ہے اور اُمتین اُسکے تحت گرینگی بجز خاتم النبیین کے اور کوئی نہین ہے - میری راے یہ ہے کہ انبیا بنی اسرائیل کے زمانہ کے جہاد قطع ہونے کے بعد کوئی شخص لٹکانے والا تلوار کا بجز خاتم النبیین کے اور کوئی نہین ہے - اور مین سابقاً مقالہ ثانیہ کے خاتمہ مین آگاہ کر چکا ہون کہ اس زبور مین اسم مبارک کی بھی تصریح تھی لیکن محرفین اور مترجمین نے شروع زبور سے یا احمد کا لفظ ساقط کر دیا - اور باوجود اس تحریف کے ہمارے لیے مضر نہین ہے -

پانچوین بشارت کی توضیح - جو کہ بہترہوین زبور مین واقع ہے - یہ زبور بھی مطبوعہ سنہ ۱۸۳۱ء مین اکہترواں زبور ہے اور بعض ترجمون مین بہترواں ہے - الحاصل جو کہ مطبوعہ سنہ ۱۸۴۴ء ہے اسکی عبارت حسب ذیل ہے - اے اللہ تو بادشاہ کو اپنا حکم دے - اور بادشاہ کے بیٹے کو اپنا عدل دے - تاکہ تیرے گروہ کا انصاف کے ساتھ فیصلہ کرے - اور تیرے مساکین اور غربا کے حق کا تصفیہ کرے - پس چاہیے کہ جبال سلامتی اخذ کرین واسطے گھاٹیون کے اور پہاڑ کی چوٹیون کے عدل کے - اور گھاٹی کے مساکین پر عدل یعنے انصاف کے ساتھ حکومت کرے - اور بنی مساکین کو خلاص کرے - اور باغی کو ذلیل کرے - اور ہمیشہ رہیگا آفتاب کے ساتھ اور روہ قبل ماہتاب کے ہے - خاندان در خاندان - نازل ہوتا ہے جیسے کہ بارش صوف یعنی اُون پر اور جیسے قطرہ زمین پر - بہت انصاف کریگا اپنے زمانہ مین اور سلامتی بہت ہوگی حتے کہ ماہتاب ہلاک ہو جانے - اور ایک دریا سے دوسرے دریا تک مالک ہو جائیگا اور نہر سے منتہا سے آبادی تک اور سبقت کریگی فوج پس گریگی اسکے سامنے اور اُسکے سب دشمن سر پر خاک ڈالینگے - اور شاہان ترسیس اور جزائر کے تحفہ اور ہدیہ کے ساتھ اُسکی جانب متوجہ ہونگے - اور شاہان عربیا اور سایا آئینگے اُسکی طرف قرابین اور دنیا کے تمام بادشاہ اسکو سجدہ کرینگے اور تمام اُمتین اُسکی عبادت کرینگی = پس اسقدر جو مذکور ہوا ہے بلکہ اُس زبور مین متروک بھی ہین - یہ

تمام ہرگز ذہن کو رخصت نہین دیتے کہ وہ بجز خاتم النبیین کے کسی اور کیجانب سبقت کرے - پس یہ
بشارت خاتم النبیینؐ کے بارہ مین بالکل ظاہر ہی اور اس مقام پر کلام کے طول دینے کی کوئی
ضرورت نہین ہی -

چھٹی بشارت کی توضیح = جو ایک سو پانچوین زبور مین واقع ہی - اور یہ زبور بھی مطبوعہ سنہ ۱۸۶۶ء مین ایک سو
گیارھوان زبور ہی - اور دوسرے ترجمون مین ایک سو بارھوان زبور ہی - بہرحال عبارت مطبوعہ
سنہ ۱۸۳۱ء کی اسطرح ہی = خوشخبری ہی اس آدمی کے لیے جو کہ اللہ سے خائف ہی - اور اسکے وصایا
کو بہت مضبوط پکڑنیوالا ہی - اسکی زراعت زمین پر قوت پائیگی - مستقیمین کے خاندان مبارک ہین - بزرگی
اور عزت اسکے گھر مین ہوگی - اور اسکا احسان ہمیشہ ابد تک ہی - ایک نور ہی جو کہ مستقیمین کے لیے
اندھیرے مین ظاہر ہوا رب اللہ رحیم رؤف ہی - صالح وہ آدمی ہی جو کہ نرمی کرتا ہی اور اپنے اقوال کو
حکمت کے ساتھ تدبیر کرتا ہی یعنے سوچتا ہی پس وہ ہمیشہ ابد تک رہیگا - صدیق کا ذکر ابدی ہوتا ہی اور
شریر کے سننے سے نہین ڈرتا ہی اسکا دل اللہ پر بھروسہ کرنے کے لیے مستعد اور تیار رہی - اسکا
قلب ثابت ہی پس وہ خوفناک نہین ہوتا ہے کہ دیکھتا ہی اپنے دشمنون پر - مدد کرتا ہی اور دیتا ہی سائلین
کو - اور اسکا احسان ہمیشہ ابد الابد تک ہی - اسکا زمانہ بڑھجائیگا عزت کے ساتھ - دیکھتا ہی خاطی کو
پس غصہ کرتا ہی اور قطع کرتا ہی اپنے برچھیون سے - اور خاطی کی شہوت گھل جاتی ہی - ہلاک ہوجائیگی
ہللویا = پس جسقدر اوصاف اس زبور مین بیان کیے گئے ہین وہ صریحًا خاتم النبیینؐ کے بارہ مین
ہین - تطویل کی ضرورت نہین -

ساتوین بشارت کی توضیح - جو ایک سو انچاسوین زبور مین واقع ہی = رب کی تسبیح کرو جدید تسبیح کیونکہ
اسکی تسبیح قدیسین کے کنائس مین ہی - پس چاہیے کہ اسرائیل اپنے خالق کے ساتھ خوش ہو - اور
بنو صیہون اپنے ملک کے ساتھ خوش ہون - اور اسکے مقدس نام کی جماعت مین تسبیح کرین - اور
اسکی تلاوت کرین دف اور زبور کے ساتھ - کیونکہ اللہ اپنے گروہ سے خوش ہوا - اور بلند مرتبہ کریگا
قدیسین ... کے ساتھ فخر کرینگے - اور اپنی خوابگاہ مین اللہ کی تہلیل کرینگے - اللہ کی تعظیم انکے
مدح سینے حناجر مین ہی - اور دو دھاری تلوار انکے ہاتھ مین رکھے ہوئے ہی - تاکہ وہ ... قومون سے
بدلہ لین - اور گروہ کی گردن زنی کرینگے - اور تاکہ وہ قید کے ساتھ اپنے بادشاہون کی مشکین باندھین

اور اپنے اشرافون کے ہاتھ مین لوہے کی ہتکڑی ڈالین - تاکہ اُنھین اپنا حکم جاری کرین - جو یہ عزت لکھی ہوئی ہی اور تمام قدیس لیلویا مین ہی = مطبوعہ سلسلہ ۱۸۳۱ع - اور اس زبور کی دلالت خاتم النبیینؐ کی بشارت پر ظاہر ہی - باوجود اسکے کہ محرفین اور مفسرین کے ہاتھ سے سالم نہین ہی - اور اُس ترجمہ مین جو کہ ابوہاشم کو پہونچا ہی یہ زبور بدین عبارت پایا گیا ہی = اللہ کی تسبیح کرتے ہین تسبیح جدید کے ساتھ - چاہیے کہ صیہون کا گھر خوش ہوا سو جہسے کہ برگزیدہ ہوئی اُسکے واسطے ایک امت - اور اُنکو فتح اور نصرت عطا کی ہی - اور مضبوط اور استوار ہین صالحین اُنہین سے کرامت کے ساتھ اپنے خوابگاہون پر تسبیح کرتے ہین - اور بلند آواز سے اُسکی تکبیر کرتے ہین - اُنکے ہاتھون مین دو دھار کی تلوارین ہین - تاکہ اُنکی مدد سے اُن اُمتون سے انتقام اور بدلہ لے جو اُسکی عبادت نہین کرتے اور اپنے بادشاہونکی لوہے سے مشکین باندھینگے - اور اپنے اشراف کو ہتکڑی ڈالینگے = اور ایسی ہی کسی قدر تغیر کے ساتھ اس ترجمہ مین بھی مذکور ہی - جو اسمٰعیل کو پہونچا ہی - اور یہ تمام اوصاف بجز خاتم النبیینؐ کے اور دوسرے سے مفقود ہین اور بجز خاتم النبیینؐ اور اُنکے اصحاب اور امت کے کسی اور مین یہ اوصاف ہرگز نہین پائے جاتے - اور یہود و نصارے کی تحریف نے مقصود مین کوئی خلل نہین ڈالا -

آٹھوین بشارت کی توضیح - جو کتاب اشعیاؑ کے چالیسوین باب مین واقع ہی کہ تسلّی دو تسلّی دو میرے گروہ کی اللہ نے کہا کہ اے کاہن لوگ اورشلیم کے قلب مین کلام کرو تسلّی دو اُسکی کیونکہ اُسکی تواضع پوری ہوگئی - اُسکے خطیات معاف ہوگئے - کیونکہ اُسنے رب کے ہاتھ سے دوچند خطا یا قبول کیا - چیخنے والے کی آواز جنگل مین - تیار کرو خدا کے راستہ اور بناو - ہمارے اللہ کے راستہ سیدھے ہین - ہر ایک وادی بھر جائیگا اور ہر ایک پہاڑ اور ٹیلہ بھر جائیگا اور سب ٹیڑھے سیدھے ہو جائینگے - اور سخت لوگ نرمی کے راستہ پر آجائینگے - اور ظاہر ہوگی خدا کی عزت - اور ہر ایک صاحب اللہ کے اخلاص کو معائنہ کریگا - کیونکہ رب نے کلام کیا = پس کلمہ صوت صارخ (یعنے چیخنے والے کی آواز) سے آخر تک اسطرح خاتم النبیینؐ کے بارہ مین ظاہری بشارت ہی کہ ذہن مستقیم اور طبع سلیم بجز خاتم النبیینؐ کے اور کسی کی جانب سبقت نہین کرتا - کیونکہ تمام ٹیڑھون کا سیدھا ہو جانا خاتم النبیینؐ اور اُنکے خلفائے راشدین ہی سے ہوا ہی اور عنقریب اُنکے اہلبیت سے آخر زمانہ مین مہدی ہونگے

اور تمام مخلوق مذہب اسلام ہی کیجانب رجوع ہوگی ۔
نوین بشارت کی توضیح ۔ جو اُسی کتاب کے بیالیسوین باب مین واقع ہے ۔ اللہ کی تسبیح کرو جدید تسبیح اسکی
ریاست بلند اور بزرگ تر ہے ۔ زمین کی طرف سے اُسکا نام بزرگی پاتا ہے ۔ اے وے لوگ جو دریا کی طرف
نازل ہوتے ہین اور سفر کرتے ہین اُسمین جزیرون کے اور اے رہنے والے جزیرون کے
خوش ہو اے جنگل اور اُسکے سب گانون دیے جاوگے ۔ اللہ کے واسطے بزرگی اور عزت ۔
جزائر کو اُسکے فضائل کی خبر دو ۔ رب اکہ قوات یعنی قوتون کا ہے ۔ وہ نکلیگا اور لڑائی کو توڑ ڈالیگا
یعنے غالب آجائیگا ۔ اور اُڑائیگا غبار ۔ اور حملہ کریگا ۔ اور اپنے دشمنون پر زور سے للکاریگا ۔
مین چپ رہا ایک زمانہ سے بلکہ ہمیشہ ۔ چپ رہ اور برداشت کر اور ثابت قدم رہ مثل اُسکے جو جنتی ہے
مین نکالتا ہون اور حیرت مین ڈالتا ہون اور خشک کرتا ہون اکھٹے ۔ مین پہاڑون کو اور انکی چوٹیون
کو خراب کرتا ہون اور اُسکی سب گھانس خشک کردیتا ہون اور مین نہرون کو جزیرے سے بنا دیتا ہون اور
مین دریاؤن کو خشک کردیتا ہون ۔ اور مین اندھون کو ایسے راستہ مین چلاتا ہون جسکو وہ نہین
پہچانتے ۔ اور ایسے راستہ کو جسکو وہ نہین جانتے ایسا بنا دیتا ہون کہ وہ اُسکو کھوندل ڈالین ۔
اُنکے واسطے مین اندھیرے کو نور اور ٹیڑھے کو سیدھا بنا دیتا ہون ۔ مطبوعہ سنہ ۱۸۴۸ع یہ آیات
خاتم النبیین کے بارہ مین واضح بشارات ہین ۔ کیونکہ تسبیح جدید سے ایسی جدید شریعت مراد ہے
جو کہ موسی کی شریعت کے مغائر ہو ۔ اور یہ آیت امر جہاد کی اور کفر کی ظلمت ایمان کے نور کے ساتھ
بدل ہوجانیکی ۔ اور ٹیڑھون کے سیدھے ہوجانے کی ۔ خاتم النبیین اور اُنکے اصحاب اور اہلبیت
کی برکت سے خبر دیتی ہے اور عنقریب تیسرے باب مین اسکے متعلق مین بیان کرونگا جس سے تمکو
پوری وضاحت اور صراحت معلوم ہوجائیگی ۔
دسوین بشارت ۔ جو اسی کے اکانوے باب مین واقع ہے ۔ اُسوقت تجھکو پکارونگا اے میمون ۔
اور اُسکے تمام ویرانون کو بلاؤنگا مثل رب کے فردوس کے ۔ اُسمین خوشی اور لطف پائینگے اور
تسبیح کی آواز سنینگے ۔ اور اعتراف کرینگے ۔ میری سنو ۔ سنو اے میری جماعت اور چپ رہو میری
طرف اے بادشاہ لوگ ۔ کیونکہ ناموس میرے نزدیک سے نکلیگا ۔ اور میرا حکم اُمتون کے لیے نور
ہے ۔ اور جلد میرا عدل قریب ہوگا ۔ اور میرا اخلاص نکلیگا ۔ اور میرے بازو پر اُمتین بھروسہ اور توکل

کرینگی - میری ہی امید کرینگی - اور میرے بازو پر توکل اور بھروسہ کرینگے جزائر کے لوگ - تم اپنی آنکھین آسمان کی طرف اُٹھاؤ - اور زمین کیجانب نیچی نظر کرو - کیونکہ آسمان مثل پھیلے ہوئے دھوین کے ہی - اور زمین مثل پرانے کپڑے کے ہی اور زمین کے باشندے مثل اُسی کے مرینگے اور رمیرا خلاص ابد تک ہوگا - اور میرا انصاف فنا نہوگا = یہ آیات خاتم النبیین کی بعثت پر ایسی صریح الدلالۃ ہین کہ عقل سلیم بجز اُنکے اور کسی شخص کیجانب سبقت نہین کرتی - اور وہ آیات بھی جنکے نقل کرنے کو مین نے ترک کیا ہی - اُنکے بارہ مین بشارت دیتے ہین - اور اُن آیات متروک النقل مین بھی ایسے قرائن کاشفہ ہین جن سے ظاہر ہوتا ہی کہ مبشر بہ اس بشارت کے خاتم النبیین ہی ہین -

گیارھوین بشارت جو کہ اُسی کے باونویں باب مین واقع ہی = آگاہ ہو کہ میرا جوان سمجھیگا - اور بلند ہوگا اور بزرگ صاحب عزت ہوگا - اور نہایت برتر ہوگا - ایسے ہی بہت سے لوگ تجھپر متحیر ہونگے - ایسے ہی تیرا منظر معیوب ہوگا لوگون سے اور تیری عزت بنی بشر سے ہی - ایسی ہی اُس سے بہت سی اُمتین متعجب ہونگی - اور بادشاہون کے مُنھ بند ہو جاینگے - کیونکہ وہ لوگ جو اُسکے ساتھ خبر نہین دیے گئے ہین وہ اُسکو دیکھینگے - اور جن لوگون نے اُسکے بارہ مین کچھ نہین سُنا ہی وہ اُسکو سمجھینگے - مطبوعہ ۱۸۳۱ء = یہ آیات بھی خاتم النبیین کی بعثت پر ظاہر الدلالۃ ہین -

بارھوین بشارت کی توضیح = جو اُسی کے چونوین باب مین واقع ہی = خوش ہو اے وہ بانجھ جس نے کسی بدبخت کو بھی نہ جنا - اور چیخ مار اے وہ جو طلاق نہین دیگئی ہی - کیونکہ بنی سفقرہ اُس سے اکثر ہین جنکے لیے پانون ہی کیونکہ رب نے کہا ہی کہ تو اپنے قبہ یعنے خیمہ کی جگہ کو وسیع کر - اور اپنا گھر ڈاکر تو درست اپنی رسّی دراز کر - اور اپنی میخون کو مضبوط کر - داہین اور بائین بھی پھیلا دے - تیری کھیتی کی اُمتین وارث ہونگی - تو ویرانہ شہر کو بسا اور آباد کر = مطبوعہ ۱۸۳۱ء اور اُس ترجمہ مین جو کہ ابو ہاشم کو پہونچا ہی اسطرح ہی = اے بانجھ خوش ہو اور بشاش ہو اور تسبیح کے ساتھ گویا ہو - پس تیرے اہل میرے اہل سے بہت زیادہ ہونگے = اور اُسنے یہ بیان کیا ہی - کہ عاقر یعنے بانجھ سے مراد مکہ ہی - اسوجہ سے کہ وہ ایک وادی غیر ذی روح ہی - یعنے ایسی جگہ ہی جو کھیتی کو پیدا نہین کرتی پس گویا کہ وہ بانجھ زمین ہی یا اسوجہ سے کہ اللہ تعالے نے وہان اُس زمانہ مین کوئی نبی مبعوث نہین فرمایا دوسرے زمانہ مین کیونکہ اور زمانہ مین وہان نبی مبعوث ہوئے ہین - پس وہ یعنے سرزمین مکہ - قبل تشریف آوری رسول اکرم

صلی اللہ علیہ وسلم کے گویا بانجھ تھی - اور قول اُسکا یہ کہ تسبیح کے ساتھ گویا ہو - یہ اسطرف اشارہ ہو کہ اُسکی آبادی ایسے لوگون سے ہوگی جو لوگ اہل الذکر ہونگے یعنے ہمیشہ خدا کا ذکر کیا کرینگے - اور اُسکا یہ قول کہ - تیرے اہل میرے اہل سے بہت زیادہ ہونگے - اگر یہ تحریف اور عبارت کی بُرائی سے صحیح وسالم ہو تو اُسکے یہ معنی ہونگے - کہ مسلمان لوگ اکثر اہل جنت سے ہونگے - اور اہل اوّل کے ساتھ بوجہ خصوصیت کے اشارہ کیا گیا ہو - اور تفصیل اُسی کی کتاب مین ہو =

تیرھوین بشارت کی توضیح - جو اُسی کے ساٹھوین باب مین واقع ہو = تو روشنی طلب کر کیونکہ تیرا نور آگیا = لیکن مطبوعہ سنہ ۱۸۳۱ع مین مترجم نے الفاظ کی زیادتی اور نقصان کے ساتھ تحریف کی ہو - اور قراٰن مین اس درجہ تصرف کیا ہو کہ ذہن آسانی کے ساتھ خاتم النبیینؐ کے بشارت کیجانب نہ منتقل ہو سکے - مین اُسی عبارت کو جسمین کثرت سے تحریف ہوئی ہو نقل کرتا ہون = اے اورشلیم تو روشنی طلب کر - کیونکہ تیرا نور آگیا - اور خدا کی عزت تجھپر ظاہر ہوگئی - کیونکہ اندھیری اور شبنم اُمتون پر زمین کو ڈھانپ لے گی - اور تجھپر رب تجلی کریگا - اور اُسکی بزرگی تجھپر ظاہر ہوگی اور بادشاہ لوگ تیرے نور مین سیر کرینگے اور اُمتین تیری روشنی کی چمک مین چلینگی - تو دونون آنکھ اپنے اطراف اُٹھا کر دیکھ کہ یہ تیری اولاد ہو جو مجتمع ہین - آگاہ ہو - تیرے تمام بیٹے دور سے آئینگے اور تیری سب بیٹیان اُٹھائی جائینگی کنارون پر - اُسوقت تو دیکھے گی اور خوش ہوگی اور خوف کریگی - اور اپنے دل سے ڈریگی - کیونکہ تیری طرف دریا اور اُمتون اور گروہ کا مال منتقل ہوگا - اور تیری طرف اونٹ کی قطار آئیگی - اور ڈھانپ لینگے تجھکو مدین اور حفار کے اونٹ یہ سب لوگ قید ہو کر آئینگے اور سونا اپنے ساتھ اُٹھا کے لائینگے - اور تیرے واسطے وہ دودھ والی اُونٹنی لائینگے - اور بزرگ پتھر یعنے ہیرا جواہر لائینگے - اور اللہ کے خلاص کے ساتھ بشارت دینگے - اور سب قبائل قیدار کے تیرے واسطے جمع ہونگے - اور کماش تا باوٹ تیری موافقت کرینگے - اور میرے مذبح پہ میرے نماز کے گھر مین مقبولات یعنے جو نذر اقبول کیے گئے ہون آئینگے - آخر باب تک = پس = طلب روشنی کر - یہ مکہ کیجانب خطاب ہو - اور نور سے مراد خاتم النبیینؐ ہین - اور باقی حاجیون کی مکہ مین آنے کی کیفیت اور اُسکی طرف نذرین بھیجنے کی حالت بیان کی گئی ہو - اور بنی قیدار عرب کا نام ہو کیونکہ قیدار ابن اسمعیلؑ ہو جیسا کہ خلیقہ کے سفر کے پچیسوین باب مین اسطرح واقع ہوا ہو - کہ = یہ اسمعیلؑ بن ابراہیمؑ کی ولادت کی شرح ہو جسکو ابراہیم کیلیے ہاجرہ مصریہ نے جنا - جو سارہ کی لونڈی تھی -

بنی اسمعیل کے حسب ولادت اُسکے یہ نام ہین نکبیر - اسمعیل - بنابوث - قیدار - اور اذبائل اور میسام
اور جیسا کہ اخبار الایام کے سفر اول کے باب اول مین یون واقع ہے - کہ = بنی اسمعیل یہ ہین بنیوث
بکرہ - اور قیدار - اور اذبیل - اور میسم = پس یہ بشارت خاتم النبیین کی بعثت پر واضح طور پر دال
ہے - اور جو اُنکی نبوت کے زمانہ مین اور بعد اُنکے واقع ہوگا اُسپر بھی یہ آیات دلالت کرتے ہین لیکن
محرفین نے جبکہ دیکھا کہ مسلمان لوگ اپنے مطلوب پر اس باب سے استدلال کرتے ہین - اُنھون
نے اس باب کو لوٹ مارا اور اُسکو خراب کر ڈالا - پس بعض محرفین نے روشنی طلب کرنے کے بعد
لفظ اورشلیم بڑھا دیا - تاکہ مکہ کیجانب سے اورشلیم کی طرف خطاب پھر جاوے - باوجود اسکے کہ عبرانی
دوسرے عربی ترجمون مین اورشلیم کا لفظ نہین پایا جاتا نیز فارسی اور ہندی ترجمون مین بھی نہین ہے
نیز انگریزی اور لاطینی ترجمون مین بھی نہین ہے - شاید کہ یہ لفظ سال ۱۸۴۴ء مین جسوقت کہ یہ ترجمہ
چھاپا گیا ہے زیادہ کر دیا گیا ہے - اور ابو ہاشم کو جو ترجمہ پہونچا ہے اُسمین اسباب کی عبارت اسطرح ہے کہ = اُٹھ اور
روشن ہو کیونکہ تیرے روشنی کا وقت پہونچ گیا - اور تجھپر اللہ کی کرامت ہے - قبائل اور بادشاہ لوگ
تیری روشنی کی طرف آوینگے - اور نور تجھپر پھیلا ہوا ہے - تو اپنی نظر کو اپنے رخسار کیجانب دراز کر پس
سب کی طرف دیکھ کہ وہ باتین کرتے ہین - اور وہ سب تیری طرف آوینگے - اسکے بعد تو روشنی طلب کر
اور خوش ہو - اسوجہ سے کہ تیرے پاس سب گروہون سے زیادہ قوی گروہ آویگا - اور اونٹ
کے قافلے تجھکو ڈھانپ لینگے - اور مالدار لوگ سونا لیکر آوینگے - اور موتی اُٹھا کر لاوینگے - اور اللہ
کی تسبیح کے ساتھ بشارت دینگے - اور قیدار کی سب بکریان تیری طرف جمع ہونگی - یہ رب قوی کا
قول ہے = پھر اُسنے بیان کیا ہے کہ یہ خطاب مکہ معظمہ کیجانب ہے - اور اسمین حج کی بشارت دی گئی ہے
اس سے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی اُمت کا حج مراد ہے - اور وہ اندھیرا جسنے زمین کو ڈھانپ لیا تھا وہ
شرک کا کلمہ تھا - اور جس نے کتاب کی برکت سے اُسکو صاف روشن کر دیا وہ خاتم النبیین ہین - اور
قیدار ابو العرب ہین - محمد بن ہشام کلبی اور شرقی بن قطامی کا یہ قول ہے کہ روے زمین مین جسقدر
عرب ہین اُن سب کے باپ اسمعیل ہین اور عمر بن عبد العزیز کا قول ہے - کہ کوئی عربی بجز ولد اسمعیل
ہونے کے پایا نہین جاتا ہے =

چودھوین بشارت کی توضیح - جو اسی کے بیسٹھوین باب مین واقع ہے - مین اُن لوگون کے واسطے

ظاہر ہوا جنھون نے مجھے نہین طلب کیا اور پایا مین نے ۔ اُن لوگون کے واسطے جن لوگون نے مجھ سے
سوال نہین کیا ۔ مین نے اُستون کو کہا کہ آگاہ ہو مین نے اسے وہ قوم جنھون نے میرا نام نہین پکارا
پوری روشنی کے ہاتھ کو پھیلا دیا اُس گنہگار منافق گروہ کی طرف جو حقیقی راستہ مین نہین پہونچے لیکن اُنکو
اُنکے گناہون نے پیچھے ہٹا دیا ۔ یہ گروہ جس نے مجھکو غصہ آور کردیا ہر وقت میرے سامنے ہے ۔ یہ
لوگ باغون مین ذبح کرتے ہین ۔۔ اور دودھ پر بخور جلاتے ہین ۔ اُن شیطانون کے واسطے جو موجود
نہین ہوتے ۔ اور سوراخ اور مقبرون مین سوتے ہین ۔ اور موتاپے کی غرض سے سور کا گوشت
کھاتے ہین ۔ اور اپنے ذبائح کا شوربا پیتے ہین ۔ اُنکے سب برتن ناپاک ہین ۔ اور کہتے ہین کہ تب
دور رہو ۔ اور میرے نزدیک نہ آؤ ۔ کیونکہ مین پاک ہون ۔۔ یہ دھوان ہے اور میرا غصہ آگ ہے تمام مخلوق
اُس سے جل جاتی ہے = پھر متعدد آیات کے بعد یہ آیات ہین = مین تمکو تلوار سونپتا ہون ۔ سب ذبح
کے ساتھ ہی کرجاسینگے ۔ کیونکہ مین نے تمکو بُلایا اور تم نے نہین سُنا ۔۔ اور مین نے کلام کیا پس تمنے
نافرمانی کی ۔ اور تم نے میرے سامنے شرارت کا کام کیا اور ایسے افعال تم نے اختیار کیے جنکو
مین ارادہ نہین کرتا تھا ۔ اسوجہ سے رب اسطرح فرماتا ہے ۔ جو لوگ کہ میری عبادت کرینگے وہ کھاینگے
اور تم لوگ بھوکے رہوگے اور میرے بندے پیینگے اور تم پیاسے رہوگے ۔ خبردار ہو جن لوگون نے
کہ میری عبادت کی وہ خوش رہینگے ۔ اور تم لوگ غمگین رہوگے ۔ اور جن لوگون نے کہ میری عبادت
کی وہ سرور قلب کے ساتھ تہلیل کرینگے ۔ اور تم لوگ چیخ مارو گے قلب کے درد کی وجہ سے
اور روح کے ٹوٹنے کی وجہ سے آہ و واویلا کرینگے ۔ کیونکہ تمھارے نام اپنے دوستون کی خوشی کے
واسطے چھوڑ دیے جاینگے ۔ اور تمکو رب اللہ ہلاک کرڈالیگا ۔ اور نئے نام سے پکارے جاینگے
وہ لوگ جو میری عبادت کرتے ہین ۔ وہ لوگ جو زمین پر مبارک ہین ۔ کیونکہ وہ حقیقی خدا کو مبارک سمجھتے ہین
اور جو لوگ کہ زمین پر قسم کھاتے ہین حقیقی خدا ہی کی قسم کھاتے ہین ۔ کیونکہ وہ اپنی پہلی تنگی کو بھول جاتے
ہین ۔۔ اور اُنکے قلب پر نہین چڑھتا = مطبوعہ ۱۸۳۱ء = پس یہ سب آیات جو ہم نے نقل کیے ہین
خاتم النبیین کے بعثت پر ظاہر الدلالۃ ہین ۔ پس اس قول سے = کہ = مین اُن لوگون کے واسطے ظاہر
ہوا جنھون نے مجھے نہین طلب کیا ۔ اور پایا مین نے اُنکے لیے جنھون نے مجھ سے سوال نہین کیا ۔
عرب مراد ہین جو بالکل اُمّی تھے ۔ اور گنہگار گروہ منافق سے مراد یہود ہین ۔ اور درگاہ اور مقبرون مین

سے نے سے یہود اور نصاریٰ دونوں مراد ہیں – کیونکہ انھوں نے انبیاء کی قبروں کو مسجد اور عبادتگاہ بنا لیا تھا – اور یہ قول کہ وہ لوگ گوشت کھاتے ہیں بہت ظاہر ہے کہ اس سے نصاریٰ ہی مراد ہیں اور یہ قول کہ خنزیر اور دیگر لوگ میری عبادت کرتے ہیں سور کے گوشت کے ساتھ تحلیل کرتے ہیں = صراحۃً ظاہر ہے کہ اس سے خاتم النبیین کی امت مراد ہے – کیونکہ انکی امت نہ کرتی ہے – اور بجز حقیقی خدا کے – اور کسی کی عبادت نہیں کرتی – اور بجز خدا کے اور کسی کی قسم نہیں کھاتی – جیسا کہ پوشیدہ نہیں ہے =

پانچویں بشارت کی توضیح – جو باب ثانی کتاب دانیال بخت نصر کے خواب کے جواب میں ہے اسکے بعد جبکہ دانیال نے وہ اپنا خواب بھیرا کہ اسے اختصار کرکے بیان کردیا اور خود بخود کہدیا کہ تو نے ایسا اور ایسا دیکھا ہے – جیسا کہ اسکے قول سے ظاہر ہوتا ہے = یہ وہ خواب ہے – اور اسکی تعبیر اسکو بادشاہ کے سامنے بیان کردیگا – پھر تھوڑی تعبیر اور آیات کے ذکر کرنے کے بعد یوں کہا = ایک اور زمانہ میں سلطنت کا مالک ہوگا – اور آسمانی اسکی سلطنت کو قائم کریگا – ایک زمانہ دراز تک فاسد نہ کریگا – اور اسکی سلطنت دوسرے گروہ کے لیے نہیں چھوڑی گئی – اور تمام مملکت میں جاری و ساری ہو جائیگا – اور یہ مدتوں قائم رہیگا = مطبوعہ سنہ ۱۸۱۱ع اور یہ بشارت اس قسم کی خاتم النبیین کے حق میں صریح الدلالۃ ہے کہ بجز اسکے اور کسی کی جانب ذہن منتقل نہیں کرتا – اور یہ ہے کہ دانیال علیہ السلام نے جسقدر خبر دی وہ سب خاتم النبیین کے عہد رسالت اور انکے عہد خلافت میں واقع ہوئی ہیں اور جسقدر باقی ہیں انکی تکمیل عنقریب مہدی کے زمانہ میں ہوجائے گی – اب اس باب کو ہم اسی اختصار پر ختم کرتے ہیں –

باب دوسرا

(عہد جدید کے بشارات کی توضیح میں)

پہلی بشارت کی توضیح – جو انجیل متی کے بیسویں باب میں واقع ہے – کیونکہ ملکوت سما کے رب دار یعنی صاحب خانہ کے مشابہ ہوئے – کہ صاحب خانہ نے صبح کی یعنے صبح کے وقت اپنے انگور کے باغ کے لیے مزدوری کرنے والے عملہ یعنے مزدوروں کی تلاش کی – پس جبکہ مزدوروں کے ساتھ یومیہ ایک درہم پر رضامندی ہوگئی – اور انکی مزدوری ایکدن کی ایک درہم ٹھہرگئی – تو انکو انگور کے باغ کی طرف بھیجدیا – پھر صاحب خانہ

تیسری ساعت کے قریب نکلا اور دوسرے لوگون کو بازار مین بیکار دیکھا - اور اُنسے یہ کہا کہ تم بھی باغ
کی طرف جاؤ مین تمکو تھا یا ا وجب دونگا - یعنے جو مزدوری تمھاری واجبی ہوگی مین تمھیں دونگا - پس
وہ باغ کی جانب چلے گئے - پھر وہ چھٹی اور نوین ساعت کے قریب گیا - یعنے بازار کی طرف گیا اور
ویسے ہی کہا جیسے کہ اُسنے تیسری ساعت مین کہا تھا - اور پھر گیارھوین ساعت کے قریب نکلا اور
دوسرے لوگون کو بیکار کھڑے ہوئے پایا - اور اُنسے یہ کہا کہ تم کیون تمام دن بیکار یہان کھڑے
رہے - انھون نے جواب دیا کہ اسوجہ سے ہم بیکار کھڑے رہے کہ کسی نے ہمکو اجرت پر مزدور نہین
مقرر کیا - پس اُسنے اُنسے بھی کہا کہ تم بھی باغ کی طرف جاؤ - جو تمھاری مزدوری واجب ہوگی وہ تمکو
ملجائیگی - اور جب وقت کہ شام کرنے والون نے شام کی یعنے شام ہوئی - باغ کے مالک نے اپنے
وکیل سے کہا کہ مزدورون کو رخصت کردو اور اُنکی اُجرت دیدو - اور اُجرت اواخر سے شروع کرکے
اوائل پر ختم کرنا - یعنے پہلے مزدوری اُن لوگون کو دینا جو پیچھے آئے ہین - اُسکے بعد اُنکو دینا جو پہلے
آئے ہین - پس جب وہ لوگ آئے جو کہ گیارھوین ساعت مین مقرر کیے گئے تھے - تو اُنمین سے ہر ایک
نے ایک درہم لے لیا - اور جبکہ وہ لوگ آئے جو ابتدا اُجرت پر مقرر ہوئے تھے اُنھون نے یہ خیال کیا کہ
وہ اس سے زیادہ پائینگے - پس اُنمین سے بھی ہر ایک نے ایک ہی درہم لیا - اور جبکہ یہ لیا صاحبِ خانہ
پر نہایت ترش رو اور غمگین ہوئے - اور یہ کہتے تھے کہ تم نے ہمارے اور ان آخرین کے درمیان برابری
کی جنھون نے ایک ساعت سے زیادہ کام نہین کیا ہے - اور ہم نے دن بھر محنت کی ہے اور تمام دن کی
دھوپ اور گرمی کو برداشت کیا ہے - پس صاحب خانہ نے اُنمین سے ایک کو کہا اور وہ اُسکی دلجوئی کرتا تھا
کہ اے چیخنے والے کیا ہم نے تجھ سے اُجرت نہین ٹھہرائی تھی - کیا تو نے میرے ساتھ ایک درہم پر
رضامندی ظاہر نہین کی تھی - پس اپنا حق لے اور اپنا راستہ لے - پس مین ان دوسرون کو اتنے ہی دونگا
جتنا کہ مین نے تجھکو دیا ہے - کیا میرے لیے یہ جائز نہین ہے کہ مین اپنے مال مین اپنی خواہش اور ارادہ
کے موافق تصرف کرون یا تیری آنکھ اسوجہ سے مکدر ہے کہ مین صالح ہون اسی طرح متاخرین مقدم ہوجاتے
ہین اور متقدمین موخر ہوجاتے ہین کیونکہ بلائے گئے لوگ بہت ہین اور اُنمین منتخب تھوڑے ہین مطبوعہ
سنہ ۱۸۲۶ء اور اسکی تاویل حسب قول جواد ابن ساباط کے یہ ہے کہ رب وار یعنے صاحب خانہ سے واجب
تعالے مراد ہے اور عملہ یعنے مزدورسے اُمتین مراد ہین - اور باغ کے انگور سے وہ ناموس شرعی مراد

ہو — جیسے مضبوط پکڑنے سے ہلاک نہین ہوتا — اور اول عملہ یعنے پہلے مزدورون سے پہلی اُمتین مراد ہین — اور ثانی سے یہود اور تیسرے سے نصاری مراد ہین اور پچھلا سے مراد وہ لوگ ہین جو کہ عیسیٰ کی فترت مین تبع ہوئے ہین — اور اخیر عملہ سے مسلمان لوگ ہی مراد ہین — اور دینار سے ثواب اور گناہ کا مقدار مراد ہو — جو کہ قیامت کے دن ہوگا — اور وکیل سے مراد قیامت کا مالک ہو — اور دینار کی تقسیم یعنے دینا اخیر سے ثواب کا دینا مراد ہو یعنی عنقریب قیامت کے دن ایسا ہی ہوگا کہ امت محمدی سب سے قبل ثواب پاویگی اور اسکے بعد عیسیٰ کی اُمت پھر موسیٰ کی امت — اور اسی طریقہ کے ساتھ اول امت تک سلسلہ پہونچیگا — اور ان معانی پر وہ نص ہو جسکو عمر بن خطابؓ نے روایت کیا ہو — کہ رسول اللہ نے فرمایا ہو کہ جنت کل انبیاء پر حرام ہو تاوقتیکہ مین اُسمین نہ داخل ہون — اور کل اُمتون پر جنت حرام ہو تاوقتیکہ میری اُمت نہ داخل ہو — اور اس قول سے (جیسکہ پہلے لوگ آئے اُنھون نے خیال کیا ہے) کیونکہ مین صالح ہون تک زمانہ آئندہ کی خبر دیگئی ہو اور حقیقت اسکی وہی ہو جو عنقریب وہان بات چیت ہوگی — اور یہ بیان ہو اُس جواب کا جو کہ الزام کا موجب تھا اور یہ قول کہ (متاخرین مقدم ہو جاتے ہین اور متقدمین موخر ہو جاتے ہین) یہ ملت محمدی کے اتباع پر تحریص و ترغیب ہو مین نے اسکی کتاب سے بقدر ضرورت نقل کیا ہو پوری تفصیل اسکی کتاب مین موجود ہو —

دوسری بشارت کی توضیح — جو انجیل متی کے اکیسوین باب مین مثل انجیل مرقس کے بارھوین باب کے موجود ہو — پس تم دوسری مثل اور سنو — کہ ایک آدمی نے انگور کی بیل لگائی — اور اسکو چار دیواری سے گھیر دیا اور اسمین انگور کے نچوڑنے کی جگہ کھودی — اور اسکا ایک محفوظ حجرہ بنایا — اور اسکو کاشتکارون کے سپرد کر دیا اور خود سفر کو چلا گیا — اور جب میوون کی فصل قریب ہوئی تو اسنے اپنے بعض خادم اور نوکر کاشتکارون کے پاس بھیجا تاکہ وہ اُس کے پھل پر قابض ہون — پس کاشتکارون نے اُسکے نوکرون کو پکڑ لیا — اور ایک کو مارا اور دوسرے کو قتل کر ڈالا — اور تیسرے کو پتھر سے سنگسار کر دیا — پس اُسنے دوبارہ پہلے کی نسبت زیادہ خادم و نوکر بھیجے — اُنھون نے اُنکے ساتھ بھی وہی برتاؤ کیا جیسے کہ پہلون کے ساتھ کیا تھا — پھر اُسنے اپنے بیٹے کو اُنکی جانب بھیجا — اور وہ دل مین کہتا تھا کہ وہ لوگ ضرور بیٹے کی تعظیم اور عزت کرینگے — اور جبکہ کاشتکارون نے اسکے بیٹے کو دیکھا — وہ آپس مین کہنے لگے کہ یہی وارث ہو آؤ ہم سب ساتھ اسکو قتل کر ڈالین اور اسکی میراث کے مالک ہوجائین پس اُنھون

نے اُسکو پکڑا اور اُسکو انگور سے باہر پھینکدیا اور قتل کر ڈالا - تو بتلاؤ کہ جب خود مالک آسئے گا تو وہ اُن کاشتکارون کے ساتھ کیا برتاؤ کریگا اُنھون نے اُسکو جواب دیا کہ ان بدمعاش شریرون کو بہت سختی کے ساتھ ہلاک کریگا - اور اسپنے انگور دوسرے کاشتکارون کی حفاظت مین دیگا - جو میوون کی اوقات پر اُسکے پاس میوے پہونچا ئینگے - پس عیسیٰؑ نے اُنسے کہا کہ کیا تم نے مرقومات مین یہ نہین پڑھا ہے کہ وہ پتھر جسکو بنانے والون نے چھوڑدیا وہی راس زاویہ ہوگیا - اور یہ خدا کا کام ہی - اور ہماری آنکھون مین عجیب معلوم ہوتا ہی = مطبوعہ سنہ ۱۸۱۶ع اور بعض ترجمون مین یون ہی = اور یہ خدا کی جانب سے واقع ہوا اور ابن ساباط نے اس مقام پر انگریزی ترجمہ بھی نقل کیا ہی جیسا کہ اُسکی عادت ہی - پھر عربی ترجمہ بیان کرکے اُسکے متعلق یہ کہا ہی کہ = یہ بھی بڑی دلائل سے ہی جو محمدؐ کی نبوت پر انجیل مین وارد ہی - اور نصاری اُس سے غافل ہوکر اُسکی باطل تاویلات کرتے ہین - اور اُسکی تقریر یہ ہی کہ یہ فصل کا پہلا حصہ ہی اور جملہ استینافیہ ہی - پس پھل لگانے والا وہ خداوند تعالے ہی - اور جس جگہہ وہ بیل لگائی گئی وہ دنیا ہی - اور انگور وہ بنی آدم ہی - اور دیوار وہ ناموس ہی - اور نچوڑنے کی جگہہ وہ احکام ناموسیہ ہین - اور بروج سے انبیا مراد ہین اور کاشتکارون سے وہ لوگ مراد ہین جنکو دعوت الٰہی پہونچی ہو - پس رسولون سے اول موسیٰؑ بن عمران ہین اور دوسرے یوشعؑ بن نون ہین اور تیسرے یحییٰؑ بن زکریا اور غیر معروف انبیا جو موسیٰؑ سے عیسیٰؑ تک متوسطین ہین اور اکلوتے بیٹے عیسیٰؑ ہین - اور کافی ہی وہ مثل لطیف جسمین عیسیٰ نے اپنے نفس کے متعلق بھی خبر دی ہی - اور وہ دوسرے لوگ جنکی طرف وہ انگور سپرد ہو سنگے وہ عرب ہین - اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ اول مین انبیا سے کیون مراد لیا گیا اور یہان اُس سے اُمت کیون مراد لیجاتی ہی - تو اُسکا مین یہ جواب دونگا کہ یہ رسول اللہ کی بزرگی اور عظمت اور اُنکی اُمت کی کرامت کیوجہ سے مراد لیا گیا ہی - کیونکہ امت محمدیؐ افضل الامم ہی - بہ تصدیق قول الٰہی کنتم خیر امۃ کے اور بہ تصدیق قول رسولؐ کے کہ میری اُمت کے علما بنی اسرائیل کے انبیا کے مثل ہین - اور اُسمین اُسکی شان کی عظمت اور اُسکی علو مرتبت ہی - جو پوشیدہ نہین ہی - انتہے - اور تفصیل اُس کی کتاب مین ہی - ابن ساباط نے اس مقام پر انجیل مرقس کے بارھوین باب کی عبارت نقل کی ہی - اور یہ مثل اُسکے شروع ہی باب مین ہی - اسیوجہ سے اُسنے یہ کہا ہی کہ یہ فصل کا پہلا حصہ ہی اور جملہ استینافیہ ہی - اور اُس باب مین بجاے حصین کے جسکا ترجمہ جاے محفوظ کیا گیا ہی - لفظ برج واقع ہوا ہے لیکن دونون کا مآل ایک ہی ہی

اور بمصیر انجیل متی کی رعایت اسلیے مقدم ہی کہ مین نے اُسی کی عبارت کو نقل کیا ہی - اور اُسی کو اختیار کیا ہی =

تیسری بشارت کی توضیح - جو کہ انجیل یوحنا کے چودھوین باب مین واقع ہی = مین التماس کرونگا باپ سے دوسرے فارقلیط کی = اور نصاریٰ نے جبکہ دیکھا کہ مسلمان لوگ فارقلیط کے لفظ سے استدلال کرتے ہین تو اُسکو تحریف کر ڈالا اور اُسکی جگہہ لفظ شافع اور لفظ معزی وغیرہ رکھدیا - اور مین آیت مطبوعہ ۱۸۱۶ع سے نقل کرتا ہون جسمین بہ نسبت اُن ترجمون کے جو قبل اسکے طبع ہوتے ہین بہت کثرت کے ساتھ تحریف اور تغیر ہی - مین التماس کرونگا باپ سے تمھارے واسطے دوسرے شافع کی تاکہ وہ تمھارے ساتھ ابد تک ٹھہرے = یعنے شریعت اور احکام کے ساتھ - اور یہ مخفی نہین ہی کہ شافع اُنکے ساتھ ابد تک ٹھہریگا یعنے اُسکی شریعت منسوخ نہو گی اور ابد تک باقی رہیگی - اور وہ خاتم النبیین ہین نہ کوئی اور - پس لفظ فارقلیط کا بدلنا نہ ہمکو مضر ہوا نہ اُنکو مفید ہوا - اور حسب بیان ابن ساباط کے لفظ فارقلیط کے چار معنے ہین مسلی یعنے تسلی دینے والا - مجد یعنی بزرگ کیا گیا - شافع یعنے شفاعت کرنے والا واسطہ یعنے شی درمیانی - اور یہ الفاظ جو فارقلیط کے معنے کی تفسیر ہین بعض تو اپنے ممدوح پر بالمطابقت دلالت کرتے ہین کیونکہ تمجید حمد کا مرادف ہی - پس مجد محمد کا مرادف ہوگا - اور دوسرے تین اپنے ممدوح پر التزاماً دلالت کرتے ہین - اور لفظ واسطہ رسالت پر صریح الدلالہ ہی - کیونکہ رسول - خدا اور اُسکے بندون کے درمیان واسطہ ہی اور شافع بھی ایسے ہی ہی جو رسول پر صادق آتا ہی کیونکہ رسول اپنی اُمت کا شفاعت کرنے والا ہی اور مسلی اور معزی بھی رسول پر صادق آتا ہی - کیونکہ رسول اپنی اُمت کو تسلی دینے والا اور اُنکا غمخوار ہی - اور مطبوعہ ۱۸۳۱ع مین اسطرح واقع ہوا ہی - کہ = اور مین سوال کرونگا اپنے باپ سے پس وہ تمکو ایک دوسرا تسلی دینے والا عطا کریگا تاکہ ابد تک تمھارے ساتھ ثابت رہے = اور یہ بھی ہمارے مقصود کے مخل نہین ہی جیسا کہ تم سمجھ چکے ہو - پھر جب نصاریٰ اس سے واقف ہوئے کہ اس تحریف نے اُنکو کوئی فائدہ نہین دیا تو اُنھون نے بعض ترجمون مین لفظ روح القدس اور بعض ترجمون مین لفظ روح الحق رکھدیا - اور یہ بھی ہمارے مضر نہین ہی - کیونکہ روح القدس اور روح الحق بھی خاتم النبیین کے نامون سے ہی - اور یہ صحیح نہین ہی کہ یہان روح القدس سے وہ

روح القدس مراد ہو جو نصاریٰ میں مصطلح اور متعارف ہے - کیونکہ ابن ساباط نے یہ بیان کیا ہے کہ روح القدس اُنکے ساتھ بیماری کے دن کے بعد سے نہین باقی رہا اور فی زمانہ اُنکے ساتھ بجز روح ابلیس کے اور کوئی نہین پایا جاتا - انتہے - اگر اس مقام کی زیادہ تفصیل مطلوب ہے تو کتاب ابی ہاشم اور کتاب اسمعیل بن عوف دیکھو -

چوتھی بشارت کی توضیح - جو کہ اُسی کے پندرھوین باب مین واقع ہے = پس جبکہ فارقلیط آوے = اور مطبوعہ ۱۸۱۶ء مین اسطرح ہے = پس جبکہ وہ شافع آئیگا جسکو مین تمھاری طرف باپ کیجانب سے بھیجونگا - یعنے روح الصدق جو کہ باپ کیجانب سے صدور ہونیوالا ہے - پس وہ میری نسبت شہادت دیگا - اور تم لوگ بھی شہادت دوگے - کیونکہ میرے ساتھ تم لوگ ابتدا سے تھے = اور اس مقام مین بھی ترجمون کی عبارت بہت مختلف ہے - ابوہاشم نے یہ کہا ہے کہ انجیل مین وہ ترجمہ جسکو اُنھون نے پسند کیا ہے یہ ہے - پس جسوقت فارقلیط آئیگا - جسکو مین تمھاری طرف اپنے باپ کے پاس سے بھیجونگا یعنے روح الحق جو باپ سے نکلیگا - پس وہ میری نسبت شہادت دیگا - اور تم لوگ بھی میری نسبت شہادت دوگے اسوجہ سے کہ تم اول امر سے میرے ساتھ ہو = یہ قول روح الحق جو باپ سے نکلیگا = کلام الٰہی کیجانب اشارہ ہے جو محمدؐ پر نازل ہوا ہے - قول الٰہی - وکذلک اوحینا الیک روحا من امرنا یعنے اسی طرح ہم نے وحی کی تیری طرف روح کو اپنے امر سے = اور یہ قول کہ = میری شہادت دیگا = اسمین محمدؐ کی نبوت کی پوری تصریح ہے کیونکہ بجز قرآن کے اور کسی کتاب نے عیسیٰؑ کی نسبت ایسی شہادت نہین دی کہ وہ نبی ہین - اور جو افترا اُنپر کیے گئے ہین وہ سب سے پاک و بری ہین اور یہ کہ وہ اللہ کی روح اور کلمہ اور مقبول رسول ہین - اور ہمیشہ اُمتین مسیحؑ کی اتباع کرنے والون کی تکذیب کیا کرتی تھین اور اُنپر بڑے بڑے الزام اور اتہام لگاتے تھے حتے کہ محمدؐ مبعوث ہوئے پس اُنھون نے مسیح کی نسبت ایسی شہادت دی جیسے کہ اُنکے اُن حوارین نے شہادت دی تھی جو اول امر سے اُنکے ساتھ تھے اور اُنکی اُمت کے متعدد لوگ جو شریعت مسیحی کے پورے پابند تھے -

پانچوین بشارت - جو کہ اُسی کے سولھوین باب مین واقع ہے = لیکن مین تم سے کہتا ہون کہ میرا جانا تمھارے واسطے بہتر ہے کیونکہ مین اگر نہین جاؤنگا تو تمھارے پاس فارقلیط نہین آئیگا = اور مطبوعہ ۱۸۱۶ء مین اسطرح ہے = لیکن مین تم سے سچ کہتا ہون اور وہ یہ کہ میری واپسی تمھارے لیے بہت

بہتر ہی کیونکہ اگر مین تم سے روگردان نہین ہونگا تو تمھارے پاس شافع نہین آئیگا۔ پس جب مین جاؤنگا تو اُسکو تمھاری طرف بھیجونگا۔ اور وہ جبکہ آئیگا تو دنیا گناہ اور عدالت اور قیامت کے ساتھ ملزم ہوجائیگی اور دنیا کا الزام گناہ کے ساتھ اسوجہ سے ہی کہ وہ لوگ میرے ساتھ ایمان نہین لاتے = اور مطبوعہ سنہ ۱۸۱۶ء مین یون ہی۔ لیکن مین تمکو سچ کہتا ہون کہ میرا چلا جانا تمھارے لیے بہتر ہی۔ کیونکہ اگر مین نہین جاؤنگا تو تمھارے پاس معزی نہین آئیگا۔ پس جبکہ مین چلا جاؤنگا تو اُسکو تمھاری طرف بھیجدونگا پس جبکہ وہ آئیگا تو وہ عالم کو خطا اور گناہ پر اور نیکی پر اور حکم پر زجر اور توبیخ کریگا۔ ابو ہاشم نے یہ کہا ہی کہ انجیل کے جس ترجمہ کو اُنھون نے پسند کیا ہی۔ اُسمین بھی یہ قول ہی میرا چلا جانا تمھارے لیے بہتر ہی کیونکہ مین اگر نہین جاؤنگا تو فارقلیط تمھارے پاس نہین آئیگا۔ پس جبکہ مین چلا جاؤنگا تو مین اُسکو تمھاری طرف بھیجونگا۔ پس جسوقت وہ آئیگا تو اہل علم کا تخطیہ کریگا۔ پس یہ ظاہر ہی جس باب مین ہم نے ذکر کیا ہی۔ یہ قول = مین اُسکو تمھاری طرف بھیجونگا۔ اگر یہ تحریف سے سلامت ہی تب اسکے معنے اس قول کے معنے کے مثل ہین = کہ اگر مین نہین جاؤنگا تو وہ نہین آئیگا۔ تمھارے پاس = اور یہ قول کہ = اہل علم کا تخطیہ کریگا = یہ خاتم النبیینؐ کی صریح صفت ہی۔ پس یہود اور نصاریٰ سے ایسا کون شخص ہی جسنے اہل علم کا تخطیہ کیا ہو اُس باب مین جسمین وہ قدرت رکھتے ہون۔ اس قسم کی کہ مسیح قتل کیے گئے۔ اور سولی دیے گئے بعد اسکے کہ اُنکو تکلیف دی گئی تھی۔ اور وہ جسمین کہ علماے یہود منفرد ہین یعنے مسیح پر طعن اور عیوب کے بہتان اور اتہام مین منفرد ہین۔ پس محمدؐ نے ان سب کا تخطیہ کیا۔ اور تفنید اسکے معنی تخطیہ اور قول وراے کی قباحت کو ثابت کر دکھانا ہی اور اگر اُنکے نزدیک محمدؐ ہی رسول نہون تو وہ کون شخص ہی جو مسیح کے جانے کے بعد آیا۔ حالانکہ مسیح کی ابتداے تشریف بری و مرفوع اسلے السما ہونے سے اسوقت تک کہ سنہ ۱۲۸۰ھ ہجری ہی بارہ سنو برس ہوئے۔ اور وہ دوسرا فارقلیط اور کون ہی جو عیسیٰؑ کے چلے جانے کے بعد کوشش کریگا اور اُنکے حق مین شہادت دیگا۔ اور اہل علم کا تخطیہ کریگا اُسنے اُسی عبارت سے متصل جسکو مین نے ابھی نقل کیا ہی۔ یہ بیان کیا ہی کہ مین نے انجیل کے دوسرے ترجمہ مین یون پڑھا ہی۔ کہ = فارقلیط نہین حکومت کریگا تاوقتیکہ مین نہ جاؤن۔ پس جسوقت آئیگا گناہ پر عالم کی توبیخ کریگا اور اپنے دل سے کوئی بات نہین کہیگا۔ لیکن وہ جو سنیگا وہی لوگون سے بیان کریگا۔ اور سب کو حق مین برابر رکھیگا۔ اور اُنکو حوادث اور پوشیدہ باتون کی خبر دیگا پس

بجز محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے اور وہ کون شخص ہی جسنے اہل علم کی حق باتکے چھپانے پر اور کسی کلام کی اصلی جگہہ سے تحریف کرنے اور مٹانے پر اور دین کو دنیا کی غرض جیسے کھوٹے ثمن کے ساتھ بیچنے پر اور جاہلوں کو خدا کے راستہ سے بہکانے پر اور اُنکے بجز اللہ کے دوسرے ایک اور معبود ٹھہرا کرنے پر۔ زجر و توبیخ کی ہی۔ اور نیز وہ کون شخص ہی جس نے حوادث سے ڈرایا ہی۔ اور پوشیدہ باتوں کی خبر دی ہی اور اُسی نے جو اسی باب سے دوسری بار نقل کیا ہی۔ وہ مطبوعہ ۱۸۱۶ع مین اسطرح واقع ہوا ہی = پس جسوقت وہ آئیگا۔ یعنے روح الصدق تمکو کامل صدق یعنے پوری راستی کیجانب ہدایت کریگا۔ کیونکہ وہ اپنے دل سے کلام نہین کہیگا بلکہ جو سُنیگا وہی بات بیان کریگا۔ اور آئندہ حالات کی تمکو خبر دیگا۔ اور وہ میری بزرگی اور عزت کریگا۔ کیونکہ وہ وہی لیگا۔ جو میرے لیے ہی۔ اور تمکو اُسکے ساتھ خبردار کریگا۔ ظاہر ہی کہ = جو میرے لیے ہی = اس سے مراد نبوت ہی۔ پس جسقدر آیات مین نے بیان کیے ہین ایسے ہین کہ ذہن بجز خاتم النبیین کے اور کسی کی جانب سبقت نہین کرتا اور ہمارے اندھوں کی طرح ٹٹولتے پھرتے تھے۔ اور جاہلانہ غرور کرتے ہین۔

چھٹی بشارت کی توضیح۔ جو کہ رویاے یوحنا کے دوسرے باب مین واقع ہی۔ ہم نے ابن ساباط کی تحقیق پر جرأت کرکے یوحنا کی روایت کے ساتھ استناد کیا ہی۔ ورنہ نہ مجھے صحیح ہونے پر بھروسہ ہی نہ اُسکی نسبت یوحنا کیجانب صحیح ہونے پر اعتماد ہی۔ اور اسی وجہ سے مین نے اُسکو بہت مختصر کر دیا ہی۔ اور ابن ساباط نے اس باب سے اور ما بعد کے باب سے سات بشارات استخراج کیے ہین اور خاتم النبیین کی رسالت پر اُنسے استدلال کیا ہی۔ پس جو شخص تفصیل چاہتا ہو وہ اُسکی کتاب دیکھے۔

اور باب کی ترتیب اسطرح ہی = پس توکنیسۂ آفس کے بادشاہ کیجانب لکھ جو اپنے داہنے ہاتھ سے سات ستاروں کا قابض ہی اور جو گنگا جمنی کے زینوں کے درمیان چلنے والا ہی۔ یہ کتاب ہی کہ مین تیرے اعمال اور سختی اور صبر سے واقف ہون۔ اور اس سے بھی واقف ہون کہ تو شریر لوگون سے برداشت کی استطاعت اور قدرت نہین رکھتا ہی۔ اور تو نے اُن لوگون کا تجربہ کیا ہی جو لوگ کہ کہتے ہین کہ وہ رسول ہین حالانکہ وہ رسول نہین ہین اور تو نے اُنکو جھوٹا پایا ہی۔ اور یہ کہ تو نے میرے نام کیوجہ سے تحمل کیا اور صبر کیا اور کوشش کی اور نہین تھکا۔ لیکن مجھے

تجھ سے یہ شکایت ہے کہ تو نے پہلی محبت چھوڑ دی - پس تو اُس مکان کو یاد کر جہان سے تو گرا ہے اور توبہ کر -
اور اعمال سابقہ کی طرح عمل کر ورنہ عنقریب تجلیات کے ساتھ مین تیرے پاس آؤنگا - اور تیری زین
کو اسکی جگہ سے ہٹا دونگا - اگر تو توبہ نہین کریگا - اور تب [illegible] ہے کہ تو نیقولاتین کے اعمال کو برا سمجھے
جنکو مین بھی برا ہی سمجھتا ہون - پس جسکے کان ہین وہ وہ بات سُنے جو کہ روح کنائس کے لیے کہتا
ہے - اور غالب آ [illegible] پس مین عنقریب اُسپر فضل کرونگا - درخت حیات سے کھلاؤنگا - جو اللہ کے
فردوس کے وسط مین واقع ہے - اور سمرنا کے کنیسہ کے مالک کو لکھ جو اول و آخر مردہ تھا - وہ اسوقت
زندہ ہے اور وہ کہتا ہے کہ مین تیرے اعمال اور مصیبت اور فقر سے واقف ہون لیکن تو غنی ہے اور اُن
لوگون کے کفر سے واقف ہے جو لوگ کہ کہتے ہین کہ وہ یہودی ہین - حالانکہ وہ یہودی نہین ہین بلکہ مجمع شیاطین
ہین - پس اُنمین سے کونسی بات سے مت ڈر جنکی برداشت سے تو خوفناک ہے - پس شیطان عنقریب
تمہارے بعض لوگون کو قید خانہ مین پھینک دیگا تاکہ تم لوگ رنج اُٹھاؤ اور عنقریب دس دن تم پر
بلا آئیگی پس تو امین یعنے امانتدار ہو جا تاکہ تو مرجائے - اور مین حیات کے تاج کے ساتھ عنقریب
تجھپر فضل کرونگا - پس جسکو قوت سامعہ ہے وہ وہ بات سنے جو کہ روح کنائس کے لیے کہتا ہے - اور جو
غالب ہے کہ وہ دوسری موت سے ہرگز مضرت نہ پائیگا - اور پرغامس کے کنیسہ کے مالک کو تو لکھ کہ تیز اور دو دھاری
تلوار والا کہتا ہے کہ مین تیرے اعمال سے واقف ہون اور اس سے کہ تو ایسے مکان مین رہتا ہے
جسمین شیطان کی کرسی ہے اور اس سے کہ تو میرے نام کا لینے والا ہے اور تو اس زمانہ مین میرے
ایمان سے منکر نہین تھا - جس زمانہ مین کہ تمہارے نزدیک میرا شہید امین انطیپاس قتل کیا گیا - ایسے
مکان مین جو شیطان کی سکونت کا تھا - لیکن مجھے تجھپر چند اشیا کے متعلق شکایت ہے کیونکہ تیرے نزدیک
ان وہ قوم ہے جو اُس بلعام کی حکمت کو مضبوط پکڑتے ہین جسنے بالاق کو اس امر کی تلقین کی کہ وہ اسرائیل
کے سامنے ٹھوکر کھانیوالا پتھر پھینکے - تاکہ وہ بتون پر چڑھائی ہوئی چیزین کھائین - اور زنا کے مرتکب ہون - یہ اور
تیرے نزدیک وہ قوم بھی ہے جو نیقولاتین کی حکمت کی استدلال کرتی ہے جسکو مین برا سمجھتا ہون - پس توبہ
کر ورنہ مین عنقریب تیرے پاس جلد آؤنگا اور اپنے مُنہ کی تلوار کے ساتھ اُنسے جنگ کرونگا - پس
جسکو قوت سامعہ ہے تو وہ سنے وہ جو کہ روح کنائس کو کہتا ہے - اور غالب پر پوشیدہ من کے کھلانے
سے مین فضل کرونگا اور عنقریب اُسکو سفید پتھر عطا کرونگا - اُسپر جدید نام لکھا ہوگا - جسکو بجز اس شخص

کے جسکو وہ پہونچیگا کوئی دوسرا پہچان نہین سکتا - اور شیاطیریہ کے کنیسہ کے مالک کو لکھ کہ خدا کا بیٹا جسکی آنکھین شعلۂ آتش کے مانند ہین اور پاؤن تانبے کے جیسے ہین کہتا ہی کہ مین تیرے اعمال، او محبت او خدمت اور ایمان اور صبر سے واقف ہون - اور اس سے کہ تیرے او اخر اعمال بہ نسبت اوائل اعمال کے افضل اور اعظم ہین لیکن مجھے تجھپر اشیا رقلیلہ کے متعلق شکایت ہی کیونکہ تم نے ایک عورت مسماۃ جیزبیل کو اذن اور اجازت دی جسنے نبوت کا دعوی کیا تھا - یہ کہ وہ میرے بندون کی تلقین کرے اور ارتکاب زنا کے سبب سے اُنکو گمراہ کرے اور جو چیزین کہ بتون پر چڑھائی گئی ہین اُنکو کھلائے اور مین نے اُسکو مہلت دی تھی تا کہ وہ زنا سے توبہ کرے لیکن اُسنے توبہ نہین کی - اور آگاہ ہو کہ مین اُسکو فرش مین لٹانے والا ہون اور اُن لوگون کو جو اُسکے ساتھ زنا کے مرتکب ہوتے ہین بہت بڑی بلامین ہین اگر وہ اپنے افعال سے توبہ نہ کرینگے اور مین اُسکے بیٹون کو موت سے قتل کرونگا - اور عنقریب تمام لناس یہ جان لینگے کہ مین وہی ہون کہ جو چیز دلون اور جگرون مین ہی اُس سے بحث کیا کرتا ہون - اور عنقریب تم مین سے ہر ایک کو اُسکے اعمال کی جزا دونگا لیکن مین تم سے اور شیاطیرہ کے بقیہ اُن لوگون سے جنکے پاس یہ حکمت نہین ہی اور اُن لوگون سے جنکی نسبت یہ کہا گیا ہی کہ وہ شیطانی فریبون سے واقف نہین ہین یہ کہتا ہون کہ مین تمپر دوسرا بوجھ نہین ڈالونگا - مگر تمکو چاہیے کہ جو تمھارے نزدیک ہی میری آمد کے زمانہ تک اُسکو مضبوط پکڑو - پس جسوقت کہ غالب اور وہ شخص جو میرے اعمال کو انجام امر یعنے قیامت تک محفوظ رکھیگا - پس مین عنقریب عوام پر اُسکو اقتدار عطا کرونگا - اور وہ لوہے کی عصا کے ساتھ اُنکی نگہبانی کریگا - اور عنقریب مثل کمھار کے کوزے کے توڑینگے اس بنا پر کہ مجھے اسکے ساتھ میرے باپ نے حکم دیا ہی - اور مین اُسکو عنقریب صبح کا ستارہ بخشونگا - مطبوعہ سنہ ۱۸۳۱ء -

غالب سے خاتم النبیین مراد ہین - اور من پوشیدہ وہ علم نبوت ہی - اور سفید پتھر اہل تحقیق کے نزدیک وہ سنگریزے ہین جو آدمؑ بوقت نزول ساتھ لائے تھے - اور بوقت وفات اُنھون نے وہ سنگریزے شیثؑ کو دیدیے تھے اور اسی طرح ہمیشہ دست بدست منتقل ہوتا رہا حتے کہ عیسیٰؑ تک پہونچا اور اُنسے محمد صلے اللہ علیہ وسلم تک پہونچا اور کہا جاتا ہی کہ رسول اللہ نے اُسکو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے سپرد کردیا اُس قول سے = میرے اعمال کی حفاظت کریگا = مطلق اوامر مراد ہین -

یعنے میرے اوامر کی پوری حفاظت کریگا = اور اس قول سے = اُسکو عوام پر اقتدار
حاصل ہونگے = یہ مراد ہی کہ اُس کے اقتدار عام ہونگے یعنے تمام عالم پر وہ مقتدر رہیگا
اور یہ قول کہ = نگہبانی کریگا اُنکی = ظاہر ہی - کیونکہ رسول اللہ نے اُنکی نگہبانی کی - اور پیالا اُنکو مشل
جیسے مٹی کے برتن کے اور = صبح کے تارے = سے مہدی مراد ہین کیونکہ وہ صبح کے وقت ظاہر ہونگے
اس سے زیادہ تفصیل ابن ساباط کی کتاب مین ہے

باب سوم

پہلی بشارت

پہلی بشارت وہ ہی جو سترہ مین باب سفر تخلیقہ مطبوعہ ۱۸۴۴ء مین واقع ہی اسمعیل کے بارہ مین
کہنا تیرا مین نے سُنا ہی - اور سے مین اُسمین برکت دونگا - اور میوہ دار اُسکو کرونگا اور بہت بہت
اُسکو جدا جدا بڑھاؤنگا اور بارہ سردار اُس سے پیدا ہونگے اور اُس سے ایک بڑی اُمت کرونگا
پس اسمعیل کی کوئی بڑی اُمت نہ تھی لیکن بڑی اُمت اُنکی اولاد یعنے آنحضرت کی ہی ابو ہاشم کہتے ہین
نہ جدا جدا جو عربی ترجمہ مین ہی - یہ بظاہر ترجمہ توریت کے عبرانی لفظ مند مند کا ہی - اس لفظ کے
معنون مین اختلاف ہی - بعضون نے بیان کیا ہی کہ اسکے معنے جدا جدا یعنی بہت بہت ہین اور بعض
نے لکھا ہی کہ معنی اسکے طیب طیب یعنے اچھے اچھے کے ہین - اور بعض نے لکھا ہی معنی سچ سچ
ہین -- اور بعض کا قول ہی کہ معنی اسکے حمداً حمداً یعنے شکر شکر کے ہین -

دوسری بشارت

باب بست و یکم سفر تکوین مین ہاجرہ سے خطاب ہی کہ اُٹھ اور اُٹھا لے اُسکو اور باندھ اپنا ہاتھ اُس پر
اسواسطے کہ مین اُس سے ایک بڑی امت کرونگا - پھر دو درس کے بعد اسمعیل کے بارہ مین ہی
کہ فاران کے میدان مین ٹھہرا اور شہر مصر سے اُسکی مان نے اُسکے لیے اُسکا جوڑا پیدا کیا مطبوعہ
۱۸۴۴ء

اور اُس ترجمہ مین جو کہ ابو ہاشم رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب ہی - مذکور ہی = پس اللہ تعالے نے ابراہیم
علیہ السلام سے کہا کہ تو اپنے لڑکے کے بارہ مین مغموم اور محزون نہو اور سارا کے حکم کو مان اور

اُسکی اطاعت کر کیونکہ تیرا بیٹا اسحٰق تیرے لیے خلف یعنے اولاد کا سبب ہوگا - اور قریب ہی کہ مین تیری
لونڈی کے بیٹے کو بھی مین بڑے قوم مین پھیلا دونگا - کیونکہ وہ تیرا خلف ہی - صبح ہوتے ہی
ابراہیم نے لڑکے کو مع روٹی اور پانی کے ہاجرہ کے سپرد کر دیا اور اُسکے اُوپر بٹھا دیا اور کہا کہ
چلی جا -
پس کسی شخص نے یہ نہین کہا ہی کہ اسحٰق اور اُسکی اولاد اسمٰعیل اور اُسکی اولاد کے دست نگر اور اُس سے
سرنگون ہوئے ہون - اور ملک اور نبوت ہمیشہ اسحٰق ہی کی اولاد مین رہی یہانتک کہ سیدنا محمد صلی اللہ
علیہ وسلم مبعوث ہوئے - پس بنو اسحٰق نے اُنھین کے سامنے سرنگون ہو کر ہاتھ پھیلایا - انتہے
اختصارنا قال -

پس مقصود اسمٰعیل اور لونڈی کے بیٹے کے ذکر سے اُسکی اولاد جو کہ کافہ خلق پر مبعوث ہوئی ہی مراد ہی -
اور ہم نے اس کتاب کے باب اول مین اُس سے متعلق ذکر کر دیا ہی اور اس مقام سے جو متعلق ہی
وہ ذکر کرینگے -

بشارت تیسری

سفر تکوین کے اُنچاسوین باب مین جو واقع ہوا ہی = تو اے یہودا قسم دیتے ہین تجھے تیرے بھائی -
اور تیرے ہاتھ دشمنوں کے پیچھے ہین اور سرنگون ہین تیرے لیے تیرے بچا - اے یہودا تو
مثل بچہ شیر کے ہی اُٹھا تو - تو نے میرے بیٹے کو قتل سے بچایا جبکہ کود پڑے اور پھاندے مثل شیر نر
اور شیر مادہ کے کون شخص ہی جو اُسکو کھڑا کر دے ہمیشہ رہیگا یہودا سے اور رسم یعنے اُسکے حکم کے
تحت سے حتیٰ کہ وہ شخص آجاوے جو اُسکا والی ہی - جسکی جانب قبائل چلے ہونگے - اور اپنی
پلکون سے اُسکے گدھے کے بچے باندھینگے - اور سویرنی کے لیے اُسکے گدھے کے بچے - درحالیکہ
دُھلا ہوگا شراب سے اُسکا لباس اور انگور کے خون سے اُسکی پوشاک دُھلی ہوئی ہوگی - سرخ ہین
دونون آنکھین غایت درجہ کی سرخی سے - اور سفید ہین اُسکے دانت جنکی سفیدی دودھ سے
بڑھی ہوئی ہی - ترجمہ ۱۸۴۴ء -

اور اُس ترجمہ مین جو کہ ابن ساباط کی جانب منسوب ہی - اسطرح واقع ہی - لیکن تو اے یہودا وہی
شخص ہی جسکی تعریف اُسکے بھائی کرتے ہین - اور عنقریب دشمنون کی گردنون مین تیرا ہاتھ ہوگا -

اور نہایت فرمانبردار ہونگے ۔ تیرے چچا ۔ خبردار رہو کہ ہرگز یہودا سے تلوار نہ چھوٹیگی ۔ اور ہرگز اسکے دونون قدمون کے نیچے سے عزت نہین دیجائیگی ۔ یہانتک کہ شیلو آوے ۔ جسکی جانب عوام الناس مائل ہوجائینگے اور اپنی پلکون سے اسکے گدھے کے بچے باندھینگا اور اپنے اچھے عمدہ انگور کے نیچے اسکے گدھے باندھینگے ۔ دھالیگا وہ اپنا ہو کا شراب سے اپنا کرتہ اور انگور کے خون سے اسکا لباس اور اسکی آنکھین شراب سے زائد سرخ ہونگی اور اسکے دانت دودھ سے زائد سفید ہونگے ترجمہ این سابات جو اوپر مذکور ہوا ہی انگریزی ترجمہ سے مطابق ہی ۔ بالجملہ (الذی ہو والیہ) یعنے جو شخص کہ اسکا والی ہی ۔ اور شیلوہ سے خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم مراد ہین ۔ جنکی جانب قبائل جمع ہوئے اور عوام الناس یعنے کل مخلوقات عالم رجوع ہوئی اور نصاری نے اس بشارت کو غصب کرکے مسیح علیہ السلام کو اس بشارت کا مورد قرار دیا ہی ۔ جو اس وجہ سے خلاف ہی کہ مگر مسیح علیہ السلام کیجانب قبائل جمع اور رجوع نہین ہوئے ۔ اور یہود بشارت کو اس مسیح کے لیے خیال کرتے ہین جو انکے خیال مین آئندہ آنیوالا ہی اور یہ انکا وہم ہی ۔

بشارت چوتھی

جوکہ استثناء کے تینتیسوین باب مین واقع ہوئی ہی ۔ قسم ہی اس ذات کی جسنے تجلی کی طور سینا سے اور ظاہر کیا اپنے نور کو کوہ سعیر سے اور ظاہر کیا اسکو کوہ فاران سے اور آیا مقدس ٹیکرے پر ایک ایسی شریعت کے ساتھ جو اسکے داہنے جانب سے انکے لیے نور ہی ۔ ترجمہ ۱۸۱۱ء ۔

اور ترجمہ ابوہاشم مین اسطرح منقول ہی ۔ اللہ تعالے طور سینا سے آیا اور ظاہر ہوا لوگون پر ساعیر سے اور چڑھگیا فاران پر جبال فاران سے اور اسکے ساتھ داہنی جانب طور کے ایک ٹیکری تھی ۔ ابوہاشم نے لکھا ہی کہ دوسرے ترجمہ مین بھی ایسے ہی ہی ۔ تجلی کی اللہ نے سامین ظاہر ہوا ساعیر سے اور اوپر چڑھ گیا جبال فاران سے ۔ ابوہاشم نے لکھا ہی کہ عیسیٰ علیہ السلام اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی یہ بہت بڑی تصریح ہی کیونکہ طور وہی مخصوص پہاڑ ہی ۔ جس مقام پر خدا نے موسیٰ علیہ السلام کو اپنا پیغمبر بنایا اور کلام سے عزت بخشی ۔ اور ساعیر شام مین ایک پہاڑ ہی جس مقام سے عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کا ظہور ہوا اور اسکے قریب ایک مقام خیرہ ہی یہ وہ قریہ ہی جہان عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے ہین ۔ اور فاران وہ مکہ ہی اور اسمین کسی اہل کتاب کو مخالفت نہین ہی جسنے یہ بیان کیا ہی کہ یہ توریت مین مذکور ہی کہ اس نے

قاران کے میدان اور مکہ مین پرورش پائی جوکہ اسمعیلؑ کی نشو ونما کا مقام ہو - اور قاران ہی کے پہاڑون مین خدا نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر وحی بھیجی اور وہین سے اُنکو اللہ کیجانب رسول بناکر بھیجا - یہ قول کہ جا ء اللہ یعنے اللہ آیا طور سینا سے اس سے مراد اُسکی ذات کا آنا نہین ہو بلکہ اُسکا آنا باعتبار اُسکے کتاب اور حکم اُنکے کہا جاتا ہو جیسا کہ خدا نے فرمایا ہو (فاتاهم الله من حيث لم يحتسبوا) (یعنے آیا اللہ اُنکے پاس اسطرح کہ وہ حساب نہ کرتے - یعنے اُنکے پاس خدا کے بے حساب حکام اور قرآن آئے یہ نہین کہ خدا خود آیا - یہ قول کہ ساعیر سے ظاہر ہوا اس سے مراد یہ ہو کہ اُسکے کلام کے انوار ظاہر ہوتے - اسی طرح یہ قول کہ چڑھگیا قاران کے پہاڑ سے اس سے مراد یہ ہو کہ اُسکا حکم ظاہر ہوا اور اُسکی کتاب اور اُسکی توحید اور حمد ظاہر ہوئی اور وہ چیز جسکی اُسنے اپنے رسول سے اپنی ذکر کی مثل اذان اور تلبیہ وغیرہ کے تشریح کی ظاہر ہوگی -

(خلاصہ) تمام اُمت کا اس بات پر اتفاق ہو کہ قاران سے کوئی نبی سوا خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کے نہین آیا - کیونکہ خدا نے اُنپر قاران ہی مین وحی بھیجی اور وہین اُنکو مبعوث کیا اور دین الٰہی وہین ظاہر ہوا اور شرع کے طریقے وہین ظاہر ہوئے اور قاران وہی مکہ ہو جہان خدا کا ذکر پہاڑ کی چوٹیون پر اور وادیون کے بطون مین بلند ہوا اُسکی زیادہ تصریح اور توضیح اسمعیل بن عوف کی کتاب مین ہو -

پانچوین بشارت

جوکہ کتاب اشعیاء علیہ السلام کے اکیسوین باب مین واقع ہو - کیونکہ یہ میرے رب نے کہا کہ آمادہ ہو اور قائم کر دیدبان اور جس شخص کو تو دیکھے اُسکی بھی خبر دے - اور مین نے دیکھا دو سوار ایک تو گدھے پر سوار تھا - اور دوسرا اُونٹ پر - تاکہ سنین اُسکو بہت لوگ - اور اوریا نے دیدبان رب کی ودیعت کی اور کہا کہ مین ہر وقت نئی دن کھڑا رہا اور لشکرگاہ پر ایک کامل رات بھر کھڑا رہا کہ یکایک وہ کھڑا ہوگیا اور آگے بڑھا ایک سوار اُن دونون سوارون مین سے اور جواب دیا کہ بابل عظمیٰ اور اُسکے کل بُت اور جسقدر مصنوعات جو اُسکے لیے ہاتون سے بنائے گئے تھے سب کے سب زمین کیطرف گر پڑے - ای متقی دردناک لوگ سنو اور سوچو کہ یعنے پروردگار رجبوث یعنے اسرائیل کے معبود کیجانب سے سُنا ہو مین تمکو اُسکی خبر دیتا ہون - نبوت ادوم اور اہل ساعیر مین ہو جوکہ نہ عیسو ہین - تم مجھکو ساعیر سے پکارو - تم دن رات کنگرون کی حفاظت کرو - اگر تم طلب کرنا چاہتے ہو تو نبوت کو عرب اور بنی قیدار مین طلب کرو - اور

میرے پاس سوجاتے جنگل مین اور شام کے وقت اذان کے راستہ مین سو جیا۔ طبوعہ سنہ ۱۸۱۱ء =
پس اس باب مین دو مقام پر خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کی بشارت ہے۔ ایک اونٹ پر سوار ہونا
اور بابل کا گر جانا۔ کیونکہ کوئی نبی اونٹ کا سوار بجز خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے مشہور نہین ہوا
جس طرح کہ کوئی نبی گدھے کا سوار بجز عیسیٰ علیہ السلام کے مشہور نہین ہوا۔ اور بیشک ملک بابل
اور اُسکے تمام اصنام خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ نبوت مین گر گئے ہین۔ اور دوسرے یہ کہ
نبوت عرب مین اور بنو قیدار مین ہے۔ کیونکہ بجز خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کے کوئی نبی عرب مین اور
بنی قیدار یعنی بنی اسمٰعیل مین مبعوث نہین ہوا ہے اور بعض پادری اس بشارت کو جو اس باب مین واقع ہوئی
ہے بشارت نہین خیال کرتے ہین اور کہتے ہین کہ اسمین کوئی بشارت نہین ہے بلکہ نفس واقعہ کا بیان
ہے جسکو اشعیاہ نے دیکھا تھا۔ لیکن انھون نے بغیر اس بات کے اشارے کے کہ یہ بشارت ہے بیان
کر دیا یعنے بشارت نہین ہے اور یہ قول قطعاً باطل ہے۔ اور ہمارے علما نے عہد عتیق سے اور بھی بہت سی
بشارتین ذکر کی ہین جنکو مین نے بخوف تطویل ترک کر دیا ہے۔ اور حسب ذیل کتابین جو اس فن کی
میرے پاس موجود ہین مین اس باب مین انھین مصنفین حضرات کے قدم بقدم ہون اور انھین
کے انوار سے اقتباس کرتا ہون۔

تفصیل کتب موجودہ

کتاب الاستفسار مصنفہ ابوبکر طیب۔ اور کتاب ابو یحییٰ ابن عیسیٰ طبیب جو پہلے نصرانی تھا۔ پھر اسلام
سے مشرف ہو کر رد نصاریٰ مین ایک کتاب تصنیف کی۔ اور کتاب ابن فورک۔ اور کتاب ابن قتیبہ
اور کشف اسمٰعیل۔ اور کتاب ابو ہاشم۔ اور القول الناسخ والبراہین السابلیہ جنمین انکے افعال کے
قبائح بیان کیے گئے ہین۔ اور کاشفہ لما اسروہ من امر البشر لسید البشر =
جن لوگون نے اس فن کی کتابون کی ورق گردانی کی ہوگی انپر یہ بات پوشیدہ نہوگی کہ قدیم ترجمون
مین بعض علامات ظاہری موجود تھے بلکہ بعض ترجمہ مین تو لفظ محمد بھی موجود تھا اور لفظ احمد تو ابتک
اُن ترجمون مین جو عہد عتیق کے ہین اور میرے پاس ہین موجود ہے۔ لیکن نصاریٰ مترجمین خصوصاً
فارسی اور اردو کے مترجمین نے اپنی عادت کے موافق غفلتاً یا عمداً بغرض تحریف اسم مبارک
کو جس چیز کے ساتھ چاہا بدل دیا۔ اسلیے کہ مترجمین نے جب کبھی اسما اور اعلام کا ترجمہ کیا ہے

توانکو متغیر کر دیا ہی - یا بالکل بدل دیا ہی - جیساکہ عمانوئیل کے ترجمہ مین اُنھون نے ایسے ہی کیا ہی کہ اُسکا
ترجمہ اُنھون نے اللہ کیا ہی - حالانکہ عمانو ایک علیحدہ لفظ ہی اور ئیل بمعنی اللہ ہی - اسی طرح سے
احمد کی جگہ بھی اُنھون نے کوئی اور لفظ بدل دیا ہو اور یہ گمان کر لیا ہو - کہ احمد کے معنی اس لفظ سے
پیدا ہو سکتے ہین - جیساکہ کتاب اشعیا علیہ السلام کے بیالیسوین باب کے اُس ترجمہ مین جو لندن آنجہ
کی طرف منسوب ہی اسطرح واقع ہوا ہی = میرا وہ بندہ جس سے میرا نفس خوش ہوا مین اُسپر اپنی
وحی اُتارونگا - پس وہ اُمت مین میرے عدل کو ظاہر کریگا اور اُنکو وصایا کی وصیت کریگا - نہین ہنستا
ہی - اور نہ زور سے بازارین باتین کرتا ہی - کانے کی آنکھ کو کھول دیتا ہی اور بہرے کے کان کو
کھول دیتا ہی اور مردہ دلون کو زندہ کر دیتا ہی - جو چیز مین نے اُسکو دی ہی کسی شخص کو نہین دی -
تسبیح پڑھنے والا ہی - اللہ کی حمد نئی نئی کرتا ہی - آتا ہی اقصاے عالم سے جنگل اور اُسکے رہنے والے
خوش ہوتے ہین - اور ہر ایک بلندی پر خدا کی تہلیل کہتے ہین اور تکبیر کہتے ہین - نہ وہ ضعیف ہوتا
ہی نہ مغلوب ہوتا ہی - اور ہواے نفسانی کیجانب مائل نہین ہوتا ہی اور اُن صالحین کو جو کہ مثل ضعیف
بیٹھ گئے ہین ذلیل نہین کرتا ہی - بلکہ صدیقین کو قوت دیتا ہی اور وہ اللہ کا وہ نور ہی - جسکے غلبہ سے
اُس اثر کو جو اُسکے کنفین پر ہین کوئی نہین بجھا سکتا ہی - پھر کہا کہ یہ ترجمہ سریانیون کا ہی - عبرانیون نے
اُسکی اسطرح تعبیر کی ہی کہ اُسکے مونڈھے پر نبوت کی علامت ہی - پھر کہا کہ یہ سب صریح بشارت ہی محمد صلی اللہ
علیہ وسلم کی مع ذکر دولت عرب کے کہ خوش ہوگا جنگل اور اُسکے رہنے والے - اور تسبیح کہنے والا وہ
محمد ہی ہی صلے اللہ علیہ وسلم کیونکہ تسبیح اُنکی لغت مین بمعنی حمد ہی یعنے تسبیح لفظ محمد کا ترجمہ ہی - کیونکہ حمد اُنکے
لغت مین بمعنی تسبیح ہی - پس اس بشارت نے ظاہری علامات مین سے کسی علامت کو نہین چھوڑا - بلکہ
خاتم النبیین کے نام کی بھی تصریح کر دی - لیکن مترجم نے اپنے قصور فہم کیوجہ سے اُسکا ایسا ترجمہ
کیا - ابو ہاشم رح نے اس موقع پر اور بھی کلام حیقوق علی نبینا وعلیہ السلام کے نقل کیے ہین = یہ کہ آیا اللہ
داہین جانب سے اور ظاہر کیا قدس کو جبال فاران پر - اور بھر گئی زمین احمد کی حمد سے - اور اُسکا
دایان جانب امتون کی گردنون کا مالک ہوگیا - اور روشن ہوگئی زمین اُسکے نور سے - اور حملہ کرینگے
گھوڑے اسکے دریا مین = میرا خیال یہ ہی کہ یہ بشارت کتاب حیقوق ع کے تیسرے باب مین تھی یہود
اور نصارے نے غضب کی آگ سے جلکر اس بشارت ہی کو کتاب سے نکال ڈالا - اور اُس ترکیب سے

باب کو بدل دیا کہ بشارت کیجانب ذہن کی رسائی بھی نہو سکے - اور اُس نسخہ مین جو کہ اسمعیل کیجانب منسوب ہی - اس باب کا ترجمہ اس طرح ہوا ہی کہ = آیا اللہ داہنی جانب سے - اور تقدیس جبال فاران سے پس بھر گئی زمین احمد کی حمد اور تقدیس سے . . اور زمین اور اُمتون کی گردنون کا اپنی ہیبت سے مالک ہوا = اور یہ بھی کہا کہ = اُسکے نور سے زمین روشن ہو جاتی ہی اور سوار کرینگے گھوڑے اُن کے تری اور خشکی مین = اور یہ بھی کہا کہ - ہم تیرے حسن سے اعراف کو ا . دلق کرینگے - اگر تو تیر کو غصہ سے سے دیکھے گا ای محمد بیت بڑھجائیگی = اور اسی طرح اور بھی - یہ سب تصریح ہی خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کے نام کی اور صفات کی اگر مخالفین نام سے انکار کرینگے تو صفات ہکو خبر دینگے - یہان تک ابوہاشم کا کلام تھا - قبل اسکے مقالہ ثانی مین یہ بات معلوم ہوچکی ہی کہ یہود نے لفظ احمد کو بعض زبور سے بھی نکالدیا - اور یہود کے نزدیک بعض بشارات قبل بعثت خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کے مشخص اور متعین تھے - جیسا کہ ابوہاشم نے راکب جمل کی بشارت کے بیان کرنیکے بعد جو کہ کتاب اشعیاء علیہ السلام اکیسوین باب مین واقع ہی یون بیان کیا ہی - کہ اسکندریہ کے کسی دروازے پر تانبے کی ایک مورت کی تصویر تھی اور اُسپر تانبے ہی کا ایک سوار تھا جسکی ہیئت اور شکل عربی تھی - اور اُسکے ہاتھون مین نیزہ اور عصا تھا اور اُسکے سر پر عمامہ تھا اور اُسکے پانون مین جوتہ تھا اور یہ سب تانبے ہی کے تھے - وہان کے لوگون کا یہ دستور تھا کہ جب کوئی آپسمین ظلم وزیادتی کرتا تو مظلوم ظالم سے یون کہتا کہ تو میرا حق دیدے قبل اسکے کہ یہ شخص نکلے اور میرا حق تجھ سے لیوے - خواہ تیری مرضی ہو یا تو انکار کرے اور یہ بت اُسی حال پر رہا حتے کہ عمرو بن العاص صحابی نے مصر کو فتح کیا اُسکے بعد اُنھون نے وہ بت نہ پایا - عہد عتیق مین بشارات نام کی تصریح کے ساتھ یعنے احمد پرانے ترجمون مین ابتک موجود ہین - جیسا کہ خدا تعالے نے قرآن شریف مین اُسکو نقل کیا ہی = واذ قال عیسیٰ ابن مریم تا - ھذا سحر مبین - یعنے جبکہ عیسیٰ ابن مریم نے کہا کہ ای بنی اسرائیل مین خدا کا رسول ہون - تمھاری طرف میرے سامنے جو توریت ہی مین اُسکی تصدیق کرنے والا ہون - اور میرے بعد جو رسول آئیگا جسکا نام احمد ہی اُسکی بشارت دینے والا ہون - پس جبکہ نشانیون کے ساتھ وہ آیا تو کہنے لگے کہ یہ ظاہر جادو ہی = جیسا کہ ہم نے ابھی تمکو تنبیہ کردیا ہی اور ابھی وہ آیات پیش کرچکے ہین جنمین اسم شریف موجود ہی - لیکن یہود اور نصاریٰ کا یہ خیال تھا کہ خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کا نام محمد ہی ہوگا نہ اور نام - اسی وجہ سے اُنھون نے احمد

سے نکالنے مین کوشش نہین کی پھر جب اس سے واقف ہوئے کہ احمد بھی اُنھین کا نام مبارک ہے اور اُنکو یہ معلوم ہوا کہ مسلمانون کی تقریر اس باب مین یہ ہے کہ اہل آسمان حضرت کو احمد کے نام سے پکارینگے جسطرح اہل زمین اُنکو محمد کے نام سے پکارتے ہین تب اُنھون نے اپنی کوشش کی باگ اُسکے تبدیل اور اخراج اور اسقاط کیجانب پھیری۔ لیکن نام مبارک کی تصریح کے وجود سے یہود اور نصاری کا انکار کہ بشارات عہد عتیق مین بھی نہین ہے ہمکو ہرگز مضر نہین ہے کیونکہ یہود نے ایسی بشارت کے وجود سے اقرار کیا ہے کہ ایک نبی کوہ فاران یعنے مکہ سے مبعوث ہوگا جو کہ بنی قیدار یعنے بنی اسمٰعیل علیہ السلام سے ہوگا۔ اور وہ نبی مبعوث بجز محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کوئی نہین ہے۔ اور انجیلون کی یہ حالت ہے کہ لفظ فارقلیط احمد کے مرادف ہے یا اُسکے قائم مقام ہے اگرچہ ہم نے لفظ احمد کو صراحۃً اُن ترجمون مین جو میرے پاس پہونچے ہین نہین پایا ہے نصاریٰ اس لفظ کی تاویل مین اپنے نفوس کو بڑی زحمت مین ڈالتے ہین لیکن اس لفظ کا مورد بجز محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے اور کچھ نہین ہوسکتا ہے۔ جیسا کہ تمکو معلوم ہوچکا ہے۔ اب قرآن مجید اور فرقان حمید جو کہ اصحاب محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے حق مین ناطق ہے کہ ذٰلك مثلهم فی التورٰىة ۔ تا لیغیظ بهم الکفار۔

پس انجیلین بھی اُسکے موافق ہین جیسا کہ انجیل متی کے تیرھوین باب اور انجیل لوقا کے تیرھوین باب اور انجیل مرقس کے چوتھے باب مین مذکور ہے اُسکی زیادہ تفصیل براہین ساباطیہ مین موجود ہے۔ اور نیز بعض مثالین جو کہ عہد عتیق کے رسالون مین مذکور ہین اسکے موافق ہین۔ اور دین محمدی کے سچے ہونے پر اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے رسول برحق اور سچے نبی ہونے پر اور توریت اور انجیل مین اُنکی بشارت ہونے پر بھی شہادت کافی ہے جو کہ پانچوین باب مین واقع ہوا ہے کہ باطل بہت تھوڑی مدت تک ٹھہرتا ہے۔ پس جبکہ طریقت اور شریعت محمدی مستقل طور پر قائم ہوگئی اور تمام دنیا مین پھیل گئی اور آج تک ٹھہری رہی اور آئندہ بھی اُسکے ارکان خروج مہدی اور نزول عیسیٰ علیہ السلام کی وجہ سے اور بھی مضبوط ہوجاوینگے پھر کیونکر اس دین محمدی کی سچائی مین شک کیا جاسکتا ہے۔ جیسا کہ ابن ساباط نے متنبہ کیا ہے۔ جو باتین کہ مین نے اس مقالہ مین بیان کی ہین اُنکو اگر مقالہ ثانیہ کے ساتھ ملاکر دیکھا جائے تو معلوم ہوجائیگا کہ پادریون نے جو یہ کہا ہے کہ تحریف اگر دوہی عہد مین واقع ہوئی ہے تو ہمکو وہ بشارات بتلاؤ جو خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کے بارہ مین تھین جنکی ہم نے تحریف کی یا جنکو ہم نے نکالدیا۔ اور تحریف

سے ثبوت کو اُن ضعیف امر پر منحصر کرتے ہین ۔ یہ اعتراض اُنکا بالکل ساقط ہوگیا اور جو اُنھون
سے طلب کیا ہین نے فوراً پیش کردیا ۔ پس اگر اُنکو حیا کا کچھ حصہ ملا ہی تو پھر آئندہ ہرگز اس قسم کی باتین
نہ کہینگے اور اگر حیا ہی نہین ہی تو پھر جو چاہین کہین = ابوہاشم رحمۃ اللہ نے لکھا ہی کہ اُس قوم کا امر اس شے مین جسکو وہ
انجیل کے نام سے موسوم کرتے ہین مثل امر یہود کے ہی اُس شے مین جسکا نام اُنھون نے توریت رکھ لیا
ہی ۔ اور یہ اسلیے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ مین اُنکی دعوت ظاہر نہین ہوئی اور اُنسے اُنکے حوارئین
اور تابعین نے انجیل سے لی ۔ اور وہ چار اشخاص ہین ۔ متی ۔ یحییٰ ۔ مرقس ۔ لوقا ۔ اور اُنہین سے
ہر ایک نے مختلف لغت مین اُسکی عبارت کو متغیر کردیا ۔ کیونکہ جو شخص جس امت کی دعوت کرتا تھا
اُنھین کے لغت کے موافق اُنکو سناتا تھا ۔ اسکا خیال نہ رہا جو کہ مسیح علیہ السلام سے سُنا تھا ۔ اور یہی وجہ
ہی کہ چارون انجیلون مین بہت سخت اختلافات پیدا ہوگئے ۔ اور نصارا نے بھی یہودیون کے مانند علما
کی زبان سے اخذ کتاب کیا کرتے ہین کیونکہ وہ حفظ کرتے ہی نہ تھے ۔ اور اسقدر اُنھون نے
انجیل کو چھوڑ دیا کہ غالبًا ایک سطر بھی انجیل کی اُنکو یاد نہو ۔ اور جبکہ خدا نے توریت اور انجیل کی حفاظت
بشر ہی کے بھروسہ پر چھوڑ دی تب اسی وجہ سے دونون کتابین ضایع ہوگئین ۔ اور قرآن مجید کی
حفاظت کا چونکہ خود خدا والی ہی اسوجہ سے ابتک ضایع نہین ہوا ۔ خدا نے فرمایا ہی انا نحن نزلنا
الذکر وانا لہ لحفظون یعنے ہم نے ہی قرآن اُتارا اور ہم ہی اُسکے محافظ ہین ۔ دوسری آیۃ یہ کہ
لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ یعنے باطل نہ اُسکے سامنے سے آسکتا ہی نہ اُسکے
پیچھے سے ۔ فالحمد للہ رب العالمین اور اس سے ظاہر ہی کہ یہ دونون کتابین یعنے توریت
اور انجیل غیر محفوظ ہین ۔ اور شاید اُنکی تحریف یہود اور نصاری کی بقا تک جاری رہیگی یا نزول عیسے
علیہ السلام تک ۔ پس باب تحریف مین نصاری کے مزخرفات اس قسم کے ہین کہ ہرگز اُنکو کان
دھر کے نہین سننا چاہیے ؎

بارھوان مقالہ

(اس بیان مین کہ قرآن شریف کلام الٰہی ثابت ہوتا ہے یا نہین شک و شبہ کو دخل ہے)

اہل اسلام کا اسپر ایمان ہے کہ قرآن شریف خاص اللہ تعالے کا کلام ہے جو نبی آخر الزمان صلے اللہ علیہ وسلم کو بوحی حاصل ہوا حضرت جبرئیل علیہ السلام نبی آخر الزمان صلے اللہ علیہ وسلم تک پہونچاتے تھے اور وہ صحابہ کو تعلیم فرماتے تھے علماے مسیحی گمان کرتے ہین کہ نبی آخر الزمان صلے اللہ علیہ وسلم نے آپ بنالیا ہے اللہ کا کلام نہین ہے اور بڑی دلیل اُنکی یہ ہے کہ قرآن شریف انجیل کے موافق نہین ہے اکثر احکام مین مخالف انجیل ہے اور انجیل کلام الٰہی ہے پس کلام الٰہی کا مخالف کلام الٰہی کیونکر ہو سکتا ہے۔ جو دلیل نہایت بے اصل اور کئی وجہ سے باطل ہے۔

اوّل۔ یہ کہ جب نبوة نبی آخر الزمان صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی بخوبی ثابت ہے اور حسب بشارات مندرجہ مقالہ یازدہم بعض بشارات جس طرح مثبت نبوة ہین اُسطرح مثبت قرآن شریف بھی ہین جیسا سفر خامس توریت کے اٹھارہوین باب کی بشارت ترجمہ عربی سنہ ۱۸۴۴ع سے واقیم نبیاً لھم من بین اخوتک مثلک القی کلامی فی فمہ فیخاطبھم بجمیع ما امرہ بہٖ[1]۔ جو بشارت بحق مسیح کسی طرح مطابق نہین ہو سکتی حضرت مسیح علیہ السلام مین حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مثلیت نہین پائی جاتی اسلیے کہ آپ صاحب جہاد نہ تھے بلکہ خود صلیب پاگئے پس یہ بشارت خاص بحق نبی آخر الزمان صلعم ہے جیسا کہ صاحب کتاب استفسار نے دلائل تعین مفصل تحریر کیے ہین پس اب قرآن شریف محل بحث نہ رہا باینہمہ جب ایک نبی کی نبوة متحقق ہو چکی تو جو کچھ وہ فرماوے واجب التسلیم ہے اور جسکو وہ کلام الٰہی بتادے وہ قطعی اور یقینی ہے۔

دوسرے یہ کہ عیسائیون کی دلیل کے بموجب لازم آتا ہے کہ انجیل بھی کلام الٰہی نہو اسلیے کہ توریت کلام الٰہی ہے۔ اور انجیل اُسکی مخالف ہے جیسا کہ اوپر ثابت ہوا

---

[1] ترجمہ جو شی مین اُنکے لیے کھڑا کرونگا جو تمھارے بعض بھائیون سے تمھارے مثل ہوگا اُسپر مین اپنے کلام کی تلقین کرونگا جو وہ انھین سنائیگا اور انکو ہمارے احکام سے مطلع کریگا۔

تیسرے - یہ کہ قرآن شریف تین احکام مین مخالف انجیل ہو اکثر ان احکام مین موافق توریت ہو جس سے ظاہر ہو کہ قرآن شریف مخالفت کے ساتھ بھی کلام الٰہی کے موافق ہی رہا

چوتھے - یہ کہ علماے مسیحی خود دعویٰ کرتے ہین کہ قرآن شریف مین انجیلون کی باتین مرقوم ہین جو انجیلون کے موافق ہین - لیکن وہ انجیلین جعلی ہین لیکن قرآن مجید کو مخالف انجیل کہنا اُس حالت مین مناسب ہوتا جبکہ اُن انجیلون کو جعلی اور بے سند ثابت کر دیا جاتا اور اناجیل اربعہ مندرجہ مجموعہ کتب عہد جدید اصل اور سندی ثابت ہو جاتین تا عہد جدید کے جعلی اور کلام الہامی نہونے پر یہ استدلال کیا جا سکتا ہو - کہ یہ احکام متناقضہ پر مشتمل ہو جیسا کہ اناجیل اربعہ اور اعمال الرسل کے احکام و مضامین سے اور جناب پولوس مقدس کے رسائل کے مقابلہ کرنے سے ظاہر ہو چنانچہ اوپر بھی یہ امر بخوبی ثابت کیا جا چکا ہو اور جو احکام متناقضہ پر مشتمل ہو وہ کلام الٰہی نہین ہو -

پانچوین - یہ کہ جب اہل اسلام کے نزدیک احکام الٰہی کا نسخ احکام الٰہی سے جائز ہو تو جو احکام مختلف ہوئے ہین حکم اخیر حکم اول کا ناسخ کہا جا سکتا ہو لیکن علماے مسیحی کے لیے سخت دقت ہو - جو کلام الٰہی مین نسخ کے قائل نہین ہین پس اہل اسلام کے نزدیک تخالف باقی نہین رہتا اسلیے کہ تخالف اُس وقت باقی رہتا کہ احکام مختلفہ غیر منسوخ اور واجب العمل ہوتے -

چھٹے - یہ کہ جسقدر مخالفت کتب عہد عتیق و عہد جدید مروجہ حال مین ہو اور جسقدر تخالف کتب عہد جدید مین بعض کو بعض سے ہو ایسی مخالفت ہرگز نہ قرآن شریف اور کتب عہد عتیق مین ہو نہ قرآن شریف اور کتب عہد جدید مین - پس جسطور پر علماے مسیحی نے عہد عتیق اور عہد جدید کا تخالف رفع کرنے مین سعی کی ہو اُسی طرح ادنیٰ توجہ سے قرآن شریف کی مخالفت دفع ہو سکتی ہو -

ساتوین - یہ کہ بمقابلہ اہل اسلام قرآن شریف کو بوجہ تخالف انجیل کلام الٰہی نہ کہنا ضرور ایک عجیب نامناسب بات ہو اسلیے کہ اہل اسلام خود اناجیل مندرجہ مجموعہ جدید کو کلام الٰہی نہین مانتے بلکہ اُنھین آمین بھی تامل ہو کہ اناجیل مذکورہ کلام مسیح علیہ السلام ہو - ایسی حالت مین اناجیل کو مخالف قرآن شریف بیان کر کے اُنکا اور اعتبار رکھنا ہو - نہ قرآن شریف کے کلام الٰہی ہونے مین شبہ پیدا کرنا - اگر مسلمات اہل اسلام مین تشکیک پیدا کیجاتی تو البتہ جواب دینے کی ضرورت ہوتی اب تو اہل اسلام کو کچھ بھی حاجت جواب کی نہین ہو اپنے خیالات کے بموجب جو کچھ چاہو کہتے رہو - اس موقع پر مجھے اس امر کے تشخیص کی ضرورت ہو

کہ کسی وجہ سے قرآن شریف کا کلام الٰہی ہونا قابل شک ہی یا نہین - میری راے مین ہرگز کسی طرح قرآن شریف کے کلام الٰہی ہونے مین شک نہین ہی اس سے متعلق علماے مسیحی کی سعی محض نقش بر آب ہی - اور لطف خاص یہ ہی کہ جو جو علامات کلام الہامی کی علماے مسیحی ایجاد کرتے ہین وہ سب بوجہ اکمل واتم قرآن شریف مین موجود ہین اور خود آیات و نظم قرآن مجید بوجہ زبان دانان عرب کے اقوال کے جو معاندین دین تھے اس امر کے گواہ ہین کہ کلام بشری نہین ہی خاص خدا کا کلام ہی اور جو کوئی ذرا بھی براہ انصاف قرآن شریف پر غور کرے اُسے بخوبی معلوم ہو سکتا ہی کہ یہ کلام الٰہی ہی لیکن علماے مسیحی کو ایسا عناد و انکار ہی - اگر قرآن شریف کی چھوٹی سی چھوٹی سورۃ کو بھی دیکھا جاے تو جو اُسمین لیا بلکہ بعض آیات مین ہدایت اور ارشاد اور حکمت اور معرفت کا پتہ ملتا ہی عہد عتیق اور عہد جدید مین بھی ملنا دشوار ہی -

تذنیب

ان اعتراضات کی تردید مین جو قرآن شریف سے انکار اور تکذیب مین کیے گئے ہین بعض مباحثین نصاریٰ یہ کہتے ہین کہ کلام الٰہی اُس سے عبارت ہی جس سے متمنیات روحانی زائل اور دور ہون – یعنے جو روح کی تسکین اور تسلی کرے – اور مقتضائے روح سے اُنکی مراد ادراک حقیقت اور سعادت ابدی کو پہونچنا اور نفس کا تزکیہ اور گناہ سے عصمت ہی – اور شاید سعادت ابدی سے نجات – اور عصمت سے گناہ سے بچنا اُنکی مراد ہو – اور اسی پر اُنھون نے یہ لکھا ہی کہ قرآن ایک ایسا نہین ہی – پس وہ کلام الٰہی نہین ہی – مین کہتا ہون کہ یہ محض وہم ہی جسکی طرف نہ کوئی دلیل رہنمائی کرتی ہی – نہ عقل و نقل کے لیے اُسمین کوئی گنجائش و رواستہ ہی – اور محض دعوے بلا دلیل اور بیہودہ دعا قابل سماعت نہین ہوسکتا – اور باوجود اسکے قرآن مجید سے اس امر کا مفقود ہونا ظاہر البطلان ہی بلکہ ایسے امور تو بجز قرآن کے اور کتابون مین بھی پائے جاتے ہین جنکو صالحین نے تالیف کیا ہی – درحقیقت جو کچھ اس اختراع کرنے والے نے کہا ہی محض بلا معنی لفظ ہین – دراصل بسبب اختلاف عادت اور طبیعت متمنیات روح بھی مختلف ہین – پس کسی روح کو ایک شئ سے تسکین ہوتی ہی اور دوسری روح کو اُسکے مخالف شی سے تسکین ہوتی ہی – جیسا کہ مقالہ ثانیہ مین سمجھا جاچکا ہی – پس جو نشید الانشاد کے باب اول مین واقع ہی – یعنی یہ پس چاہیے کہ اپنے مُنھ کا بوسہ دے – کیونکہ تیری چھاتیان اچھی ہین شراب سے افضل ہین – اور تیری خوشبو کی بو تمام خوشبوؤن سے افضل ہی – تیرا نام ایسا خوشبو تیل ہی جو پھیلا ہوا ہی اور خون ریز ہی – اسی وجہ تجھکو جوان لوگ چاہتے ہین اور دوست رکھتے ہین = طبع سنہ ۱۸۱۱ء – آخر باب بلکہ آخر کتاب تک – شاید کہ یہ یہود اور نصاریٰ کی ارواح کو تسکین دیتا ہی – لیکن ہم مسلمانون کی ارواح کو اُس سے تسکین نہین ہوتی – اور ہماری ارواح کو تسکین نہین دے سکتا ہی – اور جو کتاب اشعیا کے تیئسوین ۲۳ باب مین واقع ہی = اور ستر برس کے بعد صورتین مثل گانے والی زانیہ کے ہوجاتی ہین = پھر بعد اسکے ہی = اور ستر برس کے بعد ایسا ہوتا ہی کہ اللہ معبود صورتین رکھتا ہی – اور دوسری بار پھر اول کی صورت پر لوٹ دیتا ہی یعنے پہلی صورت کی طرح بنا دیتا ہی

اور وہ خرچی لینے والی ہوئی ہی اُن تمام ممالک کے اشخاص کی جو زمین پر آباد ہین = آخر باب تک مطبوعہ سنہ ۱۸۴۴ع - یہ نصاریٰ ہی کی ارواح کی متمنیات اور خواہشات کو دور کرتا ہی اور ہماری ارواح کے متمنیات کو ہرگز دور نہین کر سکتا - اور شاید کہ یہی باعث ہی کہ زانیات صورتین ہماری طرف یعنے مملکت ہند مین نہین پہونچین تاکہ ہمارے اہل دیار کی ارواح کے متمنیات کو دور کرین - نیز کتاب حزقیال کے نسخہ ۱۸۴۴ع کے باب مین ہی واقع ہی = اور قول رب کا میری طرف اسطرح قائل تھا - یعنے خدا نے مجھے اسطرح فرمایا - اے ابن انسان دو عورتین تھین جو دونون ایک ہی مان کے بطن سے دو بیٹیان تھین - یعنے دونون بہنین تھین پس وہ دونون مصر مین اپنی جوانی مین زنا کی مرتکب ہوتین وہین اُنکی چھاتیان ڈھلک گئین اور وہین اُسکے رخسار خراب ہو گئے - اور اُن دونون مین بڑی کا نام - اوہلا - تھا اور اُسکی بہن کا نام - اوہلیبا - تھا - اور وہ دونون میری ہو گئین - اور بیٹے اور بیٹیان جنین - اور اُن دونون کے نام - اوہلا سامرہ - اور - اوہلیبا یروشلیم تھے - اور - اوہلا نے مجھ سے زنا کیا - اور وہ اپنے مشاقون کیجانب مائل ہو گئی جو اُسکے پاس مقربین آنے والے تھے = آخر باب تک یہ اُنکے متمنیات روح کی واقع ہی اور حقیقت کی کاشف ہی - تزکیہ کی موجب ہی - اور اُنکو گناہ سے بچاتی ہی - اور اس قسم کے مسکنات یعنے تسکین دینے والے آیات بیبل مین بہت ہین مین نے بخوف تطویل کتاب اُنکے بیان سے کنارہ کشی کی - قرآن مجید اور فرقان حمید چونکہ وہ صانع کی توحید - اور اُسکے صفات اور اُسکے ساتھ اخلاص اور اُسکی تعظیم پر اور نقصانات اور آفات سے اور محدثات کے ساتھ اُسکو امتزاج یعنے مرکب اور متصف کرنے سے اور جورو اور بیٹا اور بیٹی ایسے بیہودہ اور نجس اوصاف کے ساتھ متصف ہونے سے اُسکی تنزیہ پر شامل تھا - اور خدا کی طاعت کا آمر تھا اور اُسکے گناہ سے منع کرتا تھا - اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اور والدین کی فرمان برداری اور اطاعت اور صلۂ ارحام اور ہمسایہ کے حقوق کی محافظت اور صدقات کے فرض ہونے پر حاوی تھا - اور نماز اور روزہ اور بتون کے توڑنے اور سورتون کے چھوڑنے کی طرف مائل کرتا تھا - گزشتہ انبیا اور کتب کی تصدیق کرتا تھا - اور تبلیغ احکام اور رسالت کے باب مین اُنکی عدالت اور انصاف کا شاہد تھا - احوال معاد اور حشر عباد کی خبر دیتا تھا - اور خدائے واحد اور بے پروا اور پیدا کرنے والے کی عبادت کیجانب رہنمائی کرتا تھا - اور تہذیب الاخلاق کا سبق دیتا تھا - پس یہ کیونکر

انصاری کی تشفیات اور خواہشات روح کو زائل اور دفع کرسکتا تھا - شاید مزامیر کا سُننا - اور عورتون کے ساتھ لہو ولعب کرنا اور گناہ کا ارتکاب کرنا اُنکی روح کو تسکین دیتا ہی - پھر اسی قائل نے یہ لکھا ہی - کہ قرآن مین جنت اور حُور و غلمان کا ذکر کیا گیا ہی - اور اس قسم کے ذکر کی نسبت یہ نہین خیال کیا جا سکتا - کہ وہ خدا کیجانب سے ہو - ہم یہ کہتے ہین کہ یہ محض شیطانی وسوسہ ہی اور اسیوجہ سے ناقابل التفات ہی جو ابھی مذکور ہوئی ہی جسکے اعادہ کی ضرورت نہین ہی علاوہ اسکے ہم یہ بھی کہتے ہین کہ اگر قائل کا یہ ارادہ ہی کہ یہ امور انجیل مین مذکور نہین ہین - اور انجیل کلام الٰہی ہی - پس جو کچھ اس سے زیادہ ہوگا وہ ہرگز خدا کی جانب سے نہوگا - تو یہ اُسیوجہ سے باطل ہی جو سابقًا مذکور ہوچکی ہی - اور نیز اسوجہ سے کہ معاد اور حشر اجساد اور جنت اور دوزخ کا توریت مین ذکر نہین ہی - اور انجیل مین اُسکے تذاکرہ موجود ہین - تب یہ اعتراض اُنھین پر اُلٹ جاتا ہی کہ یہ امور توریت مین مذکور نہین ہین اور وہ کلام الٰہی ہی - اور جو کچھ اس سے زیادہ ہو وہ ہرگز کلام الٰہی نہین ہی - اور اگر قائل کا یہ مقصود ہی کہ فی نفسہ حور و غلمان کا وجود ہی قبیح اور بُرا ہی تب اُسپر یہ الزام عائد ہوتا ہی کہ درحقیقت ان اشیا کا وجود ہی نہین ہی نہ دنیا مین نہ آخرت مین - یا یہ کہ ان اشیا کا خالق اللہ کے سوا کوئی اور ہی اور یہ سب اُنکے اعتقاد کے مخالف ہی - اور اگر اُسکا مقصود یہ ہی کہ حور و غلمان کا ذکر کلام الٰہی مین قبیح اور بُرا ہی - تب یہ ممنوع ہی اور کیونکر ممنوع نہو - حالانکہ یہود - انجیل مین مریمؑ اور عیسیٰؑ کے ذکر کو اس سے بڑھکر مکروہ اور قبیح خیال کرتے ہین - جیسا کہ آپ قرآن مین حور و غلمان کے ذکر کو قبیح اور بُرا خیال کرتے ہین - پھر اُسی نے یہ لکھا ہی کہ قرآن احکام جہاد پر مشتمل ہی - اور کُل شی جسکی شان یہ ہو خدا کی جانب سے نہین ہوسکتی - یہ بھی ایک دعویٰ بلادلیل ہی - اور ظاہر البطلان ہی اسوجہ سے کہ جہاد دوسری امتون مین بھی مشروع تھا - شاید کہ یہ قائل اسفار موسیٰؑ اور یوشعؑ و سموئیل اور اسفار السلاطین کے مطالعہ سے قاصر ہی - کتاب یوشعؑ تو جہاد کے ذکر سے بھری ہوئی ہی اور سفر استثنا کا بیسوان باب جو کہ جہاد کے بیان مین ہی وہ تو بالکل ملت محمدیہ کے موافق اور مطابق ہی - جیسا کہ اُسمین درج ہی جبکہ تو کسی قریہ کیجانب بغرض جنگ جائے تو ابتداءً اُنکو سلام یعنے سلامتی کی طرف بلا - پس اگر اُنھون نے سلام قبول کرلیا اور تجھے اُن تمام قوم پر جو اُسمین رہتی ہین فتحمندی حاصل ہوجائے تو وہ تیرے ذمے ہونگے - اور تیری خدمت کرینگے - اور اگر اُنھون نے سلام قبول نہین کیا بلکہ اُنھون نے تجھسے جنگ کیا - اور تو نے اُنکا محاصرہ کرلیا اور اللہ تیرے رب نے اُنکو تیرے ہاتھ مین دیدیا پس تو اُنمین

سے مردون کو تلوار کی دھار سے قتل کر ڈال = آخر باب تک - مطبوعہ ۱۸۳۱ع - بلکہ یہ قائل عہد جدید کے مطالعہ سے بھی قاصر ہو - کیونکہ پولس نے مجاہدین انبیاؑ کی مدح اور تعریف کی ہو - اور اُس رسالہ کے جو عبرانین کی طرف منسوب تھا گیارھوین باب مین یہ لکھا ہو = پس اب مین اس سے بعد کیا کھون کہ زمانہ کا قصور مجھے اس سے شرمندہ کرتا ہو کہ مین جدعون اور باراق اور شمسون اور یفتاح اور داؤد اور اسموئیل کی خبرین بطور قصہ بیان کرون اور نیز اُن انبیاؑ کے حالات بطور قصہ بیان کرون جنھون نے ایمان کے ساتھ ممالک کی تسخیر کی اور انصاف کے جھنڈے گاڑ دیے - اور وعدون کو حاصل کیے - اور شیرون کے مُنھ بند کر دیے - اور آگ کی قوت کو بجھا دیا اور تلوار کی دھار سے بچے رہے - پس حالت ضعف مین اُنھون نے قوت حاصل کی - اور لڑائی مین ثابت قدم رہے - اور دشمنون کی فوج کو شکست دیدی = آخر باب تک - مطبوعہ ۱۸۲۶ع - اور اُسکے اعتراض کے دفع کرنے کے لیے اسقدر کافی ہو - اگر تفصیل مطلوب ہو تو عہد عتیق کا مطالعہ کرنا چاہیے =

پھر اُسی قائل نے یہ اعتراض کیا ہو کہ قرآن تقدیر کی آیات پر مشتمل ختم اللہ علے قلوبہم کے - (مُہر کر دی اللہ نے اُنکے دلون پر) مشتمل ہو پس یہ خیال نہین کیا جا سکتا - کہ یہ اللہ کی جانب سے ہو - مین اسکا جواب دیتا ہون کہ کتب عہد عتیق تو اس قسم کے ذکر سے بھری ہوئی ہین - سفر خروج کے ساتوین باب مین مذکور ہو = اور مین فرعون کے دل کو سخت کرتا ہون حالانکہ میری اکثر نشانیان اور دلائل شہر مصر مین ہین - اور تم سے فرعون نہین قبول کریگا - حتے کہ مصر والون پر آفت نازل کرون = الیٰ آخرہ - مطبوعہ ۱۸۳۱ع اور اس قسم کے آیات عہد عتیق مین بہت ہین - اور انجیل لوقا کے چھبیسوین باب مین مذکور ہو - اور ابن انسان چلا جا رہا ہو نظر کے ساتھ اُسطرف جسپر وہ مقدر اور مقرر کیا گیا ہو - لیکن اُس آدمی کے لیے افسوس ہو جو اُسکو نہین مانتے = مطبوعہ ۱۸۲۶ع اور عہد جدید کی بہت سی آیات تقدیر کی مشعر ہین - پس تقدیر کے ذکر کو بعید خیال کرنا بجز اُس شخص کے جو عہدین کے مطالعہ سے قاصر ہو یا اُنکو یقیناً نہین مانتا - دوسرے شخص سے متصور نہین ہو سکتا - گو تقدیر کے مسئلہ کی تحقیق ہمارے کتب کلامیہ مین ہو - مگر یہ اُسکے ذکر کا محل نہین ہو - پھر اُسی قائل نے یہ اعتراض کیا ہو - کہ قرآن آدم کے لیے سجدہ کے امر پر مشتمل ہو اور یہ صریحاً شرک ہو - اور جو شی شرک کے ساتھ امر کرنے پر مشتمل ہو وہ کلام الٰہی نہین ہو سکتا - مین کہتا ہون کہ یہ اعتراض سفر خلیقہ کے سینتیسوین باب سے رفع ہو جاتا ہو جسمین یوسفؑ کو اُنکے بھائیون کا سجدہ

کرنا موافق قرآن مجید کے بیان کیا گیا ہی۔ پس اُسنے دوسرا خواب بھی دیکھا۔ پس اُسکو اپنے بھائیون
کے سامنے اسطرح بیان کیا کہ مین نے اور بھی خواب یہ دیکھا کہ آفتاب اور ماہتاب اور گیارہ ستارے
مجھے سجدہ کر رہے ہین = اور اس سفر کے بعض ابواب سے تو یہ ظاہر ہوتا ہی کہ انھون... نے سجدہ ظاہر کیا
یعنے وہ فعل خارجاً واقع بھی ہوا۔ پس اگر زیادہ تفصیل اور تحقیق کی ضرورت ہی۔ آپ کتاب عہد عتیق کو دیکھیے۔
اور اصل یہ ہی کہ جس سجدہ کے وہ محکوم اور مامور ہوئے تھے وہ سجدہ تعظیم تھا۔ اور سجدہ تعظیمی پہلے
مشروع تھا۔ اور انجیلین بھی اُسکے جواز کی اجازت دیتی ہین۔ اور قرآن کے قصہ سے بھی یہ پایا جاتا ہی۔ نہ
اُستاذ اور انبیا اور حکما اور عظما کے لیے سجدہ تعظیمی جائز قرار دیا ہی۔ اور اس قائل نے بھی کشف الاستار
کے جواب مین یہ بیان کیا ہی کہ اللہ کا اطلاق اُستاذ اور معلم اور اشراف اور حکام اور ملائکہ اور حکام پر اور انبیا پر
مجاز شائع و رائج ہی اور مسیحؑ پر بطریق حقیقت اور سجدہ تعظیم ان سب کے لیے جائز ہی اور سجدہ عبادت
خاصکر مسیحؑ ہی کے لیے ہی۔ خلاصہ یہ ہی کہ قرآن مجید مین جو شی قبل ملت محمدی کے مشروع تھی یعنے سجدہ
تعظیمی بطور حکایت بیان کیا گیا ہی۔ اور سجدہ تعظیمی شرک نہین ہی۔ شرک سجدہ عبادت ہی۔ قطع نظر اسکے
سجدہ تعظیم بھی ہمارے نبیؐ کے دین مین منسوخ ہو گیا پس ہمارے دین اور قرآن پر جسمین گذشتہ احوال
بطور حکایت درج ہین۔ طعن کی کوئی گنجائش نہین ہی۔ البتہ یہ فعل ہمارے نزدیک قبیح ہی۔ اور بائبل اسکو
جائز قرار دیتی ہی۔ اور قسوس اُسپر ایمان لاتے ہین پس یہ ہمارے مفید دلیل ہی اور مسیحیون کی مضر ہی۔ نہ یہ کہ ہمکو مضر ہی۔
اور یہ ایک عجیب بات ہی کہ نصاریٰ مسیحؑ اور روح القدس کے لیے سجدہ عبادت کے وجوب کے قائل
ہین۔ اور چونکہ مسیحؑ بغیر والد کے پیدا ہوئے اسوجہ سے وہ اس سجدہ کے مستحق قرار دیے گئے پس
جو در اصل پیدا ہی نہ کیا گیا ہو یعنے آدمؑ اور نہ اُسکے باپ ہو نہ ماں۔ اگر اُسکے لیے سجدہ تعظیمی کا حکم دیا
گیا تو اسمین مسیحیون کے اعتقاد کے موافق نہین معلوم ہوتا۔ کیا برائی ہو گئی۔ شاید اس انکار اور اسمین
اسقدر سختی کا یہ سبب ہو کہ سجدہ کا حکم کل فرشتون کے لیے تھا اور انھون نے اُس حکم کی تعمیل بھی کی جیسا
خدا نے فرمایا ہی کہ فسجد الملئکة کلهم (سب فرشتون نے سجدہ کیا) پس اُنمین ایک مسجود بھی جسکو
یہ سجدہ کرتے ہین یعنے روح القدس داخل ہو جاتے ہین کیونکہ وہ یقین کرتے ہین کہ روح القدس
وہی ہین جو مسلمانون کے نزدیک جبرئیلؑ کہے جاتے ہین اور وہ فرشتون مین سے ہین۔ پس اس سے
یہ بات ظاہر ہوئی کہ روح القدس نے بھی آدمؑ کو سجدہ کیا اور جو اسکا ... مسجود ہین پس انکار اسوقت

آدمؑ کو ملائکہ کے سجدہ کرنے پر مقصود اور محدود ہے ۔ واضح رہے کہ اس قائل نے باتباع اپنے اسلاف
کے اسی قسم کی غیر موجودہ باتین اپنے تصانیف مین لکھی ہین ۔ لیکن جسقدر اُس نے بیان کیا ہے
سب سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ اُسنے عہدین کا مطالعہ تک نہین کیا ہے اور اپنے قسوس کی تحقیقات تک
پہونچا بھی نہین ہے اور ایسے غیر موجہ اقوال سے اُسکا مقصود بجز اسکے اور کچھ نہین ہے کہ وہ جاہلون کو گمراہ
کرے ۔ اور اُسکے ایک ایک جملہ اور ایک ایک فقرے کے جوابات اور ابطال اور تردید مین بجز تضییع اوقات
کے اور کچھ حاصل نہین ہے ۔ پس اُنکے شکوک مین سے جسقدر قرآن مجید سے متعلق ہین اگر کوئی شک کسی شخص
کو پریشان کرے تو اُسکو عہد عتیق اور ہمارے علما کے کتب کو دیکھنا چاہیے جو جوابات حقیقی اور الزامی
سے بھرے ہوئے ہین ۔ مجھسے ناظرین کو اسیقدر بیان پر قناعت کرنی چاہیے ۔ کیونکہ مین نے
بحث کے اصول پر اقتصار کیا ہے زائد اور فضول بحث نہین کی ہے ۔ فقط